سالانہ اجتماع نمبر

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبوک/اخاء ۱۳۶۰ ہش ——— ستمبر/اکتوبر ۱۹۸۱ء



سیّدنا حضور پُرنُور اجتماع منعقدہ ۱۹۸۰ء کے موقعہ پر مجیب خدا کے حضور دست بدعا۔

ایڈیٹر: غلام باری سیف

بِسـ

تَأْمُرُونَ

مجلس

ماہنامہ ال

ذیقعد

تبوک

ستمبر

ملک صلاح الدین صاحب

کما

سالانہ چندہ :- ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

اجتماع نمبر

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ذیقعدہ۔ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

تبوک۔اخاء ۱۳۶۰ ہش

ستمبر۔اکتوبر ۱۹۸۱ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مُدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت — مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

سالانہ چندہ:۔ ۱۵ روپے ؛ فی پرچہ:۔ تین ۳ روپے

فہرست مضامین

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم

ناشر:۔ سیّد عبدالحیٔ

مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت:۔ محمد رفیق احمد ربوہ (رضوان الکتابت)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۲۱ | ماھنامہ انصاراللہ۔ ربوہ | شمارہ ۹ و ۱۰

تبوک۔ اخاء ۱۳۶۰ ہش

تیرے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں

جمعۃ الوداع کے خطبہ میں حضرت اقدس نے رمضان المبارک کے بارہ میں ایک بڑا پیارا اور جامع فقرہ فرمایا تھا کہ "رمضان المبارک کا مہینہ عبادتوں کا گلدستہ ہے"۔ انسان خدا کے لئے کھانا پینا ترک کرتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرتا ہے۔ تہجد یا تراویح کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ ذکرِ الٰہی کرتا ہے۔ مسنون دعاؤں کا ورد کرتا ہے۔ قاضی الحاجات مشکلکشا کے سامنے اپنی مشکلات پیش کرتا ہے۔ صدقات پر بھی زور دیتا ہے۔ غرباء کا خیال رکھتا ہے۔ اور ان سب کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کا خالق و مالک اس سے راضی ہو جائے۔ اس وُدود، غفور، کریم و رحیم کی محبت اسے عطا ہو جائے۔ عبد معبود کا ہو جائے۔

اور جب انسان غور کرتا ہے تو اسے یہ کوششیں بہت کم بلکہ حقیر معلوم ہوتی ہیں۔ نجانے یہ نماز اس کی غفلت اور کسلمندی کی نماز ہو۔ کہ ایسی نماز کے متعلق تو آتا ہے۔

فویلٌ للمصلّین الّذین ھم عن صلوٰتھم ساھون۔

اور قرآن کی یہ آیت سامنے آتی ہے تو دل لرز جاتا ہے۔

اِذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالی۔

نماز چھوڑی بھی نہیں جا سکتی کہ قرآن کہتا ہے جب جہنمیوں سے پوچھا جائے گا نہیں جہنم میں کونسی چیز لائی تو کہیں گے لم نک من المصلّین کہ ہم نماز کا اہتمام نہ کرتے تھے۔ اور عام ہماری نماز کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ صاحب معراج تو فرماتے ہیں تو نماز پڑھ تو ایسی پڑھ گویا تیری یہ آخری نماز ہے کہ اس کے بعد خدا سے اس دنیا میں عجز و نیاز کا موقع نہیں

ملے گا۔

قرآن پڑھتا ہے کہ خدائے لم یزل کی آخری کتاب ہے۔لیکن سمجھ کر نہیں پڑھتا۔جسم کے رونگٹے کھڑے نہیں ہوتے۔ قوموں کی تباہی کا ذکر۔اُن کے زوال کے اسباب پڑھتا ہے لیکن اعمال میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ دل خشیت سے لبریز نہیں ہوتا۔

شفیاّ الاصبحی کی ترمذی میں وارد ایک حدیث ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ اس کے راوی ہیں کہ قیامت کے دن ایک عالم، قاری اور مالدار خدا کے سامنے لائے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے بتاؤ کیا کرتے رہے ہو۔عالم کا جواب ہو گا لوگوں کو تیری اور تیرے رسول کی باتیں سناتا رہا۔قاری کہے گا قرآن مجید لوگوں کو سناتا رہا۔ مالدار کہے گا غرباء میں مال تقسیم کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم یہ میرے لئے نہیں کرتے رہے۔ اس لئے کرتے تھے کہ لوگ کہیں بڑے عالم ہو۔ اچھے قاری ہو۔ بہت مالدار ہو۔ یہ ریاکاری کی غرض سے کرتے رہے۔اس پر فرشتے بھی کہیں گے۔ اللہ آپ نے سچ فرمایا یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ تین وہ شخص ہیں جن پر سب سے پہلے جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔جب کسی نے حضرت معاویہ کو یہ حدیث اس کے دربار میں سنائی تو وہ اتنا روئے کہ راوی کہتا ہے۔ہم نے کہا اس شخص نے کیا کیا۔ معاویہ کا پتّہ نہ پھٹ جائے۔

تو کتنا خوف کا مقام ہے۔انسان کس پر ناز کرے؟ کس طرح مستغنی اور دلیر ہو۔ دوسری طرف یہ بھی نظر آتا ہے کہ اس کریم ورحیم کی شایانِ کریمی نے کنجری کے پیاسے کو پانی پلانے پر بخش دیا۔اس نے اس شخص کو بخش دیا جس نے وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد جلا کر میری خاک اڑادی جائے۔تاکہ میرا حساب کتاب نہ ہو۔اور خدا کی پرسش پر اس نے کہا کہ خداوندا میں نے تیرے خوف سے ایسا کیا تھا۔ اپنے گناہوں سے ڈرتا تھا۔ ؎ مجھ سے میرے گناہ کا حساب اے خدا نہ مانگ

تو خدا نے اُسے بخش دیا۔

خدائے قدوس کی رضا کیلئے۔اس کی ناراضگی سے بچنے کیلئے کیا کچھ انسان نہیں کرتا۔صاحب ایمان اس کی محبت کے حصول کے لئے کیا کیا نہیں کرتا۔اسے اپنے اعمال پر ناز نہیں ہوتا۔اسے اپنی جھولی خالی نظر آتی ہے۔اُس پیارے احکم الحاکمین کے سامنے پیش کرنے کے لئے اپنے دامن میں اس کی شان کے شایاں کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن وہ اپنے خالق و مالک کی ناراضگی برداشت نہیں کرسکتا۔ اس میں سکت ہی نہیں۔وہ اپنے آسمانی آقا سے عرض کرتا ہے اللھمّ انّی اعوذ برضاک من سخطک و بمعافاتک من عقوبتک۔ اے پروردگار میں تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں تیری ناراضگی سے اور تیری سزا سے تیری عافیت کی پناہ کا طلبگار ہوں۔

ایک بار ایک بدّو یعنی دیہات میں رہنے والا صحابی حضور صلے اللہ علیہ وسلّم فداہ ابی و امّی کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی۔ارشاد ہُوا قیامت کا پوچھتے ہو۔اس کے لئے کچھ تیاری بھی کی ہے۔عرض کیا کوئی لمبی چوڑی نمازیں بھی نہیں پڑھتا۔ فرائض ادا کرتا ہوں۔نوافل کا بھی بہت پابند نہیں۔ ہاں ایک بات ہے یا رسول اللہ آپ سے محبّت کرتا ہوں۔شفیق مدنی آقا نے فرمایا۔ المرء مع من احبّ کہ پھر اندیشہ نہ کرو۔آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے

انصار بزرگو! ہم زندگی کی شام میں ہیں۔ ہماری زندگی کا مقصد اس خدائے لم یزل کی رضا کا حصول ہے اور اس کا نسخہ اِس راہ کے مالک نے کیا خوب فرمایا ہے۔ اپنے خدا سے مخاطب ہو کر آپ فرماتے ہیں۔ ؎

ترے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں ؛ وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھکو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں ؛ خدائی ہے خودی جس سے مٹاؤں

لیکن محبت کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ سنیے وہی معلم ربانی فرماتے ہیں۔ ؎

محبت چیز کیا کس کو بتاؤں ؛ وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں ؛ یہی بہتر ہے کہ خاک اپنی اڑاؤں

کہ یہاں تو اپنی خاک اڑانا پڑتی ہے۔ ماسوی اللہ کو جلانا پڑتا ہے۔ آیئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم زبان ہو کر دعا کریں۔ اور اس خدائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ اس عاشقِ ربانی کے صدقے اپنی محبت عطا کر دے۔

اللّٰھمّ ارزقنا حُبّکَ وحُبّ من احبّکَ وحُبّ ما یقرّبنی الیکَ واجعل حُبّکَ احبّ الیّ من الماء البارد۔

اے پروردگار اپنی محبت عطا کر۔ اور اس کی محبت جو تجھے محبوب رکھتا ہے اور اس کی محبت جو مجھے تیرے قریب کر دے۔ اے پروردگارا! اپنی محبت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب کر دے۔ (آمین یا ارحم الراحمین)

اک اور پروانہ نثار ہُوا

حافظ عبدالحفیظ صاحب شاہد مبلغ فجی پندرہ اگست کو فجی میں احمدیت پر قربان ہوگئے۔ آپ تبلیغی دورہ پر کار میں جا رہے تھے کہ حادثہ کا شکار ہوگئے۔ مرحوم حافظ قرآن۔ جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل۔ دین سے محبت کرنے والے۔ مخلص اور متدین نوجوان تھے۔ وہ چونتیس ۳۴ سال کے تھے کہ خدا نے انہیں بُلا لیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے اپنے پیچھے چار بچے اور ایک بیوہ کو چھوڑا۔ مرحوم کی اہلیہ محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی کی صاحبزادی ہیں۔ مرحوم کی والدہ کو تھوڑے عرصہ میں یہ دوسرا صدمہ سہنا پڑا کہ ان کا ایک دوسرا بچہ کچھ پہلے خدا کو پیارا ہوگیا۔ مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے منذر خوابیں دیکھی تھیں۔ جن کا ذکر انہوں نے بعض اعزاء سے کر دیا اور صدقہ دینے کے لئے بھی لکھا۔

مرحوم کی خوبیوں کی وجہ سے دل غم زدہ ہے۔ وہ بہت صالح نوجوان تھا۔ وہ احمدیت کا شیدائی تھا۔ وہ احمدیت پر قربان ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور اس کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اے اللہ تعالیٰ تیری جلائی شمع ہمیشہ فروزاں رہے۔ اور پروانے اس کا طواف کرتے رہیں۔ کچھ اپنا حق ادا کر گئے اور کچھ انتظار میں ہیں کہ ان کا صدق و وفا بھی درگاہِ باری تعالیٰ میں قبول ہو۔ منھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر

ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اخلاق وافعالِ محمودہ

(کنزالعمّال للعلامہ علّی المتقی علاؤالدین المتوفیٰ ۹۷۵ ہجری)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اس عنوان کے تحت مصنّف ایک سوچھ احادیث لائے ہیں۔ان میں سے چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ " اگر کوئی آدمی حق بات کہتا ہے۔ اور اس پر عمل اس کی زندگی کے بعد ہوتا ہے تو اُسے قیامت تک اس کا اجر ملتا رہتا ہے۔ اور پھر قیامت کے روز بھی اس کا ثواب اس کو ملتا ہے "۔

۲۔ ابوامامۃؓ اور ابوسعیدؓ راوی ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب اور افضل جہاد ظالم بادشاہ کے دربار میں سچّی بات کہنا ہے۔

۳۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جہاد کی چار قسمیں ہیں۔نیکی کی تلقین اور بدی سے روکنا اور آزمائش کے مواقع پر ثابت قدمی اور فاسق شخص سے نفرت۔

۴۔ عدی بن عمیرۃ روایت کرتے ہیں کہ " اللہ عام آدمیوں کو خواص کے عمل کی وجہ سے سزا نہیں دیتا۔ہاں ایک صورت میں عوام کو خواص کے اعمال کی وجہ سے سزا ملتی ہے۔جب وہ عوام خواص کو بدلنے کی طاقت رکھتے ہوں۔لیکن نہ بدلیں۔اس صورت میں عوام اور خواص دونوں خدا کے عذاب کی لپیٹ میں آتے ہیں "۔

۵۔ حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ "جب لوگ برائی دیکھیں اور اسے نہ بدلیں۔تو قریب ہے کہ خدا ان کو بھی اپنی سزا کی لپیٹ میں لے آئے "۔

۶۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ " دونشوں نے تمہیں مدہوش کر رکھا ہے۔ ایک زندگی کی محبت کے نشہ نے اور دوسرے جہالت کی محبت کے نشہ نے۔ اس حالت میں تم نیکی کی تلقین نہیں کرتے اور بدی سے روکتے نہیں۔اور کتاب وسنّت پر عمل کرنے والے اُن مہاجرین اور انصار کی مانند ہیں جو سابق الایمان ہیں۔

۷۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ "تم نیکی کی تلقین کرو اور برائی سے روکو۔ ورنہ اللہ تم پر بُرے آدمیوں کو مسلّط کردے گا۔پھر تمہارے اچھے آدمی خدا سے دُعا مانگیں گے لیکن دُعا قبول نہ ہوگی۔

۸۔ نعمانؓ بن بشیر سے روایت ہے کہ " اپنے بیوقوفوں کے ہاتھ پکڑو "۔

۹۔ حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ " جو بُری بات دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے۔جو اس کی طاقت نہیں رکھتا وہ

زبان سے اُسے بدلے اور جو اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا وہ دل سے اسے بُرا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

۱۰۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا نقص اس طرح پیدا ہُوا کہ ایک آدمی دوسرے کو ملتا اُسے کہتا۔ اے بھائی خدا کا خوف کر اور اپنے اس بُرے فعل سے رُک جا۔ یہ تمہارے لئے مناسب نہیں۔ پھر اگلے دن اسے ملتا تو اس کو منع نہ کرتا بلکہ اس کے ساتھ مل کر کھاتا اور پیتا۔ اس کا ہم نشین بنتا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو ان کے دلوں کی کیفیّت بدل گئی۔ فرمایا مسلمانو! تم نیکی کی تلقین کرو۔ بدی سے نفرت کرو۔ اور ظالم کا ہاتھ پکڑو اور حق بات کہنے کی جرأت پیدا کرو۔ ورنہ تمہارے دل اکٹھے نہ دھڑکیں گے اور تم یہود کی طرح مغضوب ہو جاوے۔

۱۱۔ نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ کی حدود کی نگرانی کرنے والے اور مداہنت کرنے والے کی مثال ایک ایسی قوم کی مثال ہے جنہوں نے کشتی میں رہائش کے لئے قرعہ اندازی کی۔ ایک گروہ کے حصّہ میں کشتی کی اوپر کی منزل آئی اور دوسرے کے حصّہ میں نچلی منزل۔ جن کے حصّہ میں نچلی منزل آئی جب انہوں نے پینے کے لئے پانی لینا ہوتا۔ تو اوپر کی منزل پر انہیں جانا پڑتا۔ اس پر اوپر کی منزل والوں نے کہا تم اوپر مت آیا کرو۔ ہر وقت کی تمہاری آمد و رفت سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ اس پر نچلی منزل والوں نے کہا بہت اچھا ہم کشتی کا ایک تختہ اکھیڑ لیتے ہیں تاکہ ہمارے اوپر آنے سے تمہیں تکلیف نہ ہو۔ اَب اگر اوپر کی منزل والے ان کا ہاتھ نہ پکڑیں تو سبھی ہلاک ہوں گے۔ لیکن اگر اُن کا ہاتھ پکڑیں تو سبھی بچ جائیں گے۔"

۱۲۔ جریر سے روایت ہے کہ کوئی بھی قوم جس میں گناہ کرنے والوں کی کثرت ہو اور وہ معزز ہوں۔ اور وہ ان معاصی کو بدلیں نہ تو ان کو اللہ اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے گا۔

۱۳۔ ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب گناہ مخفی ہو تو گناہ کرنے والے کو وہ نقصان نہیں دیتا لیکن جب وہ علانیہ ہونے لگے اور کوئی اُسے ہٹائے نہ تو عام لوگ بھی اس کے نتائج سے بچ نہ سکیں گے۔

۱۴۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تو دیکھے کہ میری امّت ظالم کی ہیبت سے اس کو یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ تو ظلم کر رہا ہے تب تو اُن سے الگ ہو جا۔

۱۵۔ بریدہ سے روایت ہے کہ اللہ اس اُمّت کو پاک نہیں کرتا جس میں ضعیف اپنا حق نہیں لے سکتا۔

۱۶۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کے لئے بمنزلہ آئینہ کے ہے۔ پس جب اس میں کوئی نقص دیکھے تو اسی کو دُور کر دے۔

۱۷۔ یعقوب بن سفیان روایت کرتے ہیں کہ نیکی کی تلقین کرنے والا اس کے کرنے والے کی طرح ہی ہوتا ہے۔

۱۸۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نیکی کی تلقین کرو۔ اور برائی سے روکو۔ پیشتر اس کے کہ تم مجھ سے دُعا کرو اور مَیں تمہاری دُعا قبول نہ کروں اور مجھ سے مانگو۔ میں تمہیں نہ دوں۔ اور مجھ سے بخشش مانگو اور مَیں تمہیں نہ بخشوں۔

دینی معلومات

(از تاریخ الکامل لابن اثیر)

۱۔ حضرت عمرؓ کو شہید کرنے والے کا نام فیروز تھا۔ کنیت اس کی ابولؤلؤ تھی۔ نہاوند میں یہ اسیر ہو کر مغیرہ بن شعبہ کے حصّہ میں آیا تھا۔ اور اس نے یہ خنجر ہرمزان سے خریدا تھا۔

۲۔ عدی بن ابی الزغباء کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز جاسوسی کیلئے بھجوایا تھا۔

۳۔ غیلان بن سلمہ ثقفی جب مسلمان ہوئے ان کی دس بیویاں تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے چار کے علاوہ باقی کو طلاق دے دی۔ انہوں نے ۲۳ھ میں وفات پائی۔

۴۔ سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی جس کو ہجرت کے وقت کسریٰ کے کنگن کی خوشخبری ملی تھی اور ان کو حضرت عمرؓ نے وہ کنگن پہنائے۔ ۲۴ھ ہجری میں فوت ہوئے۔

۵۔ حضرت عمرؓ نے انتخاب خلافت کے لئے جو بورڈ مقرر کیا تھا۔ اس کے ممبران عشرہ مبشرہ میں سے یہ صحابہ تھے۔ عثمانؓ علیؓ۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ طلحہؓ بن عبداللہ۔ زبیرؓ۔ اور فرمایا اگر تین ایک طرف ہوں اور تین ایک طرف تو عبداللہ بن عمر کا ووٹ فیصلہ کن ہوگا۔

۶۔ اسلام میں سب سے پہلا تیر سعدؓ بن ابی وقاص نے پھینکا تھا۔ یہ بہت اعلیٰ تیرانداز تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

۷۔ عراق پر جب مسلمانوں نے لشکرکشی کی تو پہلے قائد نعمان بن مقرن المزنی العراقی تھے۔ اور اپنی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں یہ نہاوند کے فاتح بھی ہوئے اور فتح کے بعد گھوڑے سے گر کر شہید بھی ہوئے۔

۸۔ نعمان نے جنگ زوال کے وقت شروع کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وقت زیادہ پسند تھا۔

۹۔ مکہ میں کفار کے تختہ مشق بننے والے عمار بن یاسر ۲۱ھ میں کوفہ کے والی مقرر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے اس آیت پر عمل کیا ہے۔ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ۔ (قصص آیت ۵) ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان پر احسان کریں جو دنیا میں کمزور جانے گئے ہم ان کو قیادت عطا کریں اور زمین کا وارث ان کو کریں۔

عمار کے بعد ابوموسیٰ کو والی بنایا تھا۔ اور پھر ان کے بعد مغیرہ بن شعبہ کو۔

۱۰۔ مشہور تابعی حسن بصری ۲۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔

۱۱۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ۲۱ھ ہجری میں ابوہریرہؓ کو بحرین کا والی یعنی حاکم مقرر کیا۔

۱۲۔ جب جریر بن عبداللہ کی آنکھ کی بینائی ہمذان کی جنگ میں تیر لگنے سے جاتی رہی تو انہوں نے کہا میں اس کے ثواب کا اُس ذات سے طالب ہوں جس نے اس کے ساتھ میرے چہرہ کو زینت بخشی اور میرے لئے دنیا منوّر کی۔ پھر اُس خدا نے مجھ سے اس کو واپس لے لیا۔

۱۳۔ خاقان اور یزدجرد نے مسلمان لشکر کے متعلق چند سوالات پیغامبر سے کئے ان میں سے دو سوال یہ تھے۔ کیا وہ عہد کو پورا کرتے ہیں۔ پیغام بر نے کہا ہاں۔ پوچھا اپنے امراء کی اطاعت کیسی کرتے ہیں جواب ملا وہ انتہائی اطاعت والے ہیں۔ اس کے بعد اس نے مسلم لشکر کی سواریوں اور لباس کے متعلق پوچھا اور کہا۔ اگر یہ پہاڑ سے بھی ٹکرائیں تو اُسے گرا کر رکھ دیں۔

۱۴۔ یزید بن معاویہ اور عبد الملک بن مروان ۲۳ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔

۱۵۔ جب ساریہ ایران میں لڑ رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق کو مدینہ میں کشفاً دونوں لشکروں کی ہیئت دکھائی گئی۔ تب آپ نے خطبہ کے دوران بلند آواز سے فرمایا یا ساریۃ بن زُنیم الجَبَلَ الجَبَلَ۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف آجاؤ۔ پہاڑ کی طرف۔ اور یہ آواز دے کر لوگوں سے فرمایا۔ خدا کے لشکر میں سے بعض نے یہ آواز پہنچا دی ہے۔ جب یہ لشکر مدینہ آیا تو لوگوں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا ہاں ہم نے یہ آواز سنی تھی یاساریۃ الجَبَلَ الجَبَلَ۔ اور اگر ہم پہاڑ کو پشت پر نہ لیتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ (تاریخ الکامل جلد ۳ صـ ۹۲، ۹۳)

۱۶۔ حضرت عمرؓ کی کنیت ابو حفص تھی اور حضرت عائشہؓ کی اُمّ عبداللہ۔ اور حضرت ابن عمر کی ابو عبدالرحمٰن۔ (نوووی)

۱۷۔ ۲۶ھ ہجری میں حضرت عثمانؓ نے حرم کے ستونوں کو نئے سرے سے بنانے اور مسجد حرام کی وسعت کا ارشاد فرمایا۔ لیکن کچھ لوگوں نے مخالفت کی تو آپ نے فرمایا کیا حضرت عمر نے یہی نہیں کہا تھا اس وقت تو تم نے مخالفت نہ کی تھی۔

(تاریخ الکامل جلد ۳ صـ ۲)

۱۸۔ ۲۷ھ ہجری میں حضرت عثمان نے عمرو بن عاص کو مصر کی گورنری سے معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو والی مقرر کیا۔ اور اس کے بعد عبداللہ بن نافع بن عبد القیس کو مقرر کیا۔

۱۹۔ حضرت حفصہ بنت خطاب کا وصال ۲۷ھ ہجری میں ہوا۔

۲۰۔ جبیر بن نفیر روایت کرتے ہیں کہ جب قبرص مسلمانوں نے فتح کیا۔ اور وہ لوگ قیدی بنائے گئے تو میں نے دیکھا حضور کے مشہور صحابی ابو درداء رو رہے ہیں۔ میں نے کہا ابو درداء اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو مقرر کیا۔ رونے کی کونسی بات ہے تو ابو درداء نے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ جب ان لوگوں نے خدا کی آواز کو رد کیا تو ان کا کیا بُرا حشر ہوا۔ یہ کتنی غالب اور معزز قوم تھی۔ لیکن جب انہوں نے خدا کی منشاء کی مخالفت کی تو ان کا کیا حشر ہوا۔

(تاریخ الکامل جلد ۳ صـ ۹۶، ۹۷)

جماعت اسلام کے حسین اخلاق پر قائم ہو

قرآن سیکھو، دنیا کے دل جیتو، عہد کو پورا کرو، رنجشیں ترک کرو، لڑائی جھگڑا مت کرو،

گالی مت دو، پیار سے رہو،

(قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سالانہ اجتماع ۱۹۷۹ء پر انصار اللہ سے اختتامی خطاب)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا :-

"سورۃ انفال کی پانچویں آیت یوں ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مذکورہ بالا صفات رکھنے والے جن کا ذکر پہلی چار آیات میں آیا ہے سچے مومن ہیں۔ ان کے ربّ کے پاس ان کے لئے بڑے بڑے مدارج، بخشش کا سامان اور معزّز رزق ہے۔ اس سے ہمیں پتہ لگا کہ مومن دو قسم کے ہیں قرآنی اصطلاح میں۔ ایک وہ جنہیں اس آیت میں اَلْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ کہا گیا ہے، سچے مومن۔ ایک وہ مومن ہیں جو مومن تو ہیں مگر ان کے لئے قرآنِ عظیم نے سچے مومن کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ لفظاً نہ معناً۔

اس آیت میں سچے مومنوں کے لئے تین وعدے دیئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کے حضور ان کے درجات ہیں۔ درجات کے متعلق قرآن کریم نے دوسرے مقامات پر تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سچے مومن وہ ہیں جو علم حقیقی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ رفیع الدّرجات ہیں اور ایک دوسری جگہ فرمایا ہر شخص، ہر قوم کے لئے اس کے اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ نے درجات مقرر کئے ہوئے ہیں۔

بخشش کا سامان جو یہاں کہا گیا قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بخشش کے تین بنیادی سامان ہیں۔ ایک تو دُعا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو انسان جذب کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پاتا ہے اور یہ تمام دوسرے سامانوں کی بنیاد ہے۔ دوسرے ہجرت ہے۔ یعنی ہوائے نفس کی یلغار سے بچنا اور دُنیا کی طرف مائل ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا اور ہر گندگی کو اپنے وجود سے نکال باہر کرنا اور کوشش کرنا کہ انسان خدا تعالیٰ کی نگاہ میں پاک اور مطہّر بن جائے۔ بخشش کا تیسرا اصولی

سامان جس کا قرآنِ عظیم میں ذکر کیا گیا ہے وہ مجاہدہ ہے۔ مجاہدہ اپنے نفس کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ اور مجاہدہ حقیقتاً ہر اس طاقت کے خلاف ہے (اصطلاحی معنیٰ میں) جو طاقت کہ انسان کو خدا سے دُور لے جانے کی کوشش کرتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ مَیں نے بخشش کے سامان تمہارے لئے پیدا کر دیئے۔ میری ہدایت کے مطابق میری رضا کے حصول کے لئے ان سامانوں کو استعمال کرو اور میرے پیار کو حاصل کرو۔

تیسری چیز جس کا یہاں ذکر ہے وہ انعام جو مومنوں کو دیا جائے گا وہ رزقِ کریم ہے محض رزق نہیں کہا۔ خدا تعالیٰ بڑا دیالو ہے اور سب ہی کو دیتا ہے۔ مومن ہو یا کافر کسی سے بُخل نہیں کرتا۔ کسی کو بھوکا نہیں مارتا۔ ہر ایک کی سیری کا اس نے انتظام کیا ہے۔ کسی کو جاہل نہیں رکھنا چاہتا ہر ایک کے لئے علم کے حصول کی طاقتیں اس نے مہیا کی ہیں۔ کسی کو ظلمات میں بھٹکتے دیکھنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک کے لئے نور کے سامان اس نے پیدا کر دیئے۔ بندہ خود اپنے آپ کو ان چیزوں سے محروم کر لیتا ہے۔

پس اس آیت میں ایک تو سچے مومنوں کا ذکر ہے۔ دوسرے اشارۃً اُن کا جو سچے مومن نہیں۔ تیسرے بنیادی طور پر سچے مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو انعامات مقرر کئے ہیں ان کا ذکر ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے بتایا یہاں تین بنیادی ایسے انعامات کا ذکر ہے۔

یہاں یہ جو فرمایا کہ مذکورہ صفات رکھنے والے ہی سچے مومن ہیں۔ وہ صفات پہلی چار آیات میں یہ بتلائی گئی ہیں:۔

نمبر ایک یہ کہ سچے مومن تقویٰ کے حصول کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ تقویٰ کے معنیٰ ہیں ایسے اعمالِ صالحہ بجا لانا جن کے نتیجہ میں انسان اللہ تعالیٰ کی امان، حفاظت اور پناہ میں آجائے۔

دوسرے یہ فرمایا کہ سچے مومن وہ ہیں جو آپس میں اصلاح کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اصلاح یافتہ معاشرہ پیدا کرنے کی کوشش ہیں۔ معاشرہ سے ہر قسم کی گندگی کو دُور کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

اور تیسرے یہ کہ تقویٰ کے حصول اور اصلاح کی کوشش، ان ہر دو اغراض کے لئے سچا مومن اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زندگی گذارتا ہے۔

اور چوتھے یہ کہ ایسا سچا مومن وہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت اس کا شعار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت تو یہ ہے کہ اس نے اپنی کامل تعلیم، قرآن عظیم میں جو احکام دیئے ہیں ان پر انسان کاربند رہے اور رسول اللہؐ کی اطاعت یہ ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم معلّمِ حقیقی سے قرآنِ عظیم کی جو تفسیر سیکھیں اور ہمارے سامنے بیان کریں ہم کوشش کریں کہ اس کے مطابق اپنی زندگی گذارنے والے ہوں۔ رسول اللہؐ کی اطاعت کے دوسرے معنیٰ یہ ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قرآن کریم کی جو تفسیر کریں، خدا داد نور فراست کے نتیجہ میں۔ اس کو ہم مضبوطی سے پکڑیں۔ اور اپنی دینی اور دنیوی ترقیات کے لئے اس پر عمل کرنا ضروری سمجھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کا تیسرا

مطلب یہ ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اسوہ ہمارے سامنے پیش کیا اس کے حسن اور عظمت سے ہم واقف ہوں اور اپنی زندگی میں بھی اسی حسن کو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے چوتھے معنی یہ ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اجتہاد کیا اس اجتہاد کو ہر دوسرے اجتہاد پر فوقیت دیں اور ان پر اُسے بالا سمجھیں اور اپنی فلاح کی بنیاد اس اجتہاد کے مطابق اعمالِ صالحہ بجا لانے میں دیکھیں۔

پھر ان آیات میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ سچے مومن کی پانچویں صفت یہ ہے کہ پہلی چار باتوں کے حصول کے نتیجہ میں اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جب اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کا دل، اس کی رُوح اور اس کا سارا وجود خشیت اللہ سے بھر جاتا ہے۔

اور چھٹی صفت سچے مومن کی یہ بتائی کہ جب ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جائیں تو وہ ان کے ایمان کو بڑھاتی ہیں۔

آیات کا لفظ قرآن کریم نے دو معانی میں استعمال کیا ہے۔ ایک یہ اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ (آل عمران۔ آیت: ۱۹۱) کہ زمین و آسمان کی پیدائش میں آیات بھری ہوئی ہیں۔ ہر چیز جو دستِ قدرتِ باری سے ظاہر ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم آیت ہے۔ اور سچے مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ اس حقیقت پر ایمان بھی لائے اور اس حقیقت سے فائدہ اُٹھانے کی ہر آن کوشش بھی کرتا ہے۔ دستِ قدرتِ باری سے ظاہر ہونے والی ہر شئے غیر محدود صفات سے متصف ہے مثلاً خشخش کا ایک دانہ ہی لے لو۔ آج تک انسان خشخش کے دانہ کی ساری کی ساری خصوصیات کا علم حاصل نہیں کر سکا۔ ہر نسل پہلے علم پر زیادتی کرتی چلی آئی ہے زیادتی کرتی چلی جائے گی۔ بظاہر چھوٹی نظر آنے والی چیزیں بھی اپنی عظمت کے لحاظ سے آیات اللہ میں شمار ہوتی ہیں۔ اور انسانی ترقی کا راز اس چیز میں ہے کہ وہ انہیں آیات اللہ سمجھے۔ اور (۲) دوسرے آیات کا لفظ اس معنی میں استعمال ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو معجزات اور نشانات بھی آیت اللہ کہلاتی ہیں۔

اور ہر دو قسم کی آیات کا علم رکھنے کے بعد، ان کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد انسان اس بات پر مجبور ہوتا ہے کہ اس سرچشمہ کو جس سے وہ نکلیں اس ہستی کو جس نے انہیں پیدا کیا شناخت کرے اور صرف اس ہستی پر توکل اور بھروسہ رکھے۔ اور مومن کی ان آیات میں، ساتویں یہی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ رکھتا ہے اور خدا کے سوا ہر شئے کو لاشئے محض سمجھتا ہے۔ نہ اپنے وجود کو کچھ سمجھتا ہے، نہ بڑے سے بڑے انسان پر تکیہ رکھتا ہے۔ نہ دُنیا کی ایجادات کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتا ہے، نہ دُنیا کے اموال اس کے دل میں کوئی خوف یا جذب پیدا کرتے ہیں، نہ دُنیا کی طاقتیں اسے اپنے ربِّ کریم سے دُور لے جانے میں کامیاب ہوتی ہیں۔ تو سچے لوگوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل رکھنے والا اور اسی سے سب کچھ پانے والا ہے۔

کامل توکل دو باتوں کا مطالبہ کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں مومن کی آٹھویں صفت یہ بیان ہوئی یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کہ وہ حقوق اللہ پورے طور پر ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔ دل میں کھوٹ نہیں ہوتا، شرک کی ملونی نہیں ہوتی۔ غیراللہ کی طرف کوئی رغبت نہیں ہوتی۔

اور نویں صفت ان کی یہ ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کہ اللہ کی مخلوق کے سب حقوق ادا کرنے کے لئے ہر وقت وہ تیار رہتے ہیں۔

جب ہم ان آیات پر غور کرتے ہیں اور جب ہم سچے مومنوں کی وہ صفات اپنے سامنے رکھتے ہیں جو یہاں بیان ہوئی ہیں تو ہمارے سامنے ہمارا، جماعت احمدیہ کا اور اس کی ذیلی تنظیموں کا انصار اللہ، خدام الاحمدیہ کا پروگرام آجاتا ہے اور اسی کا اس وقت میں اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ اعلان سے قبل یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہماری جماعتی زندگی کے سو سال پورے ہونے میں قریباً دس سال باقی ہیں اور میرے اس پروگرام کا تعلق ان دس سالوں سے ہے۔

نمبر ۱۔ علوم روحانی کا سیکھنا۔ اس کے لئے پروگرام یہ ہے کہ عمر کے لحاظ سے ہر بچہ قاعدہ یسرنا القرآن پڑھنے والا ہو۔ جب میں ہر بچہ کہتا ہوں تو میری مراد ہر احمدی بچہ سے ہے خواہ وہ شہر میں رہنے والا ہو خواہ وہ دیہات میں رہنے والا ہو۔ خواہ وہ بڑی جماعتوں کا ایک طفل ہو خواہ وہ ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہو کہ جہاں صرف ایک ہی خاندان احمدی ہے۔ جتنی جلد ممکن ہو سکے ہر بچے کو قاعدہ یسرنا القرآن پڑھا دیا جائے۔

(ب)۔ یہ علوم روحانی اور علوم قرآنی کے سیکھنے کے عنوان کے نیچے۔

"ب ۱" یہ ہے کہ عمر کے لحاظ سے ہر طفل ہر خادم ہر نیا احمدی ہر پرانا غافل احمدی قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی طرف متوجہ ہو۔

اور "ب ۲" یہ ہے کہ جو قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں وہ قرآن کریم کے معانی اس کی تفسیر پڑھنے کی طرف متوجہ ہوں۔

جب ہم نے یہ کہا کہ ایک سچا مومن اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت کرتا ہے تو وہ شخص جو یہ جانتا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ حکم کیا دیتا ہے۔ وہ اس کی کامل اطاعت کیسے کر سکے گا۔ دوسرے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیسے کر سکے گا۔ جنہوں نے دنیا میں یہ اعلان کیا:-

"اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ" (یونس آیت: ۱۶)

کہ جو وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئی ہے میں صرف اسی کی اتباع کرنے والا ہوں۔

تفسیر قرآن سیکھنے کے لئے (۱)۔ یہ بات ضروری ہے کہ معلّم حقیقی اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود جو تفسیر سکھائی، ہمیں اس کا علم ہو۔ پس سارے تو نہیں (میں سمجھتا ہوں سارے نہیں سیکھ سکتے) مگر کثرت سے جماعت احمدیہ میں ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو ان کتب حدیث کو پڑھنے اور جاننے والے ہوں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی ایسی تفسیر پائی جاتی ہے۔ اور اپنی اس ذمہ داری کو سمجھنے والے ہوں کہ وہ اس پیاری تفسیر کو ہر احمدی کے کان تک پہنچائیں گے اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تفسیر کی۔ قرآن کریم سے اس کی مثالیں میں دے کے بتا سکتا ہوں لیکن وہ بڑا لمبا مضمون ہے اس واسطے میں چھوڑ رہا ہوں۔ پھر کسی وقت بتا دوں گا۔ یعنی دو تفسیریں ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ نے سکھائی خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ اور دوسری وہ تفسیر ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور کے نتیجہ میں خود کی۔ پھر اس کے بعد وہ تفاسیر ہیں جو چودہ سو سال پر پھیلی ہوئی ہیں اور چودہ سو سال میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کو حل کرتی ہیں۔ اس وعدہ کے مطابق کہ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۙ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۙ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الواقعہ آیت ۷۸ تا ۸۱) کہ ہر زمانہ میں ہر نسل کے نئے مسائل حل کرنے کی خاطر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والے خدا کی نگاہ میں جو مطہر ہوں گے انہیں ایسی تفاسیر سکھائی جائیں گی۔ اور یہ مطالعہ قرآن کریم کی عظمت ظاہر کرتا ہے اور یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ ہر بگڑے ہوئے ماحول میں جب انسان اپنے مسائل حل کرنے میں ناکام ہو جائے تو انسان کی مدد کے لئے خدا اور محمدؐ کا قرآن ہی آتا رہا۔ آتا رہے گا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

پروگرام نمبر ۲ - یہ جو کہا گیا کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش آیاتِ باری سے بھری ہوئی ہے اس میں یہ حکم پنہاں ہے کہ جن علوم کو دنیوی علوم کہا جاتا ہے جن کا تعلق افلاک سے ہے، کیمیا سے ہے، طبیعات سے ہے، کھانے پینے کی اشیاء سے ہے، زراعت سے ہے، طبّ سے ہے وغیرہ وغیرہ۔ اُن میں بھی خدا کی آیات نظر آتی ہیں اور انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور ان کا بھی ایک مسلمان کے لئے سیکھنا ضروری ہے اس لئے آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جماعت، میری خواہش کا احترام کرتے ہوئے اپنی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اور دُنیا پر احسان کرنے کی خاطر، خدا اور رسولؐ کی اطاعت میں دنیوی علوم بھی روحانی نور کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے سیکھنے کی کوشش کرے۔

اور اس دس سال میں یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ ہمارا کوئی بچہ بھی میٹرک سے کم تعلیم کا نہ ہو۔ اس کی ذمہ داری امرائے اضلاع پر ہے، تنظیم انصار اللہ پر ہے، تنظیم خدام الاحمدیہ پر ہے۔ جماعت پر ہے، پوری کوشش کریں کہ ہر احمدی بچہ کم از کم میٹرک تک پڑھ جائے دس سال کے اندر اندر اور پھر وہ بچے جب دسویں پاس کریں اور یہ پتہ لگے ہمیں کہ بعض بڑے ذہین ہیں تو ان کے آگے پڑھانے کا جماعت ذمہ لے وہ انتظام کرے تاکہ خدا تعالیٰ نے جو اتنا بڑا ہم پر احسان کیا کہ ہم غریبوں کے گھروں میں ذہین بچے پیدا کر دیئے اور ذہانت سے ہماری جھولیاں بھر دیں ہم ان سے بے اعتنائی کر کے ناشکرے نہ بننے والے ہوں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے شکر گزار بندوں سے پیار کرتا اور وہ جو شکر نہیں کرتے اس کا غصے کی نگاہ اُن پر ڈالتا ہے۔

پروگرام کا تیسرا حصہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت اسلام کے حسین اخلاق پر قائم ہو۔ اور اصلاح یافتہ معاشرہ اپنے ماحول میں پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ معاشرہ کی برائیوں سے خود کو محفوظ رکھنا اور معاشرہ کو برائیوں سے

بچانا آپ کی ذمّہ داری ہے۔ اور آپ کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ جو کوئی بھی معاشرہ کو برائیوں سے بچانے کی کوشش میں ہو اس کو آپ کا پورا تعاون حاصل ہو۔ نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ میں اخلاق کو کامل کرنے کے لئے بھی مبعوث ہُوا ہوں۔ اس وقت چند موٹی باتیں میں آپ کو بتا دُوں :۔

(۱)۔ کوئی احمدی جھوٹ نہیں بولتا۔

(۲)۔ کسی احمدی کو گالی دینے کی عادت نہیں ہونی چاہیئے۔ خصوصاً دیہاتی جماعتیں اس طرف متوجہ ہوں۔

(۳)۔ ہر احمدی اپنی بات کا پکّا ہو۔ جو عہد کرے وہ پورا کرے۔ جو بات کہے اس کے مطابق اس کا عمل ہو۔ اور

(۴)۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے جو رنجشیں پیدا ہوجاتی ہیں جماعت کے اندر یا باہر اس قسم کی رنجشیں نہ پیدا ہونے دے۔

(۵)۔ کوئی احمدی اپنے احمدی بھائی سے نہ دوسرے بھائیوں سے لڑائی جھگڑا نہیں کرے گا۔

(۶)۔ اگر احمدیوں میں باہمی اختلاف پیدا ہوجائے تو جہاں تک قانونِ مُلکی اجازت دیتا ہو اس اختلاف کو جماعتی مصالحت کے ذریعہ سے دُور کیا جائے۔ اور آپس کی رنجش ہرگز پیدا نہ ہونے دی جائے اور نہ کوئی تلخی پیدا ہونے دی جائے۔

(۷)۔ کوشش کرو کہ پیار سے رہو۔

(۸)۔ کوشش کرو کہ پیار کے ساتھ دُنیا کے دل خدا اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے جیتو۔

اگر تم ایسا کرو گے تو خدا کے پیار کو حاصل کر لوگے۔ اگر تم خدا کے پیار کو حاصل کر لوگے تو ہر دو جہان کی نعمتیں تمہیں مل جائیں گی۔ پھر کسی اور چیز کی تمہیں ضرورت نہیں رہے گی۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔"

(بشکریہ "الفضل" ۱۰/اگست ۱۹۸۱ء)

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے۔ ......

جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے رشوت اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ ...... جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کے گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ......

ٹھٹھا۔ ہنسی۔ کینہ وری۔ گندہ زبانی۔ لالچ۔ جھوٹ۔ بدکاری۔ بدنظری۔ بدخیالی۔ دُنیا پرستی۔ تکبّر۔ غرور۔ خود پسندی۔ شرارت۔ کج بحثی سب چھوڑ دو۔ ......"

(کشتی نوح)

درس قرآن کریم
بر موقع سالانہ اجتماع

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام دُنیا کے نجات دہندہ ہیں

(از حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ـــــ صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ وَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ
وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۙ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ
اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ؕ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۙ
وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ؕ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ؕ يَوْمِ
الْفَصْلِ ۚ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ؕ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○

(المرسلٰت" ۔ آیت ۱ تا ۱۶)

ان آیات کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا :-

سورۃ المرسلٰت کی یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں سے صرف ایک آیت " وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ " کے متعلق درس دینے کا مجھے ارشاد ہوا ہے لیکن یہ مضمون چونکہ مسلسل ہے اور پہلی اور بعد کی آیات کی تلاوت کے بغیر محض وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کو الگ پیش نہیں کیا جا سکتا اس لئے مَیں نے ان تمام آیات کی تلاوت کی ۔

سب سے پہلی بات اس سورت میں قابل غور یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بعض علامتیں بیان فرماتا ہے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کے ارشاد سے پہلے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کا مطلب یہ ہے کہ " جب رسول وقتِ مقررہ پر مبعوث کئے جائیں گے یا لائے جائیں گے ، عین وقت کے اوپر " تو وہ کونسا وقت ہے ؟ اس کی نشانیاں قرآن کریم میں اس آیت سے پہلے بیان فرما دی گئی ہیں ۔ ان میں سب سے اہم اور بنیادی پہلی جس سے یہ سورت کھلتی ہے ، وہ نشانی یہ ہے کہ ایسی ہستیاں جو آہستہ روی سے چلیں گی ، جن کا پیغام ، جن کی نشر و اشاعت شروع میں بہت دھیمی ، مدہم اور ملائم طریق پر ہوگی ۔ لیکن وَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا خدا فرماتا ہے مَیں گواہ کے طور پر پیش کرتا ہوں ان ہستیوں کو بھی جو شروع میں دھیمے دھیمے میانہ روی کے ساتھ آہستگی سے چلنے والی ہوں گی اور بظاہر ان کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں سمجھ سکے گا کہ یہ بہت بڑی آندھیاں بننے والی ہیں ، لیکن پھر مَیں ان آندھیوں کو بھی گواہ کے طور پر پیش کرتا ہوں جو ان نرم رَو اور ہلکی پھلکی چلنے والی ہواؤں سے بن جائیں گی اور ایک عظیم الشان طوفان برپا کر دیں گی دنیا میں ۔ کام ان کا کیا ہوگا ؟ وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا وہ کچھ پیغام پھیلائیں گی دنیا میں اور ایسا پیغام ہوگا جو فرق کر کے دکھانے والا ہوگا فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا یعنی حق و

باطل میں کھلی کھلی تمیز کرنے والا پیغام وہ دے رہی ہوں گی۔ کوئی شبہ کی بات نہیں کریں گی۔ پھر وہ ذکرِ الٰہی کو دُنیا میں پھیلائیں گی اور دلوں میں ڈالیں گی۔ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا خواہ حجّت تمام کرنے کی خاطر کہ دُنیا پر حجّت تمام ہو جائے اَوْ نُذْرًا یا ڈرانے کے لئے کہ شاید کچھ سمجھ جائے دل اور خوف سے وہ خدا کی طرف مائل ہو جائے۔ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ان تمام باتوں کی گواہی کے بعد خدا فرماتا ہے یقیناً وہ وعدہ جو تم سے کیا گیا تھا ہو کر رہے گا۔ کوئی چیز اس کو ٹال نہیں سکتی۔ اُس وعدے کا خلاصہ اس آیت میں پیش کیا گیا ہے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کہ جن رسولوں کا وعدہ کیا گیا تھا وہ وقتِ مقررہ پر ضرور آئیں گے، وہ لازماً آ کر رہیں گے جب یہ نشانیاں، یہ علامتیں دُنیا میں ظاہر ہونی شروع ہوں گی تو تم سمجھ لینا کہ یقیناً وہ رسول آ گئے ہیں۔

یہ جو پہلی علامتیں تھیں، خدا تعالیٰ بعض دفعہ ایک مضمون کو اس کی عظمت کے لحاظ سے وہ بظاہر بعد میں ہوتا ہے۔ وہ ہستیاں جنہوں نے یہ سارے کام کرنے تھے، انہوں نے تو وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کے بعد بننا تھا۔ اسی خلاصۂ رسل کے ذریعے سے انہوں نے پیدا ہونا تھا جن کی صفات یہ بیان ہوئی ہیں۔ لیکن چونکہ ان کی ذات میں عظمت ہے اس لئے ان کا ذکر پہلے پیار سے فرما دیا۔ اس کے بعد کچھ ظاہری نشانیاں اس کی بیان کر دیں تاکہ اہلِ دُنیا جن کی نظر سے ان ہستیوں کی عظمت اوجھل ہے، جو پہچان نہیں سکتیں۔ ان ہستیوں کو جو شروع میں آہستہ روی سے کام کریں گی اور پھر دیکھتے دیکھتے ایک عالمگیر تحریک کی شکل اختیار کر جائیں گی، ان کی خاطر کچھ دُنیا کی علامتیں بھی بیان فرمائیں تاکہ وہ بھی دیکھیں اور سمجھ سکیں۔ اور دُنیا کی جو باتیں ان کے لئے بیان فرمائیں وہ آپ سے بھی زیادہ وہ سمجھنے والے لوگ ہیں۔

چنانچہ فرمایا اِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ وہ وقت جبکہ ستارے دھیمے پڑ جائیں گے، مدہم پڑ جائیں گے۔ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ اور جبکہ آسمان میں سوراخ ڈالے جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ ستارے جو ایک بہت بڑی عظمت رکھتے تھے اہلِ دُنیا کے لئے اور دنیا والے سمجھتے تھے کہ ان کے یہ خدا ہیں یا معبود ہیں۔ اور ہر ستارے کے الگ الگ نام رکھے گئے تھے ان کی روشنیاں، وہ مصنوعی چمک جاتی رہے گی اور انسان ان کی کُنہ سے واقف ہونا شروع ہو جائے گا اور اتنی ترقی کرے گا کہ گویا اس نے آسمان میں سوراخ ڈال لئے ہیں۔ وہ یہ سوراخ ہیں جن کے نتیجے میں ستاروں کی عظمت جاتی رہے گی۔ اور سوراخ کیا ہیں؟ انسان نے اتنی ترقی کر لی ہے آسمان میں دُور تک، وہاں تک پہنچنے کی، جہاں جسم نہیں پہنچ سکتا۔ اپنی عقل کے ذریعے، دانش اور استدلال کے ذریعے۔ جب اتنی دُور دُور کی خبریں بھی آسمان کے ان سوراخوں کے ذریعے انسان تک پہنچ رہی ہیں جس کا آپ وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے۔ اتنی دُور کی خبریں کہ ارب ہا ارب سال روشنی کو وہاں سے یہاں تک پہنچنے میں لگتے ہیں۔ اربوں سال کا تصور بھی ہمارے ملک میں بہت کم لوگوں کو ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ یہ اندازہ کریں کہ ارب ہا ارب سال پہلے روشنی چلی تھی جو آج یہاں پہنچی ہے اور آج ایسی مشینیں موجود ہیں جو اس روشنی کے حالات کو دریافت کر کے، اس کی تصویریں کھینچ کر یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ کتنے ارب سال پہلے یہ روشنی روانہ ہوئی تھی اور روشنی کی رفتار

ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ہے۔ تو اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنے بڑے بڑے شگاف پڑ گئے ہیں آسمان میں کہ جہاں کی خبریں ہی کبھی نہیں آیا کرتی تھیں اَب وہاں سے موسلا دھار بارش کی طرح خبریں برس رہی تھیں۔

وَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ اور جب پہاڑ اڑائے جائیں گے۔ اَب دیکھ لیجئے بڑے بڑے پہاڑ (اس میں بہت سے مطالب ہیں ان آیات کے۔ میں صرف ایک جو ظاہری معنی ہیں وہ لے رہا ہوں جس سے اہلِ دُنیا کے کان کھڑے ہوں کہ وہ واقعہ ہونے والا ہے) کہ جب پہاڑ اڑائے جائیں گے۔ بہت بڑے بڑے پہاڑ اڑا دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے ربوہ کے پاس ہی جو چھوٹا سا پہاڑی درّہ ہے ہم نے تو اس کو بھی دیکھا ہے۔ کبھی وہم بھی نہیں کر سکتے تھے کہ یہ سارا پہاڑ وہ پتھر کوٹنے والے ہی لے جائیں گے اٹھا کے۔ تو دیکھتے دیکھتے وہ درّے کا بہت کھلا ایک میدان سا نظر آنے لگ گیا۔ مگر یہ تو کچھ بھی نہیں۔ بہت بڑے بڑے پہاڑ دُور کر دیئے جاتے ہیں رو کیں اٹھا کر۔ ایک حصّے کی وادی کو دوسری وادی سے ملا دیا جاتا ہے۔

تو یہ وہ علامتیں ہیں جو اہلِ دُنیا کو بھی نظر آ رہی ہیں، بلکہ ان کو زیادہ نظر آ رہی ہیں کیونکہ یہ ان کا علم ہے ذاتی۔ اس پر خدا فرماتا ہے کہ جیسا کہ ہم نے فرمایا یہ ایسا وعدہ ہے جو ٹلنے والا نہیں۔ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ جب یہ حالات ظاہر ہوں گے پہچان لینا کہ وہ وعدہ پورا ہو گیا ہے، خدا کے وہ رسول ظاہر ہو گئے ہیں۔

یہاں یہ سوال ہے کہ "رُسُل" جمع کا صیغہ کیوں استعمال فرمایا گیا جبکہ آنے والا تو ایک ہی آنا تھا، امام موعود۔ بعض لوگوں کی نظر میں تو دو وجود سہی، لیکن جماعتِ احمدیّہ جانتی ہے کہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اس لئے ہمارے لئے تو بہت تعجّب کی بات ہے کہ ایک ہی شخص کے متعلق جمع کا صیغہ کیوں استعمال فرمایا گیا؟ ۔

اس کے علاوہ اہلِ دنیا جب عمومی دیکھیں تو کچھ ایسی باتیں نظر آتی ہیں جن سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اور جب ہم عمومی حالت سے دُنیا کی پیشگوئیوں پر نظر کریں تو ہمیں صاف معلوم ہو جائے گا کہ "رُسُل" میں جمع کا لفظ کیوں استعمال کیا؟ بظاہر، بلکہ یقیناً ایک ہی شخص کے متعلق یہ پیش خبری موجود ہے۔ لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ یہ وقت وہ ہے جس میں دُنیا کے ہر مذہب نے اور ہر رسول نے ایک آنے والے کی خبر دی تھی اور بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک نہیں بلکہ بیشمار آئیں گے۔ بُدھوں کی کتابیں اٹھا لیجئے یا کنفیوشس کی یا زرتشت کی یا ہندومت کی، مختلف مذاہب جو دُنیا میں موجود ہیں ان کی پیشگوئیاں دیکھیں، تو وہی زمانہ اپنے اپنے لفظوں میں پیش کر رہے ہیں جس کے متعلق قرآن کریم یہ پیشگوئی فرما رہا ہے اور نام الگ الگ ہیں۔ کہیں موسیٰؑ نے آنا ہے۔ کہیں عیسیٰؑ نے آنا ہے۔ کہیں بُدھؑ نے آنا ہے۔ کہیں زرتشتؑ نے آنا ہے۔ غرضیکہ انبیاء تو بہت آنے والے بیان کئے گئے لیکن نام الگ الگ ہیں اور کام بظاہر ایک ہے۔ یعنی سب نے خدا کی طرف بُلانا ہے۔ اَب آپ سوچئے کہ یہ سارے الگ الگ ڈفریاں اگر بجانے لگیں کرشنؑ آئیں اور کہیں کہ خدا بیشمار ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں اور کہیں کہ خدا تین ہیں اور موسیٰؑ توحید کا جھنڈا اٹھا کر آئیں اور کہیں کہ میں باطل کا سر کچل دوں گا اور زرتشتؑ ایک اور تصوّر پیش کر دیں تو خدا کی خدائی کا کیا باقی رہے گا۔ پیشگوئیاں اپنی ذات میں سچی ہیں مگر توحیدِ باری تعالیٰ کا

تقاضا یہ تھا کہ جیسا کہ ایک وقت میں، ایک قوم کو، ایک ہی مخاطب کرنے والا آیا کرتا ہے سوائے اس کے "تابعین مدد کے طور پر آجائیں، اسی طرح اس دُنیا کو جب ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا تھا تو الگ الگ بھیجنے کی بجائے ایک ہی کو بھیجنے اور اس ایک میں مختلف صفات جلوہ گر ہوں۔ چنانچہ آنے والے موعود نے اس آیت کی تفسیر میں یہی بیان فرمایا کہ بظاہر تو میں ایک ہوں لیکن

؎ مَیں کبھی موسیٰؑ کبھی عیسیٰؑ کبھی یعقوبؑ ہوں
نیز ابراہیمؑ ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار
وہ شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے

غرضیکہ نظم میں بھی اور نثر میں بھی حضرت اقدسؑ نے کھلے کھلے لفظوں میں بیان فرمایا کہ اس زمانے میں ایک شخص کے لئے "رُسُل" کا محاورہ اس لئے استعمال ہُوا تاکہ تمام دُنیا کے بنی اسرائیلی یا غیر بنی اسرائیلی نبیوں کے آنے کی جو خوشخبریاں تھیں وہ ایک ہی وجود میں پوری دکھائی جائیں اور بتایا جائے کہ یہ ایک نہیں، دراصل یہ تمام انبیاء کا مظہر ہے۔ چنانچہ یہ تفسیر جو تھی حضرت اقدس کی، اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامی سند حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ۔ یہ اللہ کا پہلوان ہے جو تمام نبیوں کے حُلّوں میں، تمام نبیوں کے لبادے لیکر آیا ہے۔ اَب اس نے کیسی گہری تفسیر فرما دی اس الہام نے۔ ایک وجود مختلف کیسے ہو جایا کرسکتا ہے۔ کیسے مختلف نام پاتا ہے؟ کبھی ایک لباس میں ظاہر ہوتا ہے کبھی دوسرے لباس میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور جس کے لباس میں آتا ہے اس کا تصوّر پھر دلوں میں زندہ کر دیتا ہے۔ کبھی اس کی موسوی شان ہوتی ہے۔ عصا ہاتھ میں ہے، باطل کا سر کچل رہا ہے۔ کبھی عیسوی شان ہے۔ مُردوں کو زندہ کر رہا ہے، شفا نہ پانے والوں کو شفا بخش رہا ہے۔ اس کی دعائیں ایسی مقبول ہیں کہ دُنیا کی سائنس جس کو یقینی طور پر مُردہ قرار دیتی ہے، وہ کہتا ہے کہ میرے خدا نے خبر دی ہے کہ زندہ ہوگا اور زندہ ہو جاتا ہے۔ پس عیسوی شان میں بھی وہ ظاہر ہوتا ہے۔ ایوبی شان میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ ایسا صبر کرنے والا دکھوں پر، مصائب پر اور مشکلات پر کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ان دکھوں کو انسان برداشت کس طرح کر سکتا ہے حوصلے کے ساتھ۔ وہ کبھی یعقوب بن جاتا ہے اور یوسف کے آنے کی خبریں دیتا ہے اور اس کو خوشبو آتی ہے کہ اسلام کا یوسف، جو اسلام کی ترقی کا یوسف ہے خدا مجھے اس کی خوشبو دکھا رہا ہے۔

؎ گو کہو دیوانہ مَیں کرتا ہوں اس کا انتظار

پس حضرت اقدس کا کلام آپ پڑھیں، آپ کے حالات پڑھیں مختلف وقتوں میں جا کے، مختلف کلام میں نظم میں ہو یا نثر میں اور مختلف حالات میں ذہن خود بخود بعض انبیاء کی طرف منتقل ہونے لگتا ہے کبھی کرشن کی شان بھی نظر آتی ہے کبھی بدھ کی شان نظر آتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ، یہ لازماً پورا ہونا تھا اور لازماً پورا ہو چکا ہے وعدہ۔ کیوں یہ وعدہ کیا گیا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ کیوں یہ وقتِ مقررہ، کس وجہ سے آخر مقرر ہُوا تھا؟ فرمایا یَوْمِ الْفَصْلِ تاکہ دنیا میں معاملہ خوب کھُل جائے، حق و باطل کی ایک دفعہ تمیز ہو جائے۔ پس "یومِ فصل" سے مراد وہ وقت ہے جب حضور پُرنور کے خدام اور جانثار تمام دنیا پر روزِ روشن کی طرح اسلام کی سچائی کو ثابت کر دیں گے اور تمام دُنیا پر جہاں تک

دلائل کا تعلق ہے ، دلائل بیّنہ اور قاطعہ کے ساتھ یہ خوب کُھل جائے گا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم ہی تمام دُنیا کے منجی اور تمام دنیا کے رسول اور تمام دُنیا کے لئے رحمت اور تمام دنیا کے نجات دہندہ ہیں۔ آپؐ کے سوا تمام ظلمت اور اندھیرا ہے۔

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی تشریف آوری

الحمد للہ کہ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ تین ماہ کے کامیاب دورہ کے بعد مرکز سلسلہ میں واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے اس عرصہ میں مجالس انصار اللہ کے قیام۔ استحکام کے لئے متعدد مغربی ممالک امریکہ اور بعض دیگر ممالک کا دورہ کیا۔

آپ نے مسلسل رات دن کی محنت سے بیرونِ ممالک کی مجالس کے کام کو نہ صرف تیز تر کیا۔ بلکہ آپ نے متعدد مقامات پر نئی مجالس کا قیام فرمایا۔ انصار کو نئی نسل کی تربیّت کی طرف توجہ دلائی۔ آپ کے دَورہ کی رپورٹس الفضل کے صفحات کی زینت بھی بنتی رہیں۔

نو اگست کو مجلس مرکزیہ کی جانب سے آپ کو خوش آمدید کہنے کی غرض سے مجلس مرکزیہ نے ایک تقریب منعقد کی۔ جس میں آپ کے دَورہ کے خوشکن نتائج کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے کام کو سراہا گیا۔

یہ خدا تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ انصار اللہ کی تنظیم روز بروز وسیع تر ہو رہی ہے اور افرادِ جماعت اس ذیلی تنظیم کی غرض کو سمجھتے ہوئے اس تنظیم کو مضبوط تر بنا رہے ہیں۔ اللہ کی رحمتیں ہوں خدا کے اُس موعود بندے پر جس نے اس کا قیام فرمایا اور اللہ کی رحمتیں ہوں نافلۃً لک کے مصداق پر جس نے اس تحریک کو استحکام بخشا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں ان افراد پر جو اپنے فرائض کو سمجھتے ہوئے مرکز کی تحریکات کو پروان چڑھاتے ہیں۔

درسِ قرآن مجید

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد

عبادالرحمٰن کے اوصاف

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ (سورة الفرقان: ۶۳)

وہ پاک گروہ جن کے دلوں میں محبتِ الٰہی یوں بھر جاتی ہے جیسے ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوتا ہے۔ قرآنی اصطلاح میں عبادالرحمٰن کہلاتے ہیں۔ خدا کی پاک کتاب کی پچیسویں سورۃ ــــ سورۂ الفرقان کے آخری رکوع میں جس کی ایک آیت میں نے ابھی تلاوت کی ہے، عبادالرحمٰن کی دس علامات یا اوصاف بیان کی گئی ہیں۔

(۱) عبادالرحمٰن کی پہلی علامت یہ ہے کہ وہ سکینت اور وقار کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ تکبّر سے نہیں چلتے اور جب جاہل لوگ چاہتے ہیں کہ انہیں جوش دلائیں تو وہ طیش میں آکر ناروا طریق استعمال نہیں کرتے بلکہ ایسے ذرائع بروئے کار لاتے ہیں جن سے دُنیا میں امن کا دَور دورہ ہو۔

(۲)۔ دوسری علامت یہ ہے کہ وہ اپنے ربّ کی یاد میں راتیں سجدے اور قیام میں گذار دیتے ہیں۔ ؎

عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامانِ دشت　　٭　　کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار

(۳)۔ تیسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعائیں کرتے رہتے ہیں کہ الٰہی ہمیں ہر ایسے کام سے بچانا جو ہمیں دُنیا اور آخرت میں ذلیل کرنے والا ہو۔ تو ہمیں دنیا داری کی جہنّم سے بچا۔ اپنی محبت اور رضا کی دُوری کی جہنّم سے محفوظ رکھ کیونکہ یہ برائیاں خواہ عارضی طور پر پیدا ہوں یا مستقل طور پر بہرحال تباہی اور رسوائی کا باعث ہیں۔

(۴)۔ چوتھی علامت یہ بیان فرمائی کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو دو باتیں ان کے مدِّنظر رہتی ہیں۔ اوّل یہ کہ اِسراف نہیں کرتے اور دوسرے یہ کہ وہ بخل سے کام نہیں لیتے بلکہ اُن کا رویّہ اِفراط اور تفریط کے عیب سے پاک اور ہمیشہ میانہ روی کا ہوتا ہے۔

(۵)۔ پانچویں علامت یہ ہے کہ وہ شرک نہیں کرتے اور نہ ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ سوائے دفاعی جنگ میں، یا حاکمِ وقت کی حیثیت سے، قاتل کو اس کی سزا دینے کے لئے۔

(۶)۔ چھٹی علامت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ اپنی شہوانی قوّتوں کو ناجائز طور پر استعمال نہیں کرتے اور اگر اُن سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو وہ سچّی توبہ اور مناسبِ حال اعمال سے اس داغ کو دھو ڈالتے ہیں اور خدا کی مغفرت کی چادر

اُن کو ڈھانپ لیتی ہے۔

(۷)۔ **ساتویں علامت** کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ وہ جھوٹوں کی مجلس میں نہیں بیٹھتے اور نہ گانے بجانے کی محفلوں سے ان کا کوئی تعلق اور واسطہ ہوتا ہے۔

(۸)۔ **آٹھویں علامت** یہ ہے کہ "اگر کوئی لغو بات کسی سے سنیں جو جنگ کا مقدمہ اور لڑائی کی ایک تمہید ہو تو بزرگانہ طور پر طرح دے کر چلے جاتے ہیں۔

(۹)۔ **نویں علامت** یہ بتائی گئی ہے کہ جب اُن کے سامنے ان کے ربّ کی آیات کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ کان اور آنکھیں کھول کر آیاتِ الٰہیہ کو سنتے اور سوچ سمجھ کر اور دلائل کے ساتھ انہیں مانتے اور روحانی بصیرت کے ساتھ اُن سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(۱۰)۔ **دسویں علامت** یہ بیان کی ہے کہ "وہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہمیں اپنی بیویوں کے بارہ میں اور فرزندوں کے بارے میں ٹھنڈک عطا کر اور ایسا کر کہ ہماری بیویاں اور ہمارے فرزند نیک بخت ہوں اور ہم اُن کے پیش رَو بنیں"۔

معزز حضرات! عباد الرحمٰن کی یہ دس علامات گویا اِن مقربانِ درگاہِ الٰہی کا تاجِ عبودیت یا اِن ربّانی سپاہیوں کی روحانی وردی ہے جس سے وہ بصیرت کی آنکھوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور یہی وہ خوش نصیب ہیں جنہیں قیامت کے دن بہشت کے بالا خانوں کے اندر "عباد الرحمٰن" کے شہنشاہ خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں جگہ دی جائے گی اور وہی خدا کے آسمانی دفتر میں حقیقی مسلمان قرار پائیں گے ؎

مسلماں تو وہ ہے جو ہے مسلماں علمِ باری میں　۔　کروڑوں یوں تو ہیں لکھے ہوئے مردم شماری میں

اب میں چاہتا ہوں کہ وقت کی مناسبت سے قرآن مجید کی بیان فرمودہ چند علامات کی تشریح اور توضیح، بعض واقعات کی صورت میں عرض کروں کیونکہ اہل اللہ اور صلحائے امّت کا یہ بھی ایک محبوب اندازِ تفسیر رہا ہے۔

خدائے رحمان کے محبوب بندے کس طرح باوقار زندگی بسر کرتے اور امن و سلامتی کے علمبردار ہوتے ہیں؟ اس کی ایک شاندار مثال حضرت اقدس کی زندگی میں بڑی عجیب ملتی ہے اور وہ یہ کہ ۲۳ راگست ۱۸۹۷ء کو پادری مارٹن کلارک کے مقدمہ اقدامِ قتل کا فیصلہ مقرر تھا اور حضور اسی روز گورداسپور کی عدالت میں رونق افروز تھے۔ دشمنانِ اسلام ایک متحدہ محاذ کی شکل میں آپ کے خلاف جمع ہو چکے تھے اور چاہتے تھے کہ آپ کو سزائے قتل دلوائیں جیسا کہ خود حضور فرماتے ہیں ؎

تھے چاہتے کہ مجھ کو دکھائیں عدم کی راہ　۔　یا حاکموں سے پھانسی دلا کر کریں تباہ

کوشش بھی وہ ہوئی کہ جہاں میں نہ ہو کبھی　۔　پھر اتفاق وہ کہ زماں میں نہ ہو کبھی

مجھ کو ہلاک کرنے کو سب ایک ہو گئے　۔　سمجھا گیا میں بد پہ وہ سب نیک ہو گئے

لیکن حضرت ربّ الوریٰ کا کچھ ایسا فضل ہوا کہ یہ سب کے سب منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور منصف مزاج، خدا ترس اور نیک نفس جج مسٹر ولیم مانٹیگو ڈگلس نے حضرت اقدس کو باعزّت طور پر بری کر دیا نیز آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ان لوگوں پر مقدمہ کر سکتے ہیں۔ اس پر حضور نے جو ایمان افروز جواب دیا وہ ہمیشہ مذہبی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ حضور نے فرمایا۔ "مَیں مقدمہ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے"۔ (لیکچر لدھیانہ ص۲۲)

شب بیداری اور تہجد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے سچّے عاشقوں اور خادموں کا ہمیشہ طرۂ امتیاز رہا ہے جنگِ یرموک میں دس لاکھ عیسائیوں کے مقابلہ میں صرف ساٹھ ہزار صحابہ تھے۔ قیصر کا داماد اس فوج کا کمانڈر تھا۔ اُس نے جاسوس کو بھیجا کہ مسلمانوں کا حال جا کر دریافت کرے۔ جاسوس نے آکر بیان کیا کہ مسلمانوں پر کوئی فتح نہیں پا سکتا۔ ہمارے سپاہی لڑ کر آتے اور کمریں کھول کر ایسے سوتے ہیں کہ انہیں پھر ہوش بھی نہیں رہتی۔ لیکن مسلمان مجاہد باوجود دن کو لڑنے کے، رات کو اپنے خدا کے حضور گرتے اور اپنی سجدہ گاہوں کو اپنے آنسوؤں سے تر کر دیتے ہیں۔ بھلا ہماری فوج اُن کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہے ؟

روحانی طور پر قبض اور بسط کا سلسلہ آستانۂ الوہیّت کے مقرّبوں پر ہی نہیں۔ ابرار اور اخیار پر بھی جاری رہتا ہے مگر عباد الرحمٰن کس طرح ندامت، انابت، استغفار، صدقہ و خیرات کے ذریعہ سے خدا کے فضلوں کو جذب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے اُن کی بدیوں کو بھی نیکیوں میں بدل ڈالتا ہے۔ اس کا بہترین نمونہ ہمیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ سے خوب ملتا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی فجر کی ایک نماز باجماعت ضائع ہوگئی اس پر ان کو شدید صدمہ ہوا۔ سارا دن روتے رہے اور استغفار کرتے رہے اور دُعائیں کرتے رہے۔ دوسرے دن صبح کے قریب ایک کشفی نظارہ دیکھا کہ کوئی شخص اُن کے کمرہ کے اندر آگیا ہے اور انہیں نماز کے لئے جگا رہا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا مَیں شیطان ہوں۔ حضرت معاویہ نے کہا کہ تم شیطان ہو اور مجھے نماز کے لئے جگا رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہنے لگا۔ کل مَیں نے تمہاری ایک نماز ضائع کر دی تھی اور ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے کہ تم سوتے رہو مگر تم اس پر اتنا روئے اور اتنی توبہ کی کہ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دے دیا کہ معاویہ کی جو نماز رہ گئی ہے اس کے بدلے میں دس نیکیوں کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دو۔ مَیں نے سوچا مَیں تو ایک نیکی سے محروم کر رہا تھا اور اس کو دس مل گئیں۔ چلو آج اسے جگا دو تاکہ یہ آج تو ۹ نیکیوں کا زائد ثواب تو نہ لے جائے۔ (سیر روحانی ص۳۵)

عبودیت اور صداقت دونوں لازم و ملزوم چیزیں ہیں اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی شخص عباد الرحمٰن میں بھی شامل ہو اور غلط بیانی بھی کرے۔ بندگانِ الٰہی جان، مال، عزّت اور آبرو غرضیکہ ہر چیز کی قربانی دے سکتے ہیں مگر سچائی کے دامن کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔

سیّدنا حضرت اقدس کے دعویٰ ماموریت بلکہ عین عہدِ شباب کا واقعہ ہے کہ آپ کے والدِ ماجد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا اپنے موروثیوں سے درخت کاٹنے پر تنازعہ ہوگیا۔ اُن کا خیال تھا کہ زمین کے مالک ہونے کی حیثیت سے درخت بھی ان

کی ملکیت ہیں۔ اس لئے انہوں نے مورثیوں پر دعویٰ دائر کر دیا اور حضور کو مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور بھیجا۔ مورثیوں کو بھی آپ پر بے حد اعتماد تھا چنانچہ جب مجسٹریٹ نے اُن سے اصل معاملہ پوچھا تو انہوں نے بلا تامّل جواب دیا کہ خود مرزا صاحب سے دریافت کر لیں چنانچہ مجسٹریٹ نے حضور سے پوچھا۔ حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک درخت کھیتی کی طرح ہیں جس طرح کھیتی میں ہمارا حصّہ ہے ویسے ہی درختوں میں بھی ہے۔ چنانچہ آپ کے اس بیان پر مجسٹریٹ نے مورثیوں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس کے بعد جب حضور واپس قادیان تشریف لائے تو حضور نے اپنے والدِ ماجد کو سارا واقعہ بلا کم و کاست بیان کر دیا جسے سُن کر آپ کے والد بزرگوار سخت برہم ہوئے اور کہا کہ گھر سے نکل جاؤ اور گھر والوں کو تاکید کی کہ ان کو ہرگز کھانا نہ دینا۔ حضور دو تین دن تو قادیان ہی میں رہے اور آپ کی والدہ صاحبہ محترمہ حضرت چراغ بی بی آپ کو کھانا بھجواتی رہیں لیکن بعد کو آپ حضرت والد صاحب کی مزید ناراضگی کی وجہ سے قادیان سے بٹالہ چلے گئے جہاں کوئی دو ماہ تک آپ کو "پناہ گزین" رہنا پڑا۔

یہ وہی بٹالہ ہے جہاں حضرت اقدس محض سچائی اور حقیقت و صداقت اختیار کرنے کی خاطر ایک مناظرہ سے دست کش ہو گئے اور شعلہ مزاج عوام کی ہنگامہ آرائی سے بے نیاز ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ میں اہلحدیث عالم کے اس مسلک کو معقول سمجھتا ہوں کہ قرآنِ مجید سب سے مقدم ہے۔ یہ دنیائے مناظرہ میں اپنی طرز کی ایک ایسی بے نظیر مثال تھی کہ اس پر خالقِ کائنات نے بھی آسمان سے اظہارِ خوشنودی فرمایا اور آپ کو الہاماً خبر دی کہ:-

"تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

میرے بزرگوار اور بھائیو! اللہ جلّشانہٗ نے عبادالرحمٰن کی دس علامات بیان کرنے کے بعد سورہ فرقان کی آخری آیت میں ایک ایسا پُر جلال حکم بھی دیا ہے جس کو پڑھ کر عبادالرحمٰن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں چنانچہ فرمایا:-

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝

یعنی میرا ربّ تمہاری کیا پرواہ کرتا ہے اگر تم دُعا نہ کرو بے شک وہ کریم، رحیم اور حلیم ہے مگر ساتھ ہی وہ غنی اور بے نیاز بھی ہے۔

حضرت اقدس اللہ کی آپ پر بے شمار رحمتیں ہوں اپنی ایک تقریر میں اس آیت کریمہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنا یہ پُر اسرار کشف سُنایا کہ:-

"میں نے دیکھا کہ ایک بڑا میدان ہے اور اس میں ایک بہت بڑی نالی ہے جس پر قصابوں نے بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور چھریاں ان کی گردنوں پر رکھی ہوئی ہیں۔ وہ آسمان کی طرف منہ کر کے دیکھ رہے ہیں گویا آسمانی حکم کا انتظار کرتے ہیں اور میں پاس ہی ٹہل رہا ہوں اتنے میں میں نے یہ آیت پڑھی قُلْ مَا

یعبؤا بکم ربی لولا دعاء کم یہ آیت سنتے ہی انہوں نے چھریاں پھیر دیں اور وہ بھیڑیں تڑپنے لگیں۔ ان کو تڑپتے دیکھ کر وہ قصاب بولے کہ تم کیا ہو؟ گو وہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔ غرض اس کے بعد ہیضہ کی وہ خطرناک وبا پڑی کہ الاماں پس جو انسان خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہیں کرتا اس کا رتبہ اور قدر اس سے زیادہ نہیں ہوتا۔" (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہی دعائیں کرنے کی توفیق دے۔ اپنے فضل کی چادر میں ہم سب کو لپیٹ لے اور اپنے خالص بندوں اور محبوبوں اور پیاروں میں شامل فرمائے۔

اے ہمارے رب! جو تیرا پیارا ہو وہ ہمارا پیارا ہو اور جو تجھ سے دُور ہو اس سے ہم بھی دُور ہوں لیکن سب دُنیا کی ہمدردی اور اصلاح کا خیال ہمارے دلوں پر غالب ہو اور ہماری نسلیں بھی تیرے آستانہ پر ہمیشہ جھکی رہیں ؎

الٰہی تیز ہوں ان کی نگاہیں　٭　نظر آئیں سبھی تقویٰ کی راہیں
یہ قصرِ احمدی کے پاسباں ہوں　٭　یہ ہر میداں کے یارب پہلواں ہوں

صف دوم مجلس انصار اللہ

تمام ایسے انصار جن کی عمر ۴۰ سال سے ۵۵ سال تک ہے صف دوم میں شمار ہوتے ہیں۔

صف دوم کے تمام انصار کے کوائف یعنی، نام، پتہ، سن پیدائش۔ سائیکل چلانا جانتے ہیں یا نہیں۔ سائیکل رکھتے ہیں یا نہیں ——— دفتر مرکزیہ میں ارسال کرنا ضروری ہیں جن مجالس نے یہ کوائف ابھی نہیں بھجوائے وہ اس سلسلہ میں فوری کارروائی کریں۔

نیز کوشش کی جائے کہ جو انصار سائیکل چلانا نہیں جانتے وہ جلد از جلد سیکھ لیں اور دفتر مرکزیہ کو اطلاع دیں۔

نائب صدر صف دوم

مجلس انصار اللہ مرکزیہ

درس حدیث

غلام باری سیف

عباد الرحمٰن کے اوصاف

قرآن مجید کی سورۃ فرقان کی آیت ۶۴ تا آیت ۷۵ میں عباد الرحمٰن کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں کہ وہ عاجزی اور انکساری اختیار کرتے ہیں۔ جہالت کے بالمقابل سلامتی کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کی راتیں یاد خدا میں بسر ہوتی ہیں۔ وہ افراط و تفریط دونوں سے بچتے ہیں۔ وہ خدائے واحد کے علاوہ اور کسی کو اپنا سہارا نہیں بناتے۔ وہ بدیوں کو نیکیوں سے مٹاتے ہیں وہ جھوٹ کے قریب نہیں جاتے۔

ان کی تشریح میں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے واقعات بھی پیش کئے جا سکتے تھے۔ لیکن ایک دوسرا طریق بھی ہے کہ ہم حدیث سے تلاش کریں کہ اُس میں اللہ کے بندوں سے خدا کا برگزیدہ رسول اور خدائے محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کیا توقعات رکھتے ہیں۔ احادیث میں یا عباد اللہ۔ اور یا عبادی کہہ کر ان فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس کے علاوہ احادیث میں جہاں مسلمانوں اور مومنوں کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ وہ عباد الرحمٰن کے ہی اوصاف ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی کتاب کے آغاز میں ایمان اور اسلام کی علامات اور اس کے تقاضے بیان کئے ہیں۔ ایک حدیث احادیث کی مختلف کتب میں تھوڑے سے الفاظ کے اختلاف سے وارد ہوئی ہے: ترمذی کے الفاظ یہ ہیں۔

عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لا تقاطعوا ولا تدابروا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللّٰہ اخوانًا ولا یحلّ لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث۔ (ابواب البرّ والصلۃ باب الحسد)

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کی طرف پشت کرو۔ اور نہ ایک دوسرے سے بغض کرو نہ حسد۔ اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔

اَلْمُسْلِمُ اخو المسلم لا تظلمہ ولا یحقرہ ولا یخذلہ کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اُسے حقیر جانے اور نہ اسے بے مدد چھوڑے۔

امام نوویؒ نے لا تدابروا کے معنے یہ کئے ہیں کہ کسی بھائی سے منہ نہ پھیرو۔ اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑو یا اُسے اس طرح نہ کرو کہ گویا تم نے اسے پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے۔

قرآن مجید میں باہم تالیف قلوب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا اعجاز بیان فرمایا ہے۔ عرب کے وہ لوگ جن کی باہم دشمنی

اور جھگڑے مثالی تھے۔ جن کا کبر اور نفس پرستی کئی دفعہ جنگوں کا باعث ہوئی۔ اسلام کی بدولت وہ بھائی بھائی بن گئے۔ خون کے پیاسے ایک دوسرے کے ہمدرد اور خیر خواہ ہو گئے۔ احادیث میں سے صرف دو مثالیں اس وقت پیش کرتا ہوں جن کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ عالم قاصر ہے۔ جنگ اُحد میں جب ایک وقت میں کفار کے غیر متوقع حملہ سے مسلمانوں کی صفوں میں بھگدڑ مچ گئی تو غلطی سے مسلمانوں کی تلواریں حضرت حذیفہؓ کے والد یمانؓ کی طرف لپکیں۔ حذیفہؓ چلّائے کہ مسلمانو! یہ میرے والد ہیں۔ یہ میرے والد ہیں۔ لیکن تلوار کی کاٹ مہلت کتنی دیتی ہے۔ جب حذیفہؓ کے والد مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ تو حذیفہؓ نے اتنا ہی کہا یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین مسلمانوں ارحم الراحمین خدا تمہیں معاف فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمانؓ کی دیّت ادا کرنا چاہی تو حذیفہؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ دیّت مسلمانوں میں تقسیم فرما دیں۔ (ابن ہشام جزو ثالث)

دوسرا واقعہ سعدؓ بن ربیع انصاری کا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مہاجر عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو ان کا بھائی بنایا۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے کہا آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا بھائی بنایا ہے۔ میرا آدھا مال تمہارا۔ اور دیکھو تمہاری غمخوار یعنی بیوی نہیں۔ میری دو بیویاں ہیں۔ جس کو کہو میں طلاق دے دیتا ہوں۔ مدت گذرنے کے بعد تم اُس سے نکاح کر کے اپنا گھر بار بسا لو۔ لیکن حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے جواب دیا۔ اللہ تیرا مال تجھے مبارک کرے۔ مجھے بازار کا راستہ بتا دو۔ اور چند دن کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف اپنے پاؤں پر کھڑے تھے اور شادی بھی کر لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کپڑوں پر رنگ دیکھا تو فرمایا ولیمہ بھی تو کرو خواہ ایک بکری ہی ذبح کرو۔

حدیث میں آتا ہے۔ دو مسلمان اپنے اعمال کے لحاظ سے جنّت کے مستحق ہوں گے۔ لیکن آپس میں انہوں نے قطع تعلق کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنّت کے باہر کھڑا کرے گا اور فرمائے گا پہلے آپس میں صُلح کرو۔ پھر جنّت میں داخل ہو سکو گے کہ جنّتیوں کی کیفیّت قرآن کریم میں یہ بیان ہوئی ہے ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍّ اخوانا علی سُرُرٍ متقبلین (الحجر آیت ۴۸) کہ وہ جنّت میں بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کی طرف منہ کئے ہوں گے۔ ان کے دلوں سے کینہ نکال دیا جائے گا۔

پس حدیث بتلاتی ہے کہ خدا کے بندے وہ ہیں جو سگے بھائیوں کی مانند رہتے ہیں۔ ان کے دلوں میں کسی قسم کا بغض اور حسد نہ ہو گا۔ انہیں اگر کبھی بشریت کے تقاضا کے تحت غصّہ آئے بھی تو وہ بالکل عارضی ہوتا ہے۔ مہینوں نہیں چلتا۔ ہفتوں نہیں رہتا۔ دنوں میں کافور ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ بہتر وہ شخص ہے جسے غصّہ دیر سے آئے لیکن جلد کافور ہو جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نیکیوں کو اسی طرح برباد کرتا ہے جیسے آگ ایندھن کو جلا کر راکھ کر دے۔ (ابو داؤد)

مامور زمانہ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے

دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضدّ کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصّہ نہیں۔" (کشتی نوح صہ ۱۹ کتابی سائز)

اور مسلم نے مومنوں کی مثال ایک جسم سے دی ہے۔ باہمی محبّت، رحمت وشفقت کی وجہ سے وہ ایک جسم کی طرح ہیں کہ اگر جسم کے ایک حصّہ کو تکلیف ہے تو سارا جسم اس عضو کی درد کو محسوس کرتا ہے اور بخار اور شب بیداری میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی طرح ایک حدیث قدسی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:۔

یا عبادی کلّکمْ اِنّی حرّمْتُ الظُّلْمَ علیٰ نفسی وجعلتُہ بینکم محرمًا فلا تظالموا یا عبادی کلّکمْ ضالٌّ اِلّا ھدیتہٗ فاستھدونی اھدکم۔ یا عبادی کلّکمْ جائعٌ اِلّا من اطعمتہٗ فاستطعمونی اُطعمکمْ یا عبادی کُلّکمْ عارٍ اِلّا من کسوتہٗ فاستکسونی اکسکمْ۔ یا عبادی انّکمْ تخطئون باللّیل والنھار وأنا اغفر الذنوب جمیعًا فاستغفرونی اَغفرْ لکم۔ یا عبادی انّکمْ لنْ تبلغوا ضرّی فتضرّونی ولن تبلغوا نفعی فتنفعونی، یا عبادی لو انّ اوّلکم وآخرکم وانْسکمْ وجنّکمْ کانوا علیٰ اتقیٰ قلب رجل واحدٍ منکم ما زادَ ذلکَ فی ملکی شیئًا، یا عبادی لو انّ اوّلکم وآخرکم وانسکمْ وجنّکمْ کانوا علیٰ افجر قلب رجلٍ واحدٍ منکم ما نقص ذلکَ من ملکی شیئًا۔ یا عبادی لو انّ اوّلکم وآخرکمْ وانسکمْ وجنّکمْ قاموا فی صعیدٍ واحدٍ فسألونی فاعطیتُ کُلّ انسان مسألتہٗ ما نقص ذلکَ ممّا عندی الّا کما ینقصُ المخیطُ اذا اُدخلَ البحر۔ یا عبادی اِنّما ھیَ اعمالکمْ اُحصیھا لکم ثُمَّ اوفّیکم ایّاھا فمن وجد خیرًا فلیحمد اللہ وَمن وجدَ غیر ذٰلکَ فلا یلومنّ اِلّا نفسہ۔ (رواہ مسلم بحوالہ ریاض الصالحین بابٌ فی المجاھدہ)

اے میرے تمام بندو! مَیں نے اپنی جان پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے۔ اور تم میں بھی اسے حرام ٹھہرایا ہے۔ پس آپس میں ظلم نہ کیجیو۔ اور اے میرے بندو! تم سب گم کردہ راہ ہو۔ سوائے اس کے جسے مَیں ہدایت دوں۔ پس مجھ سے ہدایت اور راہنمائی طلب کرو۔ مَیں تمہیں ہدایت نصیب کروں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے مَیں کھانا کھلاؤں۔ پس مجھ سے کھانا طلب کرو۔ مَیں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے مَیں لباس پہناؤں۔ پس مجھ سے لباس مانگو مَیں تمہیں لباس پہناؤں گا۔

اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخشتا ہوں۔ پس مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں مغفرت عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر مجھے کوئی نفع دینا چاہو۔ تو مجھے کیا فائدہ دے سکتے ہو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے۔ تمہارے انس وجنّ سب کے سب ایک مقرّب ترین آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو میری سلطنت میں کیا اضافہ ہوگا اور اگر تمہارے پچھلے اور تمہارے پہلے۔ تمہارے جنّ اور انس سب کے سب ایک بدترین آدمی کے دل جیسے ہو جائیں تو میری بادشاہت میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے۔ تمہارے چھوٹے اور بڑے سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں۔ اور مجھ سے مُرادیں مانگیں۔ اور میں ہر ایک کو اس کی مُراد بھی دے دُوں تو میرے خزانہ سے اتنا بھی کم نہ ہوگا جتنا سوئی کو سمندر میں ڈبونے سے اس کے ساتھ پانی لگ جائے۔ اے میرے بندو! میں تمہارے اعمال کو شمار کر رہا ہوں۔ اور میں تم کو اس کی پوری پوری جزا دُوں گا۔ جسے اچھی جزا ملے وہ اللہ کا شکر کرے اور جسے جزا نہیں سزا ملے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔

میں نے یہ حدیث ساری کی ساری نقل کر دی ہے۔ تا معلوم ہو جائے کہ خدا کے بالمقابل بندے کی حیثیت کیا ہے۔ اگر خدا کی ذات واحد رحم نہ کرے تو وہ گمراہ ہے۔ بھوکا ہے۔ ننگا ہے۔ خطا کار ہے۔ وہ بے بس اور لاچار ہے۔ وہ خدا کا کوئی نقصان نہیں کرتا۔ اس کا جب نقصان ہوگا اپنے ہاتھوں ہی ہوگا۔ وہ جو چاہے مانگے خدا کے خزانے نہ ختم ہونے والے ہیں۔ اس کی نیکی کا فائدہ خدا کو نہیں اس کے نفس کو ہی ہے۔ اور اس کی بدی کا نقصان خدا کو کیا ہوگا۔ وہ خود اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑا مار رہا ہے۔

اس حدیث میں اپنے بندوں کو پہلی نصیحت خدا نے یہی کی ہے کہ ظلم نہ کرنا۔ میں نے قرآن کا مطالعہ کیا ہے۔ سب سے زیادہ جس خُلق کی قرآن نے مذمّت کی ہے وہ ظلم ہی ہے۔ مہدی کے کاموں میں یہ کام گنوایا ہے کہ وہ جب آئے گا یملاء الارض عدلاً وقسطاً کما ملئت جوراً (ابوداؤد) کہ وہ زمین کو عدل وانصاف سے ایسا بھر دے گا جس طرح کہ وہ جور وظلم سے بھری ہوگی۔ بے انصافی قوموں کو انتشار کا شکار کرتی ہے۔ وہ قوموں میں بد اعتمادی اور مایوسی پیدا کرتی ہے۔ ایک بار مجھے پیر صاحب مانکی شریف کے ساتھ موجودہ نہیں ان کے والد صاحب وہ ہمیشہ سادہ سفید لباس میں ملبوس رہتے ایبٹ آباد جاتے ہوئے موٹر میں اکٹھے سفر کا موقعہ ملا۔ دورانِ گفتگو انہوں نے ذکر کیا کہ کس طرح الیکشن میں اُن سے دھاندلی کی گئی میں نے کہا آپ اپیل کیجئے کہنے لگے کس کے پاس کروں۔ جب عام آدمی کو انصاف کی توقع نہ ہو تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔

انصاف قومی کردار پیدا کرتا ہے۔ انصاف قوموں میں اعتماد پیدا کرتا ہے۔ انصاف ہر شخص کو اس کا حق دلاتا ہے۔

سیدنا حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے فرمایا میں مظلوم کو ظالم سے اس کا اس طرح حق دلاؤں گا کہ اس کے جبڑے پر میرا پاؤں ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا ظالم میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے مظلوم کا حق دلاؤں۔ اور مظلوم میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق ظالم کو دلاؤں۔

اور یہ حدیث بتلاتی ہے کہ اللہ کے بندے جو مانگو خدا سے مانگو۔ کوئی دوسرا تمہیں دے ہی کیا دے گا۔

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر ٭ کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

حدیث بتاتی ہے کہ عباد اللہ کا سہارا۔ ان کی قوت۔ ان کا ملجاء وماویٰ صرف خدا کی ذات ہے۔ سیرت الابدال میں حضرت اقدس آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں نے یہی علامات اپنے پیاروں کی بیان فرمائی ہیں۔

حدیث میں صاحب ایمان اللہ والے کی ایک علامت یہ بیان کی ہے کہ صہیب بن سنان کی روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

عجبًا لامر المومن اِنّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ لَہٗ خیرٌ ولیس ذلك لاحد اِلّا للمؤمن ان اصابتہٗ سَرّاءُ شَکَرَ فکان خیرًا لہ وان اصابتہٗ ضرّاءُ صَبَرَ فکان خیرًا لَہٗ (مسلم)

کہ مومن کی حالت بھی عجیب ہے۔ اس کا تو سارا معاملہ ہی خیر ہے۔ اور یہ صرف مومن کے ساتھ خاص ہے۔ اگر اُسے کوئی خوشی کی بات پہنچے تو شکر کرتا ہے۔ لیکن اگر دُکھ یا تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرتا ہے پھر بھی اسے خیر پہنچتی ہے۔

تو اللہ کے بندوں کی ایک صفت یہ ہے کہ مِل جائے تو شکر کیا ذاتِ احدیت کا نہ ملے تو صبر کیا۔ کہ کیا ہوا میٹھی قاشیں کھلانے والے ہاتھ سے اگر ایک تلخ آ گئی تو اَخ تھو کیوں کرو۔ مُنہ کیوں بناؤ۔

تذکرۃ الاولیاء میں ایک روایت ہے کہ ایک صوفی نے دوسرے سے پوچھا بلخ کے صوفی کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا اگر مل جائے تو شکر کرتے ہیں نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب میں کہا ہمارے تو کتے بھی یہی کرتے ہیں۔ ہمارے صوفی نہ ملے تو بھی اس کا شکر کرتے ہیں مِل جائے تو لوگوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نسخہ بتلایا۔ ولَئِنْ شکرتم لازیدنّکم کہ اگر تم شکر کرو گے تو خدا ضرور دے گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے۔ تو خدا کا عذاب تمہارے سر پر منڈلا رہا ہے وان کفرتم فانّ عذابی لشدید۔

حضرت ابوہریرۃؓ سے ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی صفت یہ بیان کرتا ہے کہ

ما لعبدی المومن عندی جزاءٌ اذا قبضتُ صفیّہ من اھل الدنیا ثمّ احتسبہٗ اِلّا الجنّۃ۔ (بخاری)

کہ جب میں اپنے بندے کی کوئی پیاری چیز لوں اور وہ اس کو خدا کی رضا کا موجب جانے تو میں اس کو

جنّت عطا کرتا ہوں۔

اللہ کے بندوں کی جب کوئی چیز پروردگار لیتا ہے۔ اُن کی آزمائش کرتا ہے۔ تو اللہ کی رضاء اسے نصیب ہوتی ہے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا الیہ راجعون کا یہی فلسفہ ہے۔ جب حضرت فاطمہ کے ایک بیٹے چھوٹی عمر میں فوت ہوئے اور حضرت فاطمہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کو بُلا بھیجا تو آپ نے یہی پیغام بھیجا کہ نورِ نظر۔ جو دیا تھا اسی کا تھا۔ اور جو لیا وہ بھی اسی کا۔ حضرت طلحہؓ نے اپنے بیٹے کی دفات پر صبر کیا اور بیوی نے سفر کی واپسی پر مٹا ان کو بتایا بھی نہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر کی وجہ سے اس بچّے کی بدولت نو بچے انہیں عطا فرمائے جو سب کے سب قرآن کے عالم بنے۔

عباد اللہ کی ایک آخری علامت حدیث سے بیان کر کے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضرت عمر بن خطاب راوی ہیں کہ

" اللہ اپنے بندے کی توبہ سے اس بندے سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جب کوئی بندہ صحراء میں اپنی سواری کھو دے۔ اُس سواری پر اس کا زادِ راہ تھا۔ تلاش کر کے وہ ایک درخت کے نیچے سایہ میں لیٹ جاتا ہے کہ موت آنی ہی ہے تو یہاں آ جائے گی۔ اس اثناء میں اس کی آنکھ لگ جاتی ہے جب آنکھ کھُلتی ہے تو اس کی خوشی کی انتہاء نہیں رہتی کہ اس کی سواری اس کے سرہانے کھڑی ہے۔ وہ جلدی سے اس کی نکیل پکڑ لیتا ہے۔ اور شدّت سرور سے خدا کو مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ انتہائے شوق سے اس کے منہ سے الٹ کلمہ نکل جاتا ہے اللّٰھمّ انت عبدی و انا ربّک۔ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور مَیں تیرا رب۔ کہنا تو یہ تھا اے اللہ تو میرا ربّ اور مَیں تیرا بندہ۔

پس عباد اللہ کی ایک علامت یہ کہ وہ ہر وقت متلاشی رہتے ہیں کہ کب خدا توفیق دے اور کب وہ توبہ کر کے آلتی پالتی مار کر اس کے در پہ بیٹھ جائیں۔ کہ وہ مالک کسی کو مایوس نہیں کرتا۔ اس کے دَر کا بھکاری نامراد واپس نہیں لوٹتا۔ فرماتے ہیں قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر ؎

جبکہ ہر شے ملک ہے تیری مرے مولا تو پھر ؛ جس سے تو جانا رہے بتلا کہ وہ جائیں کدھر
کام دیتی ہے عصا کا آیت لا تقنطوا ؛ ورنہ عصیاں نے تو میری توڑ ڈالی کمر

اور کسی نے عربی میں کہا ہے ؎

یا من الیہ المشتکی والمفزع ؛ انت المعدّ لکلّ ما یتوقّع
مالی سوٰی فقری لبابک حیلۃ ؛ ولئن رددت فایّ باب اقرع
یا من خزائن فضلہ فی قول کن ؛ امنن فانّ الخیر عندك اجمع

اے وہ ذات تجھ سے ہی شکایت کی جاتی ہے۔ اور گھبراہٹ کا اظہار بھی تیرے سوا کس سے ہو سکتا ہے۔ اور تو تو ہر توقع رکھنے والے کی توقعات کو پورا کرتا ہے۔ تیرے دَر کے بغیر میرا کیا حیلہ ہے۔ اور اگر تم بھی مجھے ردّ کر دو تو کس کا دروازہ

کھٹکھٹاؤں۔ اے وہ ذات جس کے خزانے ایک قول کُن سے کھُل جاتے ہیں۔ احسان کر دے کہ ساری تیر تیرے ہی پاس ہے۔

اے اللہ العالمین! ہم تیرے کمزور خطا کار بندے تجھ سے اس حدیث کا واسطہ دے کر کہتے ہیں جس میں تیرے رسول نے فرمایا کہ اللہ باحیا سخی ہے اسے شرم آتی ہے جب بندہ اس کی طرف ہاتھ پھیلائے تو وہ ان ہاتھوں کو خالی لوٹائے۔

ارحم الرحمینؐ عفوٌ، ودودٌ تیرے رسول نے دُعا سکھائی تھی دعا مانگا کرو اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العفو فاعف عنا۔ اللہ تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ تو عفو کو پسند کرتا ہے ہمیں بھی معاف فرما۔

رحیم وکریم مولیٰ تیرا دامن تھام کر التجا کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے ان بندوں میں شامل کرلے جن کے متعلق تیرے محبوب نے فرمایا تھا۔ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے داخل کئے جائیں گے۔ آؤ حضرت اقدس کی لختِ جگر کے ہمنوا ہو کر دُعا کریں۔ ؎

نہ روک راہ میں مولا اشتاب جانے دے ؏ کھُلا تو ہے تیری جنت کا باب جانے دے
مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی ؏ حساب مجھ سے نہ لے "بے حساب" جانے دے
سوال مجھ سے نہ کر اے مرے سمیع و بصیر ؏ جواب مانگ نہ لے "لاجواب" جانے دے
میرے گنہ تیری بخشش سے بڑھ نہیں سکتے ؏ تیرے نثار حساب وکتاب جانے دے

(آمین یارب العالمین)

"اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لئے دُنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی کچھ گذر چکے سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔"

(کشتی نوح)

"خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلاء سے محفوظ رکھے۔"

(ایضاً)

"تقویٰ اختیار کرو۔ دُنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔"

(ایضاً)

درس قرآن مجید

مکرم ومحترم ملک سیف الرحمٰن صاحب
پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر واستقلال

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۔ (الاحقاف ۳۶)

ترجمہ:۔ پس اے نبی تو بھی اسی طرح صبر کر جس طرح پختہ ارادے والے رسول تجھ سے پہلے صبر کر چکے ہیں اور ان مخالفوں کے لئے یہ دعا نہ کر کہ ان پر جلدی عذاب آجائے۔ جس دن وہ اپنے موعود عذاب کو دیکھیں گے ان کی حالت ایسی ہوگی کہ گویا وہ اس دنیا میں بہت تھوڑا سا وقت رہے ہیں۔ یہ بات ان کفار کے لئے محض ایک نصیحت کے طور پر کہی گئی ہے۔ اور فاسق قوم کے سوا کسی کو ہلاک نہیں کیا جاسکتا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۔ (ھود ۱۱۳)

ترجمہ:۔ پس اے رسول تو ان لوگوں سمیت جنہوں نے تیرے ساتھ ہو کر ہماری طرف رجوع کیا ہے۔ اس طرح پر جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے سیدھی راہ پر قائم رہ۔ اور اے مومنو تم کبھی حد سے نہ بڑھنا۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

میرے محبوب سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں سارا عالم رطب اللسان ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے اس محبوب سراپا حسن کی تعریف کے گیت گائے۔ کسی نے آپ کی شان یوں بیان کی۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِكَمَالِهٖ ۔۔۔ كَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
آپ اپنے کمال کی بلندیوں تک پہنچے ۔۔۔ آپ کے جمال سے تاریکیوں کے بادل چھٹ گئے
حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهٖ ۔۔۔ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهٖ
آپ کی تمام خصال حسین ۔۔۔ آؤ سب دعا کریں کہ آپ کا یہ حسن اور بڑھے اور آپ کی امت کی بھی یہی شان چلے۔

کسی نے اپنی عقیدت کا اظہار یوں کیا:۔

یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر ؛ من وجہک المنیر لقد نوّر القمر

اے جمال کے مالک اے انسانوں کے سردار ۔ آپ کے روشن چہرے سے ہی چاند کو نور ملا

لا یمکن الثناء کما کان حقّہ ؛ بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

جیسی تیری تعریف وتوصیف چاہیئے ایسی کہاں ممکن ۔ قصّہ کوتاہ خدا کے بعد تیرا مقام بلند ہے ۔

ایک نے اپنی محبّت کا اظہار اس طرح کیا :۔

حُسنِ یوسف دم عیسیٰ یدِ بیضاء داری ؛ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یوسف جیسا حُسن عیسیٰ کا مسیحائی دم موسیٰ کا ید بیضا کا معجزہ یہ سب کمال آپ کو حاصل ہیں ۔ بلکہ دُنیا بھر کے حسینوں میں جو الگ الگ حد بیان ہیں ۔

آپ کے مُحبِ صادق اور فرزندِ جلیل علیہ السّلام اپنے عشق و فریفتگی کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں :۔

صد ہزاراں یوسف بینم دریں چاہ ذقن ؛ واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار

آپ کی ٹھوڑی کے گڑھے کا حُسن اتنا پیارا ہے کہ مجھے اس میں لاکھوں یوسف نظر آتے ہیں ۔ اور آپ کے دم برکت سے بے شمار مسیح صفت اُمّت میں پیدا ہوئے ۔

غرض ہر ایک عاشق نے اپنے اپنے انداز میں اس نرالی شان والے کی توصیف کی اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنا مقصدِ زندگی بنایا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اوصاف اور آپ کی خوبیاں بے حدّ وحساب ہیں ۔ سب کو بیان کرنا نہ کسی کی طاقت میں ہے اور نہ اس کا کوئی دعویٰ کر سکتا ہے ۔ مجھے اس وقت آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے صبر و استقلال پر کچھ عرض کرنا ہے ۔ حضور صبر و استقلال کے وصف میں بھی یکتا اور بے مثال تھے ۔ آپ نے مشکلات و مصائب کے دَور میں بھی بے نظیر صبر دکھلایا اور جب خوشحالی کا دَور دَورہ تھا اور مال و دولت کی ریل پیل تھی ۔ اس وقت بھی صبر و قناعت کا عظیم پیکر رہے ۔

استقلال کے اور جو کہا وہ کر دکھانے کے لازوال نمونے آپ نے پیش فرمائے ۔ مصائب و مشکلات میں آپ کے صبر و استقامت کا ذکر کرتے ہوئے سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیّہ فرماتے ہیں :۔

" ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعات خطرات اور کوئی ایسا خدا پر توکّل کر کے کھلا کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں ۔"

" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جانباز

اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلات کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔"

(براہین احمدیہ ص ۱۱۱)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا :-

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ زندگی جو مکہ میں گذری اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی فراخ دلی استقلال اور عزم و استقامت کا پتہ ملتا ہے۔ کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں مگر اس کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لمحہ سست اور غمگین نہیں ہوا وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں۔"

(ملفوظات جلد دوم ص ۳۰۷)

اس وقت جبکہ مخالفت کے شدید طوفان نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر رکھا تھا۔ سرداران مکہ نے آپ کے چچا حضرت ابو طالب کے ذریعہ آپ کے لئے لالچ کا ایک جال بچھایا۔ انہوں نے پیش کش کی اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) توحید کی منادی ترک کر دیں اور ہمارے بتوں کے خلاف کچھ نہ کہیں تو ہم ان کو اپنا سردار مان لیں گے۔ ان کے لئے مال و دولت کے ڈھیر لگا دیں گے۔ مکہ کی خوبصورت ترین دوشیزہ ان کے نکاح میں لے آئیں گے لیکن آپ نے اس ساری پیشکش کو بڑی حقارت سے ٹھکرا دیا۔ پھر مشرکین مکہ دھمکی پر اتر آئے اور حضرت ابو طالب سے کہا کہ آپ اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حمایت سے باز آجائیں ان کے اور ہمارے درمیان حائل نہ ہوں ہم ان سے سمجھ لیں گے۔ لیکن آپ نے کسی دھمکی کی بھی پرواہ نہ کی اور اپنے پیارے چچا سے کہا۔ آپ بے شک درمیان سے ہٹ جائیں پھر دیکھیں خدا کیا کرتا ہے۔ خدا کی قسم یہ زمینی دولتیں تو کیا اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر یعنی سارا نظام شمسی میرے حوالے کر دیں تب بھی میں اس حق سے دست بردار نہیں ہوں گا جس کی اشاعت کے لئے میں مامور کیا گیا ہوں۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۲۶۶)

دیکھیں مصائب و آلام کے اس دور میں آپ کو کتنا بڑا لالچ دیا گیا مگر آپ نے پرِ پشہ کے برابر بھی ان چیزوں کو کوئی

وقعت نہ دی اور فرمایا کہ مجھے جس کام کے لئے خدا نے کھڑا کیا ہے وہ مَیں مرتے دم تک کرتا چلا جاؤں گا اور کسی صورت اس سے باز نہیں آؤں گا۔

مکّہ والوں نے جب آپ کی مخالفت میں انتہا کر دی تو آپ نے سوچا شاید باہر کے لوگ سعادت کا نمونہ پیش کریں اور حق کو قبول کرنے میں سبقت دکھائیں۔ اس ارادہ سے آپ مکّہ کے قریب طائف کی بستی میں تشریف لے گئے جو چشموں سے سیراب ہونے والی سرسبز و شاداب اور کھاتے پیتے خوشحال لوگوں کی بستی تھی۔ آپ وہاں پہنچ کر قبیلہ ثقیف کے سردار عبد یالیل سے ملے اور اس کی وساطت سے اہل طائف کے سامنے اپنی بعثت کی اغراض پیش کیں۔ لیکن آپ کی باتوں کی طرف توجہ دینے کی بجائے انہوں نے آپ سے بُرا سلوک کیا سخت کلامی سے پیش آئے۔ ایک نے کہا اللہ تعالیٰ نے تجھے ہی رسول بنا کر بھیجنا تھا جسے مکّہ والے بھی کوئی وقعت نہیں دیتے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو مکّہ میں کوئی اور قابل آدمی نہیں ملا جس کا مکّہ والے احترام کرتے اور اس کی باتوں کی طرف دھیان دیتے۔ آخر آپ ان لوگوں سے مایوس ہو کر واپس آنے لگے تو انہوں نے چھوٹی عمر کے بچوں اور شہر کے اوباشوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جو گالیاں دیتے آوازے کستے آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے اور پھر آپ پر پتھراؤ شروع کر دیا جس سے آپ لہولہان ہو گئے۔ خون ایڑیوں تک آپہنچا لیکن آپ صبر و استقلال کے ساتھ چلتے چلے آئے اور آخر ایک باغ میں پناہ لی اور انگوروں کی ایک بیل کی آڑ میں بیٹھ گئے۔ بستی سے آپ کافی دُور نکل آئے تھے۔ لڑکے اور اوباش واپس جا چکے تھے۔ باغ کے مالک نے جب آپ کو زخموں سے نڈھال دیکھا اور صورتِ حال کا اس کو علم ہوا تو اس نے انگور کا ایک خوشہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ ایک کمزور مظلوم زبان تو استعمال کر سکتا ہے ظالم کو بُرا بھلا تو کہہ سکتا ہے۔ لیکن ایسی نازک صورت حال اور شدید مصیبت کی گھڑیوں میں بھی نہ آپ آپے سے باہر ہوئے۔ نہ کوئی سخت لفظ منہ سے نکالا نہ طائف والوں کو بد دعا دی بلکہ کہا تو یہ کہا کہ اپنے پیارے مولا کے حضور عاجزانہ رنگ میں اس طرح دُعا کی۔

اللھمّ الیک اشکو ضعف قوتی و قلّۃ حیلتی وھوانی علی الناس یا ارحم الرّاحمین انت ربّ المستضعفین .... ان لم یکن بک علیّ غضبٌ فلا ابالی۔ (سیرت ابن ہشام جلد ا صفحہ ۴۱۹)

اے میرے اللہ مَیں اپنی کمزوری کا تیرے حضور اعتراف کرتا ہوں۔ میرے پاس کوئی حیلہ اور ذریعہ اپنے کام کو انجام تک پہنچانے کا نہیں لوگ مجھے کمزور ترین فرد سمجھتے ہیں۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے تو ہی کمزوروں کا مالک و مددگار ہے۔ اگر تو مجھ پر ناراض نہ ہو تو مجھے کسی اور کی دشمنی مخالفت اور ظلم کی پرواہ نہیں۔ بس تیری رضا چاہیئے۔ کیا ایسے صبر کی تاریخ عالم میں کوئی اور مثال ملتی ہے۔

غار ثور کے واقعہ کو لے لیجئے دشمن سر پر آپہنچا ہے۔ ابوبکرؓ گھبرا رہے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں " لا تحزن ان اللہ معنا " گھبرانے کی کونسی بات ہے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس کی معیت

کے ہوتے ہوئے یہ لوگ کیا کر سکتے ہیں۔

پھر جنگِ اُحد کے واقعات آپ کے صبر و استقلال کے زندہ گواہ ہیں آپؐ دشمن کے زبردست ریلے کے باوجود اپنی جگہ سے نہیں ہٹے ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپؐ بالکل اکیلے رہ گئے اور یہی وہ وقت تھا جب آپؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپؐ زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے مگر آپؐ کا پائے استقلال ذرا بھی نہ لرزا اور جب کفّار نے اپنی جھوٹی فتح کے ترنگ میں نعرہ لگایا کہ اُعْلُ ھُبَلُ۔ "اُعْلُ ھُبَل لنا العُزّٰی ولا عُزّٰی لکم" تو آپ نے اپنے ارد گرد جمع صحابہ کو کہا ان کو جواب دو "اللہ اعلٰی و اجلّ ۔ اللّٰہُ مَولَانَا وَلَا مَولٰی لَکُمْ" (بخاری جلد ۲ ص ۵۷۹)

انسان جب کمزور ہوتا ہے اور انتقام نہیں لے سکتا تو اِدّعا کرتا ہے کہ مَیں نے صبر کیا۔ اصل کمالِ صبر یہ ہے کہ قدرت ہوتے ہوئے اور ظالم ترین دشمن پر قابو پانے کے بعد انتقام سے ہاتھ روک لے۔ درگذر اور عفو سے کام لے۔ فتح مکّہ کے موقع پر دشمن جب سراسر آپ کے رحم و کرم پر تھا لا تثریب علیکم الیوم کی نوید سُنا کر صبر و استقلال اور عفو و درگذر کا بے مثال نمونہ دکھایا۔

انسان جب مشکلات اور مالی تنگیوں سے دوچار ہوتا ہے تو سادگی اور قناعت اختیار کر لیتا ہے اور دوسروں کو بھی سادہ رہنے اور قناعت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن جب خوشحالی کے دن آتے ہیں تو انسان ساری سادگیاں اور ساری قناعتیں بھول جاتا ہے لیکن ایک ہمارے آقا سیّدنا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلّم کا وجود گرامی ہے جس کے استقلال و قناعت کے قدم ہمیشہ ایک حال پر قائم رہے۔ مالی تنگی کا دَور تھا تب بھی سادگی اور قناعت لازمہ زندگی تھا۔ پھر جب دنیا بھر کی دولتوں نے آپ کے قدم چومے تو ضرورتمندوں کی ضرورتوں پر نظر رہی۔ اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضرورت کو ہمیشہ پیچھے رکھا۔ دُنیا سے ذرہ بھر پیار نہ کیا اور اپنے اس وصف پر قائم اور ڈٹے رہے کہ "کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل" دنیا آئی لیکن آپ نے کوہ وقار بن کر استقلال کا پہاڑ بن کر اُسے دوسروں کے مفاد میں خرچ کیا۔ اپنے لئے نہ کوئی محل بنوایا اور نہ تخت و تاج کی طرح ڈالی۔ درویشانہ زندگی جیسے پہلے تھی بادشاہ بننے کے بعد بھی ویسے ہی اسے قائم رکھا۔ غرض مصائب کا دَور ہو یا امن و خوشحالی کا آپ کا صبر و استقلال ہر دو حالتوں میں عالم انسانیت کے لئے اسوۂ حسنہ رہا۔ اسی بناء پر آسمانوں کے مالک نے فرمایا:۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِمَنْ کَانَ یَرْجُوا
اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا۔

(سورہ احزاب ع ۳)

آپ کے ایک عاشقِ صادق نے کیا ہی سچ کہا ہے۔

نبوّت کے تھے جس قدر بھی کمال — وہ سب جمع ہیں آپ میں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ کمال — ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصّلوٰۃُ علیک السّلام

مقدس حیات اور مطہّر مذاق — اطاعت میں یکتا عبادت میں طاق
سوارِ جہانگیر یکراں براق — کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق
محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیک الصّلوٰۃُ علیک السّلام

"رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو جب ہم دیکھتے ہیں تو آپ کے قرب کا مقام وہ نظر آتا ہے۔ جو کسی دُوسرے کو کبھی نصیب نہیں ہُوا۔ وہ عطایا اور نعماء جو آپ کو دیئے گئے ہیں سب سے بڑھ کر ہیں۔" (الحکم ۱۳ر مارچ ۱۹۰۳ء)

"سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دُنیا کا مربّی اعظم ہے ...... جس نے توحید گم گشتہ اور ناپدید شُدہ کو پھر زمین میں قائم کیا۔"

(براہین احمدیہ حصّہ دوئم صفحہ ۱۰۶ حاشیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردیٔ مخلوق

(مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب)

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (توبہ ۱۲۸)

ترجمہ:- یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے۔ تمہارا تکلیف پانا اس پر شاق گذرتا ہے وہ تمہارے لئے بھلائی کا خواہش مند ہے۔ مومنوں پر رحم کرنے والا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:-

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ۔

کہ مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ اور مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ سے احسان کا سلوک کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے لئے سب سے زیادہ شفیق اور رحیم تھے۔ کیونکہ وہ خدا کے سب سے زیادہ محبوب اور محبّ تھے۔ وہ کسی مادی منفعت کے لئے مخلوق سے محبت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس لئے کرتے تھے کہ مخلوق ان کے محبوب خدا کی عیال ہیں۔

ماموِر زمانہ اور آپ کے روحانی فرزند حضرت اقدس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور محبّت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:- ؎

آں ترحّم ہا کہ خلق از وَے بدید　٭　کس ندیدہ در جہاں از مادرے

کہ وہ شفقت اور محبّت جو مخلوقِ خدا نے حضرت محمد مصطفےٰ اللہ علیہ وسلم سے دیکھی وہ کسی نے اپنی ماں سے بھی نہ دیکھی ہوگی۔

ماں کی مامتا کا تصوّر ہر وہ شخص کر سکتا ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے حسّاس دل دیا ہو کہ کس طرح ماں اپنے بچّے کے آرام کے لئے۔ بیکل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔

احادیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ۔ ابو جہل یا عمر میں سے کسی کو ہدایت

دے دے۔ حضرت عمرؓ کی ہدایت کو ہر شخص جانتا ہے کہ کس طرح وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے قدموں میں آئے۔ لیکن میرے ذوق کے مطابق ابوجہل نے بھی دُعا سے حصّہ پایا۔ اور وہ اس طرح کہ اس کا بیٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی غلامی میں آیا۔ فتح مکّہ کے بعد عکرمہ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کے سامنے سر جھکائے کھڑا ہُوا تو عرض کیا۔ یا رسول اللہ دُعا فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ میری تلافیٔ مافات فرمائے۔

ایک بار حضرت عائشہؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ کیا اُحد کے دن سے بھی سخت دن آپ پر گذرا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ عائشہ! طائف کا دن اُحد کے دن سے بھی سخت تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے اہل طائف نے جو سلوک کیا وہ تاریخ کی کتب میں محفوظ ہے۔ اوباش نوجوانوں نے آپ صلے اللہ علیہ وسلّم کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا تھا۔ چشمے پر جب آپ خون دھو رہے تھے تو پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہُوا اور عرض کیا۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلّم اگر آپ کہیں تو اس بستی کو جو دو پہاڑوں کے درمیان آباد ہے دونوں پہاڑوں کو ٹکرا کر اس کے مکینوں کو پیس کر رکھ دُوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ پروردگار ان کو ہدایت دے۔ یہ نہیں جانتے کہ مَیں تیرا رسول ہوں۔ اور پھر فرشتہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ نہیں تو ان کی اولادیں ایمان لائیں گی۔

دوستوں اور احسان کرنے والوں سے سلوک کرنا آسان ہے لیکن خون سے لت پت ہو۔ بستی سے نکال دیا گیا ہو۔ اوباش نوجوان پتھر مار رہے ہوں۔ ایسے میں اللہ کے اس محبوب رسول کے منہ سے ان کے لئے دُعا نکلنا آپ کے رحمۃٌ للعالمین ہونے کی دلیل ہے۔

فتح مکّہ کے روز جب دس ہزار صحابہ کے ساتھ آپ مکّہ میں داخل ہوئے۔ جہاں کے رہنے والوں نے آپ پر اور آپ کے ماننے والوں پر ظلم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ آپ کی صاحبزادی حضرت زینب اہلِ مکّہ کی حباثت اور ظلم کی وجہ وفات پاگئی تھیں۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے آپ کو ان پر غلبہ عطا فرمایا۔ اور ان کے سب کس بل نکال دیئے۔ اور آپ کے ہاتھ کو آپ روکنے والا کوئی نہ تھا۔ کفّار مکّہ آج آپ کے رحم و کرم پر تھے۔ تو آپ نے ان سے پوچھا بتاؤ۔ مَیں آج تم سے کیا سلوک کروں۔ انہوں نے جواب دیا۔ آپ ہمارے سخی بھائی ہیں۔ سخی بھائی کے بیٹے ہیں۔ ممکن ہے کہ اپنے اور بیگانے آج کسی اور ہی نظارے کے متمنّی ہوں۔ اگر آپ انہیں کیفر کردار کو بھی پہنچا دیتے تو یہ انصاف کے مطابق ہوتا۔ لیکن رحیم و شفیق آقا صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ جاؤ تم پر کوئی گرفت نہیں۔ مَیں تمہیں تمہارے سب مظالم معاف کرتا ہوں۔ آپ نے اُن لوگوں کو معاف کر دیا جن میں سے ہر ایک آپ کے خون کا پیاسا رہ چکا تھا جنہوں نے اُحد کے میدان میں آپ کے چہرۂ مبارک کو لہولہان کر دیا تھا۔ جنہوں نے آپ کے چچا حضرت حمزہ کی لاش کو بے حُرمت کیا تھا۔ اور جس نے حضرت حمزہ کا جگر چبا ڈالا تھا۔

کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السّلام نے بھی اپنے بھائیوں کو یہی کہا تھا لیکن دونوں واقعات میں بڑا فرق ہے۔ ایک نے اپنے بھائیوں کو معاف کیا تھا۔ اور آج معاف کرنے والے نے اپنے ان دشمنوں کو بھی معاف کر دیا تھا جنہوں نے آپؐ پر اور آپ کے

متبعین پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔

آپ کی شفقت وہمدردی اور محبت اور حسنِ سلوک کا یہ عالم تھا کہ جب اس موقع پر ایک دشمن اسلام سہیل پیش ہوا۔ تو چونکہ یہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا۔ اس لئے کسی نے کہا۔ کہ حضور! ان کے سامنے کے دو دانت اکھیڑ دیئے جائیں۔ تاکہ آئندہ جب کوئی بات کرنے لگے تو سیٹی بج جایا کرے۔ اور لوگ ہنس دیا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مَیں اس کا مثلہ کروں تو خدا میرا مثلہ کرے اور اسے بھی معاف کر دیا۔

مَیں اپنوں سے آپ کی شفقت کے دو واقعات بھی گوش گزار کر دوں۔ میری مراد ایک غلام اور دوسرے غلام زادہ سے ہے۔ حضرت زید غلام تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں منہ بولا بیٹا کہا تھا۔ آپ کی شفقت محبت اور اس سے حُسنِ سلوک کا یہ حال تھا کہ جب اس کے چچا اور باپ کو یہ پتہ چلا کہ ان کا زید تو مکہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے تو وہ اسے حاصل کرنے کے لئے آئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کو فرمایا کہ اگر وہ جانا چاہیں تو وہ آزاد ہیں۔ جب باپ نے زیدؓ کو وطن کی محبت کی یاد دلائی اور ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ تو انہوں نے کہا۔ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ چچا نے اس پر ایک نازک بات کہی کہ بیٹا۔ غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو۔ تو زید نے کہا کہ ہاں۔ ان کی غلامی پر ہزاروں آزادیاں قربان۔ عرب میں اس وقت غلام کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ ان کی حیثیت آج آپ کے پالتو جانوروں سے بدتر تھی۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کا نکاح ان سے کر کے دنیائے مساوات میں ایک لاثانی مثال قائم کر دی۔

اور اس شفقت ومحبت کا اندازہ لگائیے کہ جب فاطمہؓ مخزومیہ نے چوری کی تو بعض صحابہ کو خیال پیدا ہوا کہ یہ ایک بڑی شخصیت ہے اس کو سزا نہ دینے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کی جائے۔ تو قرعۂ فال زید کے نام ہی پڑا تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پیارے تھے۔

ان کے بیٹے اسامہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس درجہ پیارے تھے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک زانو پر ان کو بٹھاتے۔ دوسرے پر حضرت امام حسین کو بٹھاتے۔ پھر دونوں کو اپنے سینے سے چمٹاتے۔ اور دُعا فرماتے یا اللہ مَیں ان سے پیار کرتا ہوں۔ تُو بھی ان سے پیار کیجیو۔ ایک بار اُسامہ کا ناک صاف کرنے کے لئے آپ نے ہاتھ بڑھایا تو حضرت عائشہ نے عرض کیا۔ مَیں صاف کر دیتی ہوں۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عائشہ مَیں اس سے محبت کرتا ہوں۔ تو بھی اس سے محبت کر۔

ایک بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن علیہ السلام کا بوسہ لیا۔ اقرع بن جالس جو ایک درشت خُو بدّو تھے۔ پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ بولے کہ میرے دسؔ بچے ہیں۔ مَیں نے اُن میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ آپ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ جو شخص رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ایک اور بدّو نے آپ سے کہا کہ آپ بچوں کو چومتے ہیں لیکن ہم لوگ نہیں چومتے۔ آپ نے فرمایا کہ "خدا نے اگر تیرے دل سے رحم نکال لیا ہے تو اس میں میرا کیا ہے"۔

یہ تو تھے مُنہ بولے بیٹے اور مُنہ بولے بیٹے کی اولاد اور آپ کی اپنی اولاد۔ ایک اجنبی پر شفقت کا حال سُن لیجئے۔ مکّہ کے ماحول میں ایک دیہاتی جسے اعرابی کہا جاتا تھا۔ ظاہر نامی تھا۔ وہ مکّہ آتا تو کچھ دیہاتی قسم کے تحائف حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے لے کر آتا۔ وہ واپس جاتا تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اسے شہر میں ملنے والی چیزیں تحفے کے طور پر دیتے۔ ایک دن یہ ظاہر بازار میں محنت مزدوری کر رہا تھا۔ پسینہ اور مٹی سے اس کا جسم شرابور تھا۔ پیچھے سے آکر کسی نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ ڈالے گویا وہی کیفیت تھی کہ بُوجھو تو جانوں۔ اس نے سوچا۔ کہ مجھ پستہ قد۔ واجبی سی شکل والے سے بھلا کون پیار کر سکتا ہے۔ جب اس نے اپنے ہاتھوں سے وہ بازو ٹٹولے تو دل میں کہا کہ یہ نرم و نازک ہاتھ میرے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کے ہی ہو سکتے ہیں۔ اور یہ خیال کر کے کہ میرا آقا مجھے پیار کا ایک موقع دے رہا ہے۔ اس نے اپنا جسم میرے آقا سے رگڑنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اور محبّت کا اظہار یوں فرمایا۔ کہ اونچی آواز سے فرمایا۔ لوگو۔ میرا ایک غلام ہے۔ مَیں اسے بیچنا چاہتا ہوں۔ کوئی ہے اس کا خریدار۔ تب ظاہر کو خیال آیا کہ میری حیثیت ہی کیا ہے جو مجھ کو کوئی خریدے۔ اس نے کہا۔ میرے آقا۔ بھلا میرا خریدار کون ہو سکتا ہے۔ اس پر میرے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ ایسا مت کہو۔ تمہارا خریدار تو خود خدا ہے۔ اس واقعہ میں اس اندازِ محبّت اور بے تکلّفی کو مشاہدہ کریں اسی شفقت و محبّت کو دیکھ دیکھ کر تو حضرت ابو ہریرہؓ کہا کرتے تھے۔ قَالَ حبیبی۔ قالَ خلیلی میرے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ میرے محبوب محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یوں فرمایا۔

یہ تو تھی انسانوں پر آپ کی شفقت و محبت۔ میرے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلّم تو مخلوق خدا کی ہر نوع پر شفقت کرتے تھے۔ ایک دن ایک صحابی کے گھر آپ کا جانا ہُوا۔ اس کا اونٹ آپ کو دیکھ کر بلبلایا تو آپ نے فرمایا۔ بھئی تمہارے اونٹ نے میرے پاس شکایت کی ہے۔ اس کو چارہ پورا دیا کرو۔ اور اس سے اس کی طاقت کے مطابق کام لیا کرو۔ ایک روز آپ ایک سفر میں تھے کہ آپ نے دیکھا ایک پرندہ فضا میں پھڑ پھڑا رہا ہے اور آوازیں نکال رہا ہے۔ صاحب فراست شفیق و حلیم محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پہچان گئے اور فرمایا۔ اس پرندہ کو کسی نے دُکھ میں ڈالا! ایک نسبتاً کم عمر ساتھی نے کہا۔ یارسول اللہ مَیں نے اس کے انڈے اٹھائے ہیں۔ فرمایا۔ اس پر رحم کرو۔ اس کے انڈے وہیں جا کر رکھ دو۔

ایک صحابی نے پوچھا۔ یارسول اللہ۔ اگر ہم جانوروں پر شفقت کریں۔ تو کیا ہمیں اس کا ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہر ذی رُوح پر شفقت میں ایک ثواب ہے۔

جانوروں کے لڑانے کا جو بے رحمانہ طریق عربوں میں رائج تھا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی ممانعت فرمائی۔

آپ نے طبقہ نسواں پر ظلم ہوتے دیکھا تو آپ کا دل پگھل گیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ عربوں میں اولاد کُشی کی مکروہ اور گھناؤنی رسم جاری تھی آپ نے اس کا کلیۃً خاتمہ کیا۔ لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ جب کسی گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو وہ ماتم کدہ بن جاتا۔ لڑکی کا باپ لوگوں سے چھپتا پھرتا۔ یہ رسم جس شقاوت اور سنگدلی کے ساتھ انجام دی جاتی تھی اس کا دردناک نقشہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے

سامنے جب کھینچا تو آپ بے چین ہو گئے۔

واقعہ یوں ہے کہ ایک شخص نے آکر خدمتِ اقدس میں عرض کی "یا رسول اللہ۔ ہم لوگ جاہلیت والے تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے اور اولاد کو مار ڈالتے تھے۔ میری ایک لڑکی تھی۔ جب میں اس کو بلاتا تو دوڑ کر میرے پاس آتی۔ ایک دن میرے بلانے پر خوش خوش دوڑی آئی میں آگے بڑھا اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلی آئی۔ میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ جب ایک کنویں کے پاس پہونچا جو میرے گھر سے کچھ دور نہ تھا۔ اور لڑکی اس کے قریب پہنچی تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کنویں میں ڈال دیا۔ وہ ابا ابا کہہ کر پکارتی رہی اور یہی اس کی زندگی کی آخری آواز تھی"

رحمتِ کونین اس دردناک قصہ کو سن کر آبدیدہ ہو گئے۔ ایک صحابی نے اُن صاحب کو ملامت کی کہ تم نے حضور کو غمگین کر دیا۔ فرمایا " اس کو چھوڑ دو۔ کہ جو مصیبت اس پر پڑی ہے وہ اس کا علاج پوچھنے آیا ہے۔ پھر ان صاحب سے فرمایا" ہاں میاں! تم اپنا قصہ پھر سناؤ۔ اس نے دوبارہ بیان کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی یہ حالت ہوئی کہ روتے روتے ریش مبارک تر ہو گئی پھر فرمایا "جاؤ کہ جاہلیت کے گناہ اسلام کے بعد معاف ہو گئے۔ اَب نئے سرے سے اپنا عمل شروع کرو"

قبیلہ بنی تمیم کے رئیس قیس بن عاصم جب اسلام لائے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ۔ میں نے اپنے ہاتھ سے آٹھ لڑکیاں زندہ دفن کی ہیں آپ نے فرمایا۔ اے قیس ہر لڑکی کے کفّارہ میں ایک اونٹ قربانی کرو۔

لوگ عموماً لڑکیوں کے وجود کو بَلا اور مصیبت سمجھتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے اس بَلا اور مصیبت کو ایسی رحمت بنا دیا کہ وہ نجات اخروی کا ذریعہ بن گئی۔

بزرگان کرام! ہم اس شفیق اور رحیم آقا کو اس سے بہتر خراجِ تحسین وعقیدت اور کیا پیش کر سکتے ہیں کہ ان کے اسوۂ حسنہ پر چل کر ہر قسم کی مخلوق خدا سے حسنِ سلوک وشفقت کا معاملہ کریں۔ اپنوں سے۔ بیگانوں سے۔ دشمنوں سے۔ دوستوں سے۔ جانداروں سے۔ بے جانوں سے اور اس شفیق آقا پر درود وسلام بھیجیں کہ جس نے ہمیں شفقت کے یہ نمونے دکھائے۔　　اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ اٰلہٖ

آں ترحّمہا کہ خلق از وے ندید ❊ کس نہ دیدہ در جہاں از مادرے

خواجہ و مر عاجزاں را بندہ ❊ بادشاہ و بیکساں را چاکرے

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا طریق تربیّت

(مکرّم ملک مبارک احمد صاحب ــ استاذ الجامعۃ الاحمدیۃ)

عالمگیر تربیّت

ہمارے سیّد و مولا مربّیِ اعظم صلے اللہ علیہ وسلّم رب العالمین کے مظہرِ اتم تھے۔ اس لئے حضور کی تربیّت کا اولین دائرہ تمام کائنات پر محیط ہے اور اس تربیّت کا حلقۂ اثر عالمین کی وسعتوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور اس آفتابِ رسالت کی شعاعیں موجودات کی ہر شے کو ایک تابندہ زندگی کا پیغام دے رہی ہیں۔ حضور کی قوّتِ قدسیہ اَب بھی غیر محسوس طور پر سمندروں کو چیرتی ہوئی اور پہاڑوں کو پھلانگتی ہوئی دنیا کے کونوں اور کناروں میں بسنے والے پاک فطرت لوگوں کو متأثر کر رہی ہے، یہی قوّتِ قدسیہ تھی جس کے حلقۂ تربیّت میں شامل ہونے کے باعث صحابہ رضوان اللہ علیہم کی زندگیوں میں ایک فیصلہ کن انقلاب پیدا ہو گیا۔ اور تربیّت کا یہی وہ فعّال ذریعہ تھا جس نے امّتِ مُسلمہ میں ہزاروں اولیاء اللہ کو جنم دیا

ہاں یہی وہ شاہراہِ تربیّتِ روحانی ہے جو سرچشمہ فیض صلے اللہ علیہ وسلّم کے وجود سے پھوٹی اور جو اَب تک جاری ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ جاری و ساری رہے گی۔ اور یہی وہ پہلا اور بنیادی طریقِ تربیّت ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کو خصوصی طور پر عطا ہُوا۔ اور جو اسلام کے عالمگیر نظامِ تربیت کی اساس ہے۔

تربیّتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم

اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتا ہے :-

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی اخلاقی اور روحانی تربیّت کو تزکیہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جس کے معنے پاکیزگی کے

علاوہ روحانی استعدادوں کو بڑھانے اور ترقی دینے کے بھی ہیں۔ اس آیت میں تزکیہ کو تعلیم کتاب و حکمت سے پہلے رکھا ہے۔ اس میں یہی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ تعلیم سے قبل صحیح تربیّت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ صحیح تربیّت کے بعد ہی علمی استعداد کی نشوونما ہو سکتی ہے۔ جیسے ایک بنجر زمین میں ایک اچھے پودے کی نشوونما ناممکن ہے اسی طرح غلط تربیّت کی بنیاد پر علمی استعدادوں کا بڑھنا تقریباً محال ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے پہلے صحابہؓ کی ایسی تربیّت کی کہ وہ آپ کی محبّت میں بالکل فنا ہو گئے اور انہوں نے آپ کے لئے فدائیت کا ایسا نمونہ دکھایا جو اپنی مثال آپ ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے حضور کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اپنے سیّد و مولیٰ کے لئے جس طرح فدائیت اور جانثاری کا مظاہرہ کیا وہ اسلامی تاریخ کا ایک تابناک اور روشن باب ہے۔ پھر جس طرح ایک عاشق اپنے معشوق کی ہر ادا پر قربان ہوتا ہے اسی طرح یہ عشّاق محمد صلےّ اللہ علیہ وسلّم اپنے آقا کی ہر حرکت و سکون کی اتباع کے لئے مرمٹتے تھے اور اپنے محبوب آقا کے فیض سے فیضیاب ہونے کے لئے اُن میں باہم دیوانہ وار مسابقت جاری تھی۔ ہر صحابی جو سب سے پہلے حضور کے کسی قول کو سُن پاتا یا کسی فعل کو دیکھنے میں کامیاب ہو جاتا وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا اور فخریہ انداز میں دوسرے صحابہ کے سامنے اپنی اس نمایاں کامیابی کا اعلان کرتا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا وجود مقدس ایک شفاف اور بے داغ آئینے کی طرح صحابہؓ کے سامنے رہتا تھا۔ وہ اس آئینۂ صافی کو دیکھ کر حضور کی سیرت کے دلکش نقوش کو اپنے اندر اجاگر کرنے کی کوشش کرتے اور اپنے نقائص و عیوب کی نشاندہی کر کے فوری طور پر اپنی اصلاح کے لئے کوشاں ہو جاتے۔ یہی وہ براہِ راست اور خاموش طریق تربیّت تھا جس نے صحابہ کی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر دیا اور جسے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اَلْمُسْلِمُ مِرْآةُ الْمُسْلِمِ کے زرّیں اصول کی صورت میں متعین فرما دیا۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ صحابہؓ کو ارشاد فرماتا ہے:-

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۔ الآية (أنفال)

لاریب حضور صلےّ اللہ علیہ وسلّم کی سیرتِ طیّبہ کا ہر نقش حیاتِ جاوداں بخشنے والا اور ابدی سعادت و راحت کا ایک پیغام تھا جس کے حصول کے لئے صحابہؓ پروانوں کی مانند شمعِ رسالت پر ٹوٹے پڑتے تھے۔

پھر صحیح تربیّت کے لئے ایک نہایت ضروری امر یہ ہے کہ مربّی کا دل زیرِ تربیّت لوگوں کی محبّت اور ہمدردی سے گداز ہو اور اُن کی ذرا سی تکلیف سے وہ بے چین ہو جاتا ہو وہ رات دن اُن کے لئے دُعاؤں میں لگا رہتا ہو۔ یہ وصف بھی ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم میں بدرجہ اتم و اکمل پایا جاتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضور کے متعلق فرماتا ہے:-

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبہ)

یعنی تمہارے پاس ایک ایسا عظیم رسول آیا ہے جس پر تمہاری تکالیف بہت ہی گراں گذرتی ہیں وہ تمہاری ابدی سعادت کے لئے سخت بے چین ہے اور مومنین کے لئے رأفت و رحم کا مجسمہ ہے۔

جیسے میں نے ابھی بیان کیا ہے مربّی کا یہ ایک اہم فریضہ ہے کہ وہ اپنے زیرِ تربیّت افراد کے لئے رات دن دُعائیں کرتا رہے۔ یہ وصف بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم میں بدرجہ اکمل موجود تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۔

پھر اللہ تعالیٰ مومنین کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کی محبّت و شفقت رأفت و رحمت کو ایک عظیم نعمت قرار دیتے ہوئے حضور کے متعلق فرماتا ہے :۔

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۔ یعنی اگر آپ تُند خو اور سخت دل ہوتے اور تلوار کے زور سے ان لوگوں کو مسلمان بنانے والے ہوتے تو یہ زیرِ تربیّت پروانے آپ کے گرد کبھی جمع نہ ہوتے بلکہ آپ سے خوفزدہ ہوکر دُور بھاگ جاتے ۔

اُس محبّت و شفقت اور رأفت و رحمت کی ایک جھلک جو حضور کو اپنے زیرِ تربیّت صحابہؓ سے تھی اور جن کے لئے آپ رات دن دُعائیں کرتے رہتے تھے۔ بدر کے میدان میں ہمیں نظر آتی ہے جہاں صحابہ کی ایک قلیل تعداد بے سروسامانی کی حالت میں کفّار کے ایک بڑے اور پورے طور پر مسلح لشکر کے بالمقابل تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے خیمے میں جاکر اپنے ربّ کے حضور گڑگڑاتے ہیں اور کہتے ہیں :۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ فَلَنْ تُعْبَدَ فِي الْاَرْضِ ۔

اے اللہ اگر تیرے عشّاق کی یہ چھوٹی سی جماعت مٹ گئی تو پھر تیری معبود و محبوب و مطلوب ہونے کی حیثیّت بھی دُنیا سے یکسر ناپید ہوجائے گی۔

آیئے ہم بھی اُس بے پایاں محبّت کے تقاضے پورے کریں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے صحابہؓ سے تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے اُس خصوصی حلقۂ تربیّت میں شامل ہوجائیں۔ جس نے وہ مخلص محبّین کا گروہ پیدا کیا جن کی جان نثاری اور فنا فی الرسول کا مقام ہمارے لئے اور باقی امّت کے لئے مشعلِ راہ ہے اور یہ کام ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے محبّت کے بحرِ بیکراں سے فیضیاب ہونے والا حضور کا ایک عظیم محبّ فنا فی الرسول کے مرتبۂ عالی پر فائز ہوکر ظاہر ہوُا۔ وہ اور اس کے جانشین آج بھی اُسی محبّت کو اپنی جماعت اور باقی تمام مخلوقِ خدا میں بانٹ رہے ہیں۔ اس فانی فی الرسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے کیا ہی خوب فرمایا :۔

این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم ۔ یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است

ہمارے موجودہ امام نصرہ اللہ تعالیٰ نصرًا مؤزرًا نے اپنے حالیہ عظیم دورے میں تقریبًا ہر محفل میں "محبت کا سفیر" کا لقب اپنے لئے پسند فرمایا اور پریس نے بھی حضور کے نام کے ساتھ بار بار اسی لقب کو دوہرایا۔ یہ بھی اسی آفتابِ محبّت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ایک شعاع تھی جو ہمارے موجودہ امام نصرہ اللہ نصرًا عزیزًا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ایک فرزندِ جلیل اور ایک فانی فی الرسول ہستی کے واسطہ سے ملی۔

یہ تو تھا محبّت کا طریق تربیّت جو حضور نے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ کے تقاضے کے مطابق صحابہؓ کے روحانی باپ ہونے کی حیثیت سے اپنایا۔ یہ ایک خاموش اور بے آواز لیکن معجزنما طریق تھا جس نے صحابہؓ کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔

علاوہ مذکورہ بالا طریق کے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم گاہے گاہے صحابہؓ کو اپنی انمول نصائح سے بھی نوازتے۔ لیکن ان نصائح کو بھی حضور ہمیشہ موقع و محل ۔ سائل کے خصوصی حالات اور خود صحابہؓ کی نفسیات کو مدّنظر رکھ کر بیان فرماتے۔ صحیح بخاری کتاب العلم میں ایک مشہور حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

عَنْ ابن مسعودٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلّم يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّأْمَةِ عَلَيْنَا۔

یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیں وقفہ وقفہ سے مختلف دِنوں میں وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے، کیونکہ حضور روزانہ اور متواتر وعظ و نصیحت سے ہمارے اکتا جانے کو بہت ہی ناپسند فرماتے۔

تربیّت و تعلیم کے جدید ترین نفسیاتی طریقے بھی ابھی تک اس حکیمانہ طریق سے بہتر کوئی طریق پیش نہیں کر سکے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے آج سے چودہ سو سال قبل ہی ایک نشریاتی تربیتی و تعلیمی نظام کا اجراء فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَىٰ مِنْ سَامِعٍ ۔ چاہیئے کہ مجلس میں حاضر ہو کر سننے والا شخص یہ بات مجلس سے غیر حاضر شخص کو پہنچا دے۔ کیونکہ بسا اوقات وہ شخص جس کو بات پہنچائی گئی ہو وہ خود سننے والے شخص سے زیادہ اُس بات کو سمجھنے والا ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہر سائل کو اُس کے حالات کے مطابق جواب دیتے۔ اکثر سائل یہی سوال کرتے کہ یا رسول اللہؐ مجھے بتائیے کہ کونسا عمل کروں جس سے جنّت کا مستحق ٹھہروں۔ تو حضور کسی سائل کو فرماتے اپنی ماں کی خدمت کر۔ کسی کو فرماتے نماز بروقت ادا کرنا۔ بہترین عمل ہے۔ کسی کو فرماتے اپنے پڑوسی کا حق ادا کر۔ بخاری کتاب الادب میں ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے جہاد میں شمولیّت کی اجازت طلب کی تو آپ نے اسے بھی فرمایا۔ کیا تیرے والدین زندہ ہیں۔ اُس نے کہا ہاں تو حضور نے فرمایا۔ اُن کی خدمت کے جہاد میں لگ جا۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی تربیت اس حکیمانہ طریق سے بھی فرماتے کہ سائل کے جس پہلو سے کوئی عملی کمزوری قابل اصلاح ہوتی تو حضور اُسے اُس کی طرف متوجہ فرمادیتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی کم ناراض ہوتے۔ اگر کبھی ناراض ہوتے بھی تو زبان سے ناراضگی کا اظہار بہت ہی کم فرماتے۔ صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا اندازہ عموماً حضور کے چہرے سے کرتے تھے۔ جب حضور کا چہرہ اچانک سُرخ ہوجاتا تو صحابہؓ سمجھ جاتے کہ حضور ناراض ہیں۔

یہ بھی تربیت کا ایک بہترین رنگ تھا۔ کیونکہ اکثر تربیت کرنے والوں کی زبان غصّے کے وقت بے قابو ہوجایا کرتی ہے۔

تربیّتِ اولاد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا تیسرا حلقہ تربیتِ اولاد سے متعلق ہے۔ اس بارے میں حضور کا طریقِ تربیت وہی ہے جسے قرآنِ حکیم نے بیان کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ۔

اس آیت میں ظاہری قتلِ اولاد کا ذکر نہیں کیونکہ یہ تو مجنون اشخاص سے بھی شاذ و نادر طور پر ہی سرزد ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں اُن کی تربیت وتعلیم میں عمداً کوتاہی کو قتلِ اولاد قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر والدین اپنے بچّوں کی مناسب تربیت جسمانی، اخلاقی اور تعلیمی لحاظ سے نہیں کرتے اور بخل سے کام لیتے ہیں تو گویا وہ اُن کے مستقبل کو تباہ کرکے انہیں حقیقی زندگی سے محروم کر دیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچّوں کی تربیت سے متعلق بہت سے ارشادات فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند ارشادات بطور نمونہ درج ذیل ہیں:۔

- اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ وَ اَحْسِنُوْا آدَابَهُمْ فَاِنَّ اَوْلَادَكُمْ هَدِيَّةُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ۔

  اپنی اولاد کا اکرام کرو اور اُن کی بہترین اخلاقی تربیت کرو کیونکہ اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قیمتی تحفہ ہے جو تمہیں ملا ہے۔

- آپ نے فرمایا:۔ مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچّوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ بخاری کتاب الادب میں ہے کہ اقرع بن حابس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضور اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے ہیں تو اقرع نے حضور سے عرض کیا کہ میرے دس بچے ہیں۔ مَیں نے کبھی بھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔

- پھر حضور نے فرمایا:۔ اَلْوَلَدُ مِنْ رَيْحَانِ الْجَنَّةِ
- پھر فرمایا:۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَقَتَّرَ عَلٰى عِيَالِهٖ ۔ یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت دی ہو اور پھر وہ اولاد پر خرچ کرنے میں بخل اور تنگی روا رکھے وہ ہم میں سے نہیں۔
- آپ نے فرمایا نیک اولاد انسان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔ جس کے ہاں بیٹیاں ہوں اور وہ اُن کی اچھی تربیّت کرے تو وہ جنّت کا حق دار ہے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلّم بچّوں کا دِل بہلانے کے لئے ان سے گھل مل جاتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ہمارے ساتھ گھل مل جاتے تھے۔ حتّٰی کہ آپ میرے ایک چھوٹے بھائی کو پیار سے کہتے :۔ "يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ" کہ اے ابوعمیر تمہارے بُلبُل کا کیا حال ہے۔

پس خلاصہ کلام یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا طریقِ تربیّت وہ شاہراہِ محبّت ہے جس کا مصدر و منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی محبّت کی بے پناہ کشش حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے قلبِ صافی پر نازل فرمائی۔ محبّتِ الٰہی کے اس جلوے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کچھ اس طرح سرشار ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنی محبّت کا بلند ترین مرتبہ عطا فرمایا۔ پھر اسی آسمانی محبّت نے وہ کرشمے دکھائے کہ وحشی درندے انسان بن گئے اور پھر انسان سے با اخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بن کر فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہو گئے۔ آیئے ہم بھی اُس تربیّت گاہِ محبّت میں داخل ہو جائیں۔ اَب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثتِ ثانیہ کا ہی دَور ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اُسی محبّتِ الٰہی میں سرمست ہو کر وہی جاں نثاری اور فدائیت کا نمونہ دکھائیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہؓ نے دکھایا تھا۔ اور اَب اپنے امام ہمام اور محبّت کے سفیر کی ہر تحریک پر لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار آگے بڑھیں اور توحیدِ خالص کو دُنیا کے کونے کونے میں قائم کر کے دُنیا کی تمام اقوام کو سیّدنا و مولانا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جھنڈے تلے جمع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔
وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

آنکہ در جُود و سخا ابرِ بہار ۞ آنکہ در فیض و عطا یک خاورے
[illegible] ورحمِ حق را آیتے ۞ آں کریم و جودِ حق را مظہرے

(براہین احمدیہ)

عاجزی وانکساری

(یہ مقالہ مکرم محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ نے سالانہ اجتماع انصاراللہ پر پڑھا)

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔

ترجمہ "اور رحمٰن کے بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ اُن سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم تو تمہارے لئے سلامتی کی دُعا کرتے ہیں۔

"عاجزی" کے معنیٰ ہیں گڑگڑانا۔ انکساری اختیار کرنا۔ "فروتنی" کے معنے غریبی۔ عاجزی۔ مسکینی اور تواضع کے ہیں۔

جب حضرت اقدس مرزا غلام احمد اللہ تعالیٰ کی آپ پر بے شمار رحمتیں ہوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کی اجازت ملی تو حضور نے ایک اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو شائع فرمایا جس میں تحریر فرمایا:-

"وہ تمام لوگ جو حق کے طالب ہیں۔ وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبتِ مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں اُن کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کرونگا اور خدا تعالیٰ میری دُعا اور میری توجہ میں اُن کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے کے لئے بہ دل وجان تیار ہوں گے۔" (یکم دسمبر ۱۸۸۸ء سبز اشتہار صفحہ ۲۴)۔

حضرت اقدس نے بیعت کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے فرمایا:-

"وہی حقیقت بیعت کی!! سو وہ یہ ہے کہ بیعت کا لفظ بیع سے مشتق ہے۔ اور بیع اُس باہمی رضامندی کے معاملہ کو کہتے ہیں جس میں ایک چیز دوسری چیز کے عوض میں دی جاتی ہے۔ سو بیعت سے غرض یہ ہے کہ بیعت کرنے والا اپنے نفس کو مع اس کے تمام لوازم کے ایک راہبر کے ہاتھ میں اس غرض سے بیچے کہ تا اس کے عوض میں وہ معارفِ حقہ اور برکاتِ کاملہ حاصل کرے جو موجبِ معرفت اور نجات اور رضامندئ باری تعالیٰ ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں۔ کیونکہ ایسی توبہ تو انسان بطور خود بھی کرسکتا ہے۔ بلکہ وہ معارف و برکات اور نشان مقصود ہیں جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم اور معارف اور برکات اُس کے عوض میں لیوے

جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے اور خدا تعالےٰ سے صاف تعلق پیدا ہو اور اس طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلصی نصیب ہو اور دنیوی نابینائی سے شفا پاکر آخرت کی نابینائی سے بھی امن حاصل ہو۔" (ضرورت الامام صٓ۲۷)

چنانچہ مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو حضور نے دس شرائط بیعت پر مشتمل ایک اشتہار شائع فرمایا۔ ان شرائط بیعت میں ساتویں شرط یہ ہے :-

"ہفتم یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔"

پھر مورخہ ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء کو حضور نے ارشاد فرمایا :-

"اگر کوئی عمداً ان شرائط کی خلاف ورزی کرے جو اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں مندرج ہیں اور اپنی بے باکانہ حرکت سے باز نہ آوے تو وہ اس سلسلہ سے خارج شمار کیا جائے گا۔" (ازالہ اوہام صٓ۴۶)

نیز افرادِ جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے فرمایا :-

"وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔" (ازالہ اوہام صٓ۴۶)

پھر فرمایا :-

"سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابلہ میں تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے .... سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیز گاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہو گی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء ہر ایک نُور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے .... اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم

کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا...... عزیزو اس دُنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دُنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نُور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریّت کے پہنچاتا ہے سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون وچرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جبکہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے"۔ (ازالہ اوہام ص ۴۴۶/۴۵۰)

پھر فرمایا:۔ (یہ عبارت عباد الرحمن الذین یمشون علی الارضِ ھونًا کی تفسیر ہے)

"اور چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہوکر زمین پر چلو اور یاد رکھو ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو۔ اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔ اور جذباتِ نفس کو دبائے رکھو اور کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو۔ ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسے کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنادے کہ تم دُنیا کیلئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ رہ نہیں سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا۔ کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا سو تم ہوشیار ہوجاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص۴۵)

کشتی نوح میں فرمایا:۔ "کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو"

حضور "نسیم دعوت" میں فرماتے ہیں:۔

"مَیں کہتا ہوں کہ اگر تم ان گالیوں اور بدزبانیوں پر صبر نہ کرو تو پھر تم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہوگا..... سو خبردار رہو۔ نفسانیت تم پر غالب نہ آئے۔ ہر ایک سختی کو برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جائے...... اگر تم رُوح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بھید

تمہارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے اور آسمان پر تم دنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے اور تمہاری عمریں بڑھائی جائیں گی۔"

(نسیم دعوت صـــ۴۳)

آپ نے ان شرائطِ بیعت میں سے ربانی شرطِ ہفتم کے متعلق نثر کے علاوہ نظم میں بھی بہت دل کش اور دل نشین انداز میں معرفت سے بھرپور اشعار رقم فرمائے ہیں۔ مثلاً براہین احمدیہ حصّہ پنجم میں فرمایا:- ؎

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا ٭ ترکِ رضائے خویش پئے مرضئِ خدا
جو مَر گئے اُنہی کے نصیبوں میں ہے حیات ٭ اس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز مَمات
شوخی و کبر دیوِ لعین کا شعار ہے ٭ آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے
اے کرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو ٭ زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں ٭ شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے ٭ ہو جاؤ خاک مرضئِ مولیٰ اسی میں ہے
تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے ٭ عفت جو شرطِ دین ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

نیز فرمایا:- ملتا ہے وہ اسی کو جو وہ خاک میں ملا ٭ ظاہر کی قیل و قال بھلا کس حساب میں
پھر فرمایا:- وہی اس کے مقرّب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں ٭ نہیں راہ اس کی عالی بارگاہ تک خود پسندوں کو

گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہوں ان لوگوں کو ٭ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
ہم کو نہیں سکھاتا وہ پاک بدزبانی ٭ تقویٰ کی جڑ یہی ہے صدق و صفا یہی ہے
پسند آتی ہے اس کو خاکساری ٭ تذلّل ہے رہِ درگاہِ باری
عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ ٭ کہ اپنے نفس کو چھوڑے ہے راہ
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے ٭ مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے
جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا ٭ اے آزمانے والے! یہ نسخہ بھی آزما
جس نے نفسِ دُوں کو ہمّت کر کے زیرِ پا کیا ٭ چیز کیا ہیں اس کے آگے رُستم و اسفندیار
گالیاں سُن کر دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو ٭ کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو ٭ شدّتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

خاکساری کو ہماری دیکھ لے دانائے راز ٭ کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب بے قرار

ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ

ماہنامہ "انصار اللہ" سے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ :۔

"یہ رسالہ خدا کے فضل سے بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا جاتا اور ترتیب دیا جاتا ہے اور اس کے اکثر مضامین بہت دلچسپ اور دماغ میں جلاء پیدا کرنے اور رُوح کو روشنی عطاء کرنے میں بڑا اثر رکھتے ہیں۔ پس انصار اللہ کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو ہر جہت سے ترقی دینے کی کوشش کریں۔ اس کی اشاعت کا حلقہ وسیع کریں اور اس کے لئے مختلف علمی موضوع پر اچھے اچھے مضامین لکھ کر بھجوائیں تا اس کی افادیت میں ترقی ہو اور جماعت میں اس کے متعلق دلچسپی بڑھتی چلی جائے۔"

(ماہنامہ انصار اللہ نومبر ۱۹۶۳ء)

جن دوستوں نے ابھی تک اس مفید رسالہ کی خریداری قبول نہیں فرمائی اُن سے درخواست ہے کہ وہ جلد اس رسالہ کو اپنے نام جاری کروائیں۔ اور اپنے بچوں کو بھی اس کا مطالعہ کروائیں۔ سالانہ چندہ صرف -/۱۵ روپے مقرر ہے۔

جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے نورِ علم سے نوازا ہے وہ مضامین لکھ کر ماہنامہ میں شائع ہونے کے لئے بھجوائیں۔

خاکسار ۔ محمد ابراہیم

مینیجر ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ

"رسید مژدہ کہ ایّامِ نو بہار آمد"[1]

محمدؐ ابراہیم صاحب شادؔ

خزاں گزشت دریں گلستان ہزار آمد　　"رسید مژدہ کہ ایّامِ نو بہار آمد"
ہمہ صعوبتِ فرقت تمام خواہد شُد　　زہے نصیب کہ بر بام آں نگار آمد
خدا ز نورِ ہدایت جہاں منوّر کرد　　برفت ظلمتِ شب مہرِ تابدار آمد
ظہورِ مہدیٔ آخر زماں بشُد ہر سُو　　نشانِ شمس و قمر ہم بروئے کار آمد
ز بہرِ عظمتِ دینِ قویم ظاہر شُد　　امامِ وقت بتائیدِ کردگار آمد
شکست لشکرِ باطل ازاں مقدر بُود　　غلامِ احمدِ موعود کامگار آمد
دریں زماں کہ بسے پُر فساد و پُر فتنہ　　بہ بندگانِ خدا از خدا حصار آمد
فروغِ دینِ محمدؐ بسعیِ او باشد　　کہ او بخدمتِ ایں کار ذمّہ دار آمد
ندیم! اگو ہرِ مقصود شُد مرا حاصل　　ببیں کہ نورِ خداوند آشکار آمد

بصد خلوص کنم شادؔ مال و جاں حاضر
حضورِ حضرتِ اقدس کہ تاجدار آمد

---

[1] الہامی مصرعہ حضرت اقدس۔ درثمین فارسی۔

سیرتِ صحابہ ـــــ صبر و استقامت

(غلام باری سیف)

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

(حٰمٓ سجدہ آیت ۳۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ پھر انہوں نے اس پر استقامت دکھائی اُن پر فرشتے اتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ آزمائشوں میں استقامت اختیار کرنے والو! ڈرو نہیں اور آئندہ کا بھی غم نہ کرو تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہیں جنّت یعنی خدا کی رضا نصیب ہوگی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کے آغاز میں پہلے ہی باب میں یہ حدیث لائے ہیں کہ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فداہ ابی وامّی پر پہلی وحی نازل ہوئی آپ گھر تشریف لائے۔ اپنی رفیقۂ حیات حضرت خدیجہؓ سے یہ سارا ماجرا سُنایا۔ مستقبل کی ذمّہ داریوں اور اس پیغام کی عظمت سے حضرت خدیجہ حضور کی گھبراہٹ دیکھی تو کہا۔ بخدا۔ خدا آپ کی مدد کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کے بوجھ برداشت کرتے ہیں۔ ذمّہ داریوں کو ادا کرتے ہیں۔ ناپید اخلاق کا ظہور آپؐ سے ہوتا ہے۔ جہان نواز آپ ہیں۔ مصیبت زدوں کی غمخواری آپ کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر خدیجہ اپنے بوڑھے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو عیسائی تھا اور عبرانی میں انجیل کی کتابت کیا کرتا تھا۔ لیکن اب اس کی نظر جاتی رہی تھی۔ اُسے کہا بھائی آ کر سُن تیرا بھتیجا کیا کہتا ہے۔ ورقہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے وحی کے نزول اور جبرائیل کی آمد کا سارا واقعہ سُنا تو کہا یہ تو وہی پیغام ہے جو خدا کے بندے موسیٰ پر نازل ہُوا تھا۔ پھر کہا۔ یالیتنی اکون جذعًا اذ یخرجک قومک اے کاش میں اس دن جوان ہوتا جب تیری قوم تجھے وطن سے بے وطن کرے گی۔ اس پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اَوَ مُخْرِجِیَّ ھم کیا وہ مجھے میرے گھر بار سے نکال دیں گے۔ تب تجربہ کار عمر رسیدہ بوڑھے ورقہ نے کہا (بخاری نے ان کے متعلق یہ لفظ استعمال کیا ہے وکان شیخًا کبیرًا)۔ نَعَمْ لَمْ یأتِ رجلٌ قطّ بمثل ما جئت بہٖ اِلَّا عودی وان یدرکنی یومک انصرک نصرًا مؤزرًا۔ ہاں ہاں جو پیغام تو لایا جو شخص بھی یہ آسمانی پیغام لایا اس سے عداوت ہی کی گئی۔ ایک دوسری روایت میں "اُوْذِیَ" کے بھی الفاظ ہیں کہ اُسے اذیّت ہی پہنچائی گئی۔ ورقہ نے گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اگر مَیں اُس دن تک زندہ رہا تو اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم میں تیری بھرپور مدد کروں گا۔ راوی کہتا ہے لیکن ورقہ جلد چل بسے (ثُمَّ لَمْ یَنْشَبْ وَرَقَہ اَنْ تُوُفِّیَ)۔

بہ صحیح بات کہی تھی ورقہ نے۔ خدا کی طرف سے آنے والوں کے راستہ میں پھول نہیں کانٹے بچھائے گئے۔ اس کے اہلِ وطن نے خدا کی رحمت سے دامن بھرنے کی بجائے اپنی جھولیوں میں پتھر بھر کر اُن پر برسائے۔ (اہلِ مکّہ نے خدا کے برگزیدہ پیغمبر ہمارے ماں باپ اُن پر قربان، کو کیا کیا تکالیف نہیں دیں۔ وہ خدا کا عابد بندہ خانہ کعبہ کے سایہ میں جبینِ نیاز زمین پر دھرے اپنے پروردگار سے محو نیاز ہے۔ وہ اُن کی ہدایت کے لئے ملتجی ہے۔ لیکن وہ بدبخت تمسخر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں دیکھو یہ ریا کار کتنی لمبی لمبی نمازیں پڑھتا ہے۔ ایک بدبخت ترین عقبہ بن ابی معیط ایک گھر سے اونٹنی کی بچہ دانی لاتا ہے۔ گند سے بھری ہوئی یہ بچّہ دانی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی کمر پر رکھ دیتا ہے)۔

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں ایک باب باندھا ہے باب مالقی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم واصحابہ من المشرکین بمکۃ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے صحابہ کو مکّہ میں مشرکین سے کیا کیا تکالیف پہنچیں اور اسی موقعہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے قریش کے سرداروں ابوجہل۔ عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ امیہ بن خلف۔ ابیّ بن خلف کے لئے بد دُعا کی تھی۔ راوی حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے بدر کے میدان میں ان کی لاشوں کو گڑھے میں ڈالتے دیکھا۔ امیہ اور ابیّ کی تو انتڑیاں بھی باہر نکلی ہوئی تھیں۔ اے کاش یہ آمنہ کے لال کو تنگ نہ کرتے۔ یہ شوخی میں حد سے نہ بڑھتے۔ اے کاش دیدہ عبرت اس سے سبق حاصل کرتی۔ لیکن مجھے اس وقت صحابہ کے صبر و استقامت کو ہی بیان کرنا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ نے اس باب میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مندرجہ بالا واقعہ کے بعد خباب بن اُرتّ کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ ابتدائی سات اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ یہ بے چارہ مکّہ میں آہن گری یعنی لوہار کا کام کرتا تھا۔ مسلمان ہوگیا۔ توجنہوں نے اس سے کام کروایا تھا۔ انہوں نے اسے معاوضہ دینے سے انکار کر دیا اور کہتے تم کہتے ہو اگلے جہان میں سب حساب کتاب ہوگا۔ وہاں جا کر ہم سے لے لینا۔ (ابن ہشام جز اوّل صـ ۲۳۹)

اسی پر بس نہیں مکّہ کے ظالم اُن کی بھٹی سے کوئلے نکالتے اور انہیں پکڑ کر پشت کے بل ان پر لٹا دیتے۔ کوئلوں کی تپش کو جسم کی چربی ٹھنڈا کر دیتی۔ ایک بار نہیں بار بار کے اِس قسم سے ان کی پشت کا چمڑا جل کر سیاہ اور موٹا ہوگیا تھا۔ ایک بار سیدنا عمرؓ نے ان سے ان مظالم کی تفصیل سُنی تو انہوں نے کمر سے کُرتہ اٹھایا اور کہا۔

امیرالمؤمنین۔ اُنظر الی ظھری یہ میری پشت ملاحظہ کیجئے۔ حضرت عمر نے خباب کی پشت دیکھی تو کہتے ہیں۔ مارأیت کالیوم ظَھرَ رجل میں نے کسی شخص کی ایسی پشت نہ دیکھی تھی۔ حضرت خباب نے کہا لَقَدْ اُوْقِدَتْ نَارٌ وَسُحِبْتُ علیھا فما اطفاھا الّا وَدَکُ ظھری (اسد الغابہ جلد ۲ صـ ۹۸ تا ۱۰۱)

امیرالمؤمنین! آگ جلائی جاتی اور مجھے گھسیٹ کر اس پر کیا جاتا۔ اور آگ پانی سے نہیں۔ کسی کے مٹی ڈالنے سے نہیں میری پشت کی چربی سے بجھتی۔

ایک دن یہی خباب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خدا کا برگزیدہ رسول۔ آمنہ کا لال۔ خانہ کعبہ کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ عرض کیا اے رسول خدا الا تدعوا اللہ ایک دوسری روایت میں الا تستنصر لنا کے الفاظ بھی آئے ہیں یعنی آپ خدا سے دُعا کیوں نہیں کرتے کہ آپ ہمارے لئے خدا سے مدد کیوں نہیں مانگتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ زبان فیض ترجمان سے صادر ہوا۔

لقد کانَ من قبلکم لیمشط بمشاط الحدید ما دون عظامہ من لحم او عصب ما یصرفہ ذلک عن دینہ ویوضع المنشار علی مفرق رأسہ فیشق باثنین ما یصرفہ ذلک عن دینہ ولیتمنّ اللہ ھذا الامر حتّی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت ما یخاف الّا اللہ۔

(بخاری باب مالقی النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم واصحابہ من المشرکین بمکۃ)

خباب! تم سے پہلے خدا کا نام لینے والوں کے گوشت اور پوست لوہے کی کنگھیوں سے اُن کے جسموں سے نوچے گئے۔ سروں پر آرے رکھ کر چیر کر دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ لیکن تب بھی مظالم انہیں دین سے پھیر نہ سکے۔ پھر فرمایا۔ خبّاب! یہ مظالم خدا کی تقدیر کو روک نہیں سکیں گے۔ اللہ اس مشن کی تکمیل کرے گا اور آج ماریں کھانے والو ایک دن آئے گا۔ ایک مسافر صنعا سے حضرموت تک سفر کرے گا۔ اور سوائے خدا کے اور کسی کا خوف نہ ہوگا۔ مراد یہ کہ ان ماریں کھانے والوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مستحکم اور پُرامن حکومت قائم کریگا۔

اور خدا کے برگزیدہ رسول کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہوئی تتنزل علیھم الملا ئکۃ الّا تخافو ولا تحزنوا وابشروا بالجنّۃ الّتی کنتم توعدون عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص راوی ہیں کہ ہمیں درختوں کے پتے بھی کھانے پڑے۔ اور بکریوں کی طرح مینگنیں کرتے تھے۔ لیکن آج ہم دیار و امصار کے والی ہیں۔ سعید فاتح عراق ہوئے مدینہ میں قبریں کھودنے والے ابوعبیدہ بن جرّاح شام کے گورنر ہوئے۔ مکّہ میں ایک اور گھرانہ آل یاسر کا تھا۔ یہ ان کے بیٹے عمّار۔ عمّار کی والدہ سمیّہ کو جب ظالم پیٹتے۔ خدا کے رسول کا ادھر سے گذر ہوتا تو صاحب معراج ولولاک فرماتے صبرًا یاآل یاسر موعدکم الجنّۃ اے یاسر کے خاندان والو صبر کرو۔ میں تم سے جنّت کا وعدہ کرتا ہوں۔ سمیّہ عمّار کی والدہ ابوجہل کے نیزہ سے ابدی نیند سو کر جنّت میں پہنچ گئیں اور یاسر تے چورانوے سال عمر پائی اپنی زندگی میں بیٹے کو کوفے کا گورنر دیکھ لیا۔ اور امیّہ کا تختہ مشق بننے والا بلال۔ مکّہ کی گلیوں میں گھسیٹے جانے والے بلال کے جھنڈے کے نیچے فتح مکّہ کے دن قریش کو پناہ ملی۔ اور امیّہ بدر کے دن اسی بلال کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ بدر کے دن جب بلال کو امیّہ نظر آیا تو بلال نے تلوار سونت کر نعرہ مارا لا نجوتُ ان نجا امیّہ۔ اگر امیّہ آج بچ کر نکل جائے تو بلال کی کوئی زندگی نہیں۔ اور پھر تلوار کا ایسا وار کیا کہ امیّہ کی ٹانگ یوں ہوا میں اُڑی جیسے کھجور کی گٹھلی

کسی بڑی ضرب سے اڑجائے۔ صبر و استقامت کا ذکر ہو تو بلال کا ذکر نہ ہو یہ ممکن ہی نہیں۔ حبشی نژاد غلام۔ گھنگھریالے بالوں والا۔ جو اشہد نہیں اسھد ان لا الٰہ الاّ اللّٰہ کہا کرتا۔ جس کی اذان پر در و دیوار جھوم جاتے۔ مکّہ میں اس کا مالک ہی نہیں۔ اس بے کس۔ بے یار و مدد گار پر سبھی ظلم و ستم روا رکھتے۔ جب ظالم اسے پیٹتے اور کہتے کہو لات وعزّیٰ کی خدائی کا اقرار تو بلال کہتا۔ آہا کتنا پیارا یہ جواب تھا "میری زبان سے یہ ادا نہیں ہوسکتا" کبھی گائے کے تازہ چمڑے میں لپیٹ کر اسے دھوپ میں ڈال دیتے۔ کبھی دوپہر کو عرب کی گرم ریت پر لٹا کر سینہ پر پتھر رکھ دیتے اور کہتے کہو خدا ایک نہیں۔ کوڑے پر کوڑا پڑتا۔ اور کہتے کہو خدا کا انکار تو کوڑے کی تڑاخ کی آواز کے ساتھ ہی بلالؓ کی صد بلند ہوتی اور وہ بھی اَحَدٌ اَحَدٌ۔ خدا ایک ہے۔ خدا ایک ہے۔

حضرت زبیرؓ کو ان کا چچا صف میں لپیٹ کر اُس میں دھواں دیتا کہ اسلام سے باز آجاؤ۔ لیکن زبیر یہ سختیاں سہتے رہے۔ صبر و استقامت سے اپنی منزل پر بڑھتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے صادق و مصدوق سے "میرا حواری" کا خطاب پایا۔

مسجد نبوی میں فاقوں سے نڈھال ہونے والا ابوہریرۃ۔ جس کی گردن پر لوگ آسیب زدہ سمجھ کر پاؤں رکھتے تھے۔ بحرین کا گورنر بنا۔ (بخاری کتاب الاعتصام والسنّۃ باب ما ذکر النبیؐ وحض علی الاتفاق اہل العلم وما اجمع علیہ الحرمین مکہ و المدینہ)۔ حرم کے اندر داڑھی اور سر کے بال نچوانے والے بیس ہزار درہم راہ خدا میں خرچ کرنے والے میرے آقا ابوبکر۔ سیدنا ابوبکر امیر المومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ بنے۔ اپنے اسلام لانے پر جری عمر نے بھی خانہ کعبہ کے ماحول میں مار بھی کھائی اور مارنے والوں کو مارا بھی۔ وہ خلیفہ ثانی ہوئے۔ ان صحابہ میں سے دسؓ کو تو اس دُنیا میں اُس نے جنّت کی خوشخبری دی جس کے بارہ میں خدا نے فرمایا ما ینطق عن الھویٰ ان ھو اِلاّ وحیٌ یوحیٰ

گفتہ او گفتہ اللہ بود ٭ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور باقی کئی صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مختلف القاب پائے۔ رضی اللہ عنہم و رضوعنہ کی دُعائیں چودہ سو سال سے اُمّت اُن کے لئے کرتی ہے۔ راہ حق میں فدا ہونے والے حسن حسین نے سید اشباب اھل الجنۃ۔ اہل جنّت کے سرداروں کا خطاب پایا۔

اور ان مظالم سے صحابہ گھبراتے نہیں تھے۔ اُن کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ ہوتی تھی وہ تو ان مظالم وستم کو خوش آمدید کہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے اسلام لانے پر پوچھا کِس کو اپنے اسلام کا بتاؤں کہ بات کوٹھوں چڑھ جائے۔ اور پھر خانہ کعبہ میں آگئے کہ آؤ! عمر اس عشق کو چھپا نہیں سکتا۔ ابوذر غفاری اسلام لائے تو اجازت چاہی کہ ابھی اسلام کو مخفی رکھ سکوں۔ لیکن اگلے ہی دن خانہ کعبہ میں برملا اسلام کا اظہار کیا اور خوب پیٹے گئے۔ عثمان بن مظعون کو دشمنوں نے ایسا تھپڑ رسید کیا کہ آنکھ نیلی ہوگئی۔ سیدنا ابوبکرؓ نے ابن الدغنہؓ کی پناہ اس کے مُنہ پر دے ماری کہ میرے بھائی

راہِ حق میں زدوکوب کی لذّت اٹھا رہے ہیں اور مَیں اس سے کیوں محروم رہوں۔ امام ترمذی ابواب الزہد میں ایک حدیث لائے ہیں :-

اِنَّ عِظَمَ الجزاء مَعَ عِظَمِ البَلَاءِ و انّ اللّٰہ اذا احبّ قومًا ابتلاھم فمن رَضِیَ اللّٰہ فَلَہُ الرضاء۔ وَمَنْ سَخَطَ فَلَہُ السَّخَطُ۔

(ترمذی ابواب الزہد باب من الجزا علی البلاء)۔

کہ عظیم جزا عظیم ابتلاء پر موقوف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبّت کرتا ہے۔ تو انہیں آزمائشوں میں ڈالتا ہے اور جب وہ خدا کی رضا پر راضی ہوتا ہے تو اسے خدا کی رضا نصیب ہوتی ہے اور جو آزمائش سے منہ بسورتا ہے خدا بھی اُس سے ناراض ہوتا ہے۔ کیا خوب کہا کسی نے ؎

رہرو راہِ محبّت رہ نہ جانا راہ میں　٭　لذّتِ صحرا نوردی دورئ منزل میں ہے

شوال ۵ سنہ ہجری میں تمام قبائل عرب مل کر ایک ٹڈی دل لشکر لے کے بڑھے اور مدینہ کا انہوں نے محاصرہ کر لیا۔ اسے تاریخ میں جنگ احزاب یا جنگ خندق بھی کہتے ہیں۔ کفّار کے لشکر کی تعداد باختلاف روایت دس ہزار سے چوبیس ہزار تک بیان کی جاتی ہے۔ مدینہ کے دفاع کے لئے اس کی ایک طرف خندق کھودنے کا مشورہ ہُوا۔ انصار اور مہاجرین کی مختلف ٹولیاں بنا کر ہر ایک کے لئے جگہ مقرر کر دی۔ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم بھی اس وقار عمل میں شامل تھے۔ بخاری میں آتا ہے فلم یکن لھم عبیدٌ یعملون ذٰلک لھم فلمّا رأی مابھم من النصب والجوع۔ (بخاری باب غزوۂ خندق) کہ ان کے پاس غلام تو نہ تھے کہ اُن سے یہ کام کروا لیتے۔ وہ خود اپنے ہاتھوں سے یہ کام کرتے۔ بردیوں کے دن۔ کبھی کبھی ان رضا کاروں کو ایک مٹھی جَو اور کچھ چربی مل جاتی۔ چربی بھی بدبودار اور اس پر مستزاد جو دھیَ بشعۃ فی الحلق جو گلے سے نیچے نہ اُترے۔ بھوک کے آثار اُن کے چہروں سے ظاہر تھے۔ جُوں جُوں بھوک چمکتی وہ اپنے آقا کے ہمنوا ہو کر یہ شعر گاتے۔ ؎

اللّٰھمّ انّ العیش عیش الاٰخرۃ　٭　فاغفر للانصار والمھاجرۃ

(بخاری باب غزوۃ خندق)

اے پروردگار یہ زندگی تو جیسے بھی ہو گذر جائے گی۔ اصل زندگی تو آخرت کی ہے۔ ہم تجھ سے ملتجی ہیں کہ تیری مغفرت نصیب ہو۔ انصار کو بھی مہاجرین کو بھی۔

اور اس کے جواب میں دوسری طرف سے جواب ملتا۔ ؎

نحن الّذین بایعوا محمّدًا　٭　علی الجھاد ما بقینا ابدًا

یہ تو چند روز کی بات ہے ہم نے تو محمّد صلے اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنی زندگی کے آخری

سانس تک اسلام کی راہ میں جدوجہد کرنے کا عہد کیا ہے ۔ (بخاری باب غزوۃ الخندق)

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اس موقعہ پر جابر رضی اللہ عنہ نے حضور کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر اپنی بیوی سے جا کر کہا تھا کھانا تیار کرو۔ میں حضورؐ کو لے کر آتا ہوں۔ میں نے آپ کے چہرہ مبارک سے بھوک کے آثار دیکھے ہیں ۔

ایک موقعہ پر حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کی قیادت میں ایک لشکر حضور نے بھجوایا۔ ان غازیوں کا راشن ختم ہو گیا۔ تو ایک ایک کھجور روز ان کو ملتی۔ کسی نے پوچھا ایک کھجور سے تمہارا کیا بنتا تھا جواب ملا اس کی قدر اس وقت معلوم ہوئی جب صرف گٹھلی چوس چوس کر پانی سے پیٹ بھر لیتے تھے۔ لیکن خدا نے اِس موقعہ پر ان غازیوں کو یہ انعام دیا کہ سمندر کے کنارے ایک بہت بڑی مچھلی سمندر سے باہر پڑی ہوئی انہیں ملی۔ تین سو کے لشکر نے اس کا گوشت اٹھارہ دن کھایا اور اس کی چربی کی مالش کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں حتیٰ کہ ثابت اجسام تھا کہ ہماری وہ ساری بھوک کی کسریں جسموں سے نکل گئیں۔ اس مچھلی کی پسلی کی دو ہڈیاں ملا کر دروازہ کی مانند کھڑی کی گئیں تو اونٹ سوار اُس کے نیچے سے گذر گیا تھا۔ اسے غزوہ سیف البحر کہتے ہیں۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوہ سیف البحر) ۔

ایک بار کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارے ساتھ کچھ مبلّغ بھجوائے جائیں۔ اُمید ہے ہماری قوم اس پیغام کو سُن کر دل میں جگہ دے گی ۔ ان میں ایک حرام بن ملحان بھی تھے یہ اُمّ سلیم کے بھائی اور حضرت انس کے ماموں تھے۔ یہ ان کو پیغام پہنچا رہے تھے کہ انہوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا اُس نے پشت کی جانب سے حرام بن ملحان پر نیزہ کا ایسا وار کیا کہ نیزہ کمر سے ہوتا ہؤا پیٹ سے جا نکلا ۔ خون کا فوّارہ چھوٹا۔ حرام بن ملحان نے اپنے ادک میں وہ خون لیا۔ اور اپنے مُنہ پر چھڑکتے ہوئے کہا فُزْتُ وَ ربِّ الكعبة ۔ کعبہ کے ربّ کی قسم میں نے مقصودِ زندگی پا لیا ۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع ورعل و ذکوان)

حدیث میں آتا ہے ۔ شہید قیامت کے دن خدا کے سامنے پیش ہو گا لونہ لون الدم بل ریح المسک رنگ خون کا ہوگا ۔ لیکن خوشبو کستوری کی ہو گی ۔ کس شان سے حرام بن ملحان خدا کے سامنے پیش ہوں گے ۔ چہرہ پر خون کا غازہ ہو گا ۔ جس کی مہک کستوری جیسی ہو گی ۔

جس ڈھب سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
جان تو آنی جانی ہے جان کی کوئی بات نہیں

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز جب خدا کی راہ میں آزمانے والوں کو جزا ملے گی تو وہ جو عافیت میں رہے تھے ان انعامات اور خدا کی رحمتوں کو دیکھ کر کہیں گے اے کاش ہمارے چمڑے اس دُنیا میں قینچیوں سے کاٹے جاتے ۔

(ترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی ذہاب البصر)

جو لذّت خدا کی راہ میں گالیاں کھانے اور ماریں کھانے میں آتی ہے۔ اس کا مزہ کوئی ان سے پوچھے جو اس کی لذّت سے آشنا ہیں۔ مولانا برہان الدین صاحب جہلمی کے سر پر جب کسی عورت نے کوٹھے پر سے خاک ڈالی تو مولانا برہان الدین صاحب نے اس کی طرف نگاہ کر کے یہی کہا تھا۔ پا اے مائیں ہور پا۔ اور جب سیالکوٹ کی سڑک پر لٹا کر ان کے مُنہ میں گوبر ڈال رہے تھے تو مولانا یہ کہتے سنائی دیئے واہ او برہانیا۔ ایہہ قسمت کتھوں۔

مولانا روم نے ایک حکایت بیان کی ہے کہ ایک دہریہ بادشاہ نے اعلان کر رکھا تھا کہ میری مملکت میں کوئی خدا کا نام نہ لے۔ اسے ایک عورت کے متعلق معلوم ہُوا کہ وہ میری مملکت میں خدا کا نام لیتی ہے۔ اس عورت کو پکڑ کر دربار میں پیش کیا گیا۔ اس کی گود میں شیر خوار بچّہ تھا۔ ظالم مثیل کنس اور فرعون نے کہا۔ چِتا بھڑکائی جائے اور اس کا زندہ بچّہ اس میں ڈال کر راکھ کر دیا جائے۔ جب بچّے کو ماں کی گود سے چھین کر آگ میں پھینکا گیا تو ماں کی مامتا چِلّائی تب بچّے کو خدا نے زبان دی اور اُس نے ماں سے کہا ؎

اندر آ مادر ببین برھانِ حق　٭　تا ببینی عشرتِ خاصانِ حق

ماں باہر کھڑی کیوں واویلا کرتی ہے۔ آگ کے اندر آ کر دیکھ خدا والوں کو اس میں کیا لذت اور لطف آتا ہے۔

آج بھی یہ آواز بلند کرنے والے باقی ہیں۔

عمر بست کہ آوازہ منصور کہن شد　٭　من از سرِ نو جلوہ دہم دار و رسن را

قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کے عہد میں ہمارے ایک بھائی نعمت اللہ پنج شیری جب پشاور سے ایک قریبی ملک کو تبلیغ کے لئے روانہ ہوئے تو آخری شب محمد یوسف خان صاحب امیر جماعت صوبہ سرحد نے کہا نعمت اللہ۔ تم جا رہے ہو۔ خدا تمہیں کامیاب کرے لیکن اگر تم پر وہی وقت آ گیا جو صاحبزادہ عبداللطیف پر آیا تھا تو کیا کرو گے۔ نعمت اللہ نے کہا قاضی صاحب آج میرا جواب کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جب وہ وقت آئے گا۔ دیکھا جائے گا۔ اور جس صبح نعمت اللہ کو پھانسی دی جانی تھی۔ انہوں نے دو خط بھجوائے۔ ایک قاضی صاحب کو اور دوسرا قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کی خدمت میں۔ قاضی صاحب کو لکھا۔ محترم قاضی صاحب آپ نے وہاں سے روانہ ہوتے وقت مجھ سے پوچھا تھا کہ اگر مجھ پر وہ وقت آ گیا جو صاحبزادہ عبداللطیف پر آیا تھا تو مَیں کیا کروں گا۔ مَیں نے کہا تھا۔ اس کا جواب وقت دے گا۔ جب میرا یہ خط آپ کو پہنچے گا میرا جواب آپ کو مل گیا ہو گا اور یہ خط بعد میں ملے گا۔ اور حضرت امام جماعت احمدیّہ کی خدمت میں جو خط لکھا وہ شائع ہو چکا ہے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میرا اسلام قبول ہو۔ اور جماعت کو میرا اسلام پہنچا دیں۔ مَیں اس قابل تو نہیں لیکن میری درخواست ہے کہ اگر حضور منظور فرماویں تو میرا کتبہ بہشتی مقبرہ میں لگا دیں۔ ؎

بخاک و خون غلطیدن بنا کردند خوش رسمے　٭　خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اے خدا کا نام لیواؤ ! پروردگارِ عالم فرماتے ہیں :-

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (عنکبوت آیت ۳)

کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ کہنے کے بعد کہ ہم ایمان لائے۔ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اُن کی آزمائش نہیں ہوگی۔

پس آزمائش تو ہوگی دُعا کیجئے اللہ آگ میں ڈالے تو ہم کُندن بن کر نکلیں۔

ساہیوال شہر میں پندرہ روزہ تربیتی تقاریر

جماعت احمدیہ ساہیوال کی تعلیمی و تربیتی بیداری کے لئے مکرّم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب امیر جماعت ساہیوال و ناظم صاحب انصار اللہ نے مقامی مجلس عاملہ کے مشورہ سے پندرہ روزہ تربیتی پروگرام بنایا۔ جس کے مطابق روزانہ مسجد احمدیہ میں بعد نماز مغرب تربیتی تقاریر ہوتی رہیں۔ خدا کے فضل سے انصار۔ خدام۔ اطفال سب بڑے شوق سے شامل ہو کر ان سے مستفیض ہوتے رہے اور اس طرح یہ پروگرام جو کہ ۲۴ر اپریل سے شروع ہو کر ۸ر مئی تک جاری رہا۔ اس میں امیر صاحب مقامی کے علاوہ مکرم میاں محمد عمر صاحب ایڈووکیٹ مکرم میجر منظور احمد صاحب۔ مکرّم چوہدری غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ۔ مکرّم محمد عاشق صاحب سیکرٹری مال۔ مکرم محمد مستقیم صاحب۔ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب بسرا ایڈووکیٹ۔ مکرم پروفیسر محمد طفیل صاحب اور مکرّم عبدالمنان صاحب شاہد مربی سلسلہ نے حصّہ لیا۔ اور مختلف تربیتی اور تبلیغی موضوعات پر تقاریر کیں۔ تقاریر کے بعد سوالات کا موقع بھی دیا جاتا رہا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

سالانہ اجتماع اطفال پر ہونیوالے امتحان وظیفہ اطفال کا نصاب

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے وظیفہ کا امتحان ہوگا جس کا نصاب حسب ذیل ہے :-

ترجمہ آذان و نماز :- سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات اور آخری دس سورتیں زبانی۔ اسلام کے بنیادی عقائد، خلفائے راشدین (دورِ اوّل و ثانی) کے نام و مختصر تعارف صحابۂ کرام (دورِ اوّل و ثانی) کے مختصر تعارف۔

حضرت اقدس کے پانچ الہامات، پانچ کتب کے نام اور ۱۵ اشعار زبانی۔

پانچ اسلامی ملک اور دارالحکومت اور

مکہ، مدینہ اور قادیان و ربوہ کا مختصر تعارف۔

(منتظم اشاعت سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ)

حضرت مولانا شیر علی صاحب

سلسلہ احمدیہ کے فرشتہ سیرت بزرگ

سرزمینِ ایشیا بلکہ پوری دُنیا میں آج تک شیر علی کے نام سے بڑی ہی مشہور اور نامور ہستیاں پیدا ہوئیں۔ ایک شاہِ کابل امیر شیر علی خاں جو تحریکِ احمدیت سے دس سال پیشتر سن اٹھارہ سو اُناسی عیسوی (۱۸۷۹ء) میں فوت ہوئے اور جن کی سطوت و طاقت محض قصۂ پارینہ بن کے رہ گئی۔ دوسرے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے کشف میں فرشتہ[1] اور حضور کے الفاظ میں "غریب الطبع"۔ "نیک مزاج" "حلیم" اور "سلیم الطبع"[2] بزرگ حضرت مولانا شیر علی صاحب بی۔اے جو ۲۴ نومبر ۱۸۷۵ء کو شمالی ہند کے ایک گاؤں ادرحمہ میں پیدا ہوئے۔ ۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو قادیان دارالامان پہنچے اور حضرت اقدس کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور اپنی زندگی خدا کی راہ میں عشق و فدائیت کے ساتھ گزارنے کے بعد سُرخرو ہو کر ۱۳ نومبر ۱۹۴۷ء کو اپنے مولیٰ کے حضور چلے گئے اور اب ربوہ کے مقبرہ بہشتی میں ابدی نیند سو رہے ہیں اور اپنی ایمانی قوت، اخلاق، تقویٰ شعاری اور دینی خدمات کی بدولت قیامت زندہ ہیں اور کوئی نہیں جو آپ کا نام صفحۂ عالم سے مٹا سکے۔

سیّد النبیین، اصدق الصادقین، خیر المرسلین، امام الطیبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ "اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ لَرِجَالًا۔ اَلْاِیْمَانُ اَثْبَتُ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مِنَ الْجِبَالِ الرَّوَاسِیْ" (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۳۵) فرمایا میری امت میں ایسے ایسے جوانمرد ہیں جن کا ایمان اُن کے قلوب میں مضبوط پہاڑوں سے بھی بڑھ کر مستحکم ہوگا۔ حضرت مولانا شیر علی صاحب بلا مبالغہ اس حدیث نبویؐ کی زندہ اور جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ کی زندگی میں خدا کی پاک جماعت پر مصائب کے زلزلے آئے، حوادث کی آندھیاں چلیں۔ قیامت خیز طوفان اُبھرے مگر نہ صرف یہ کہ وہ آپ کے قدمِ صدق و صفا کو ذرّہ بھر جنبش نہ دے سکے بلکہ جنابِ الٰہی کی طرف سے ہر نئے ابتلاء پر آپ کو عرفان و ایقان کے نئے انوار سے بھر دیا گیا۔

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

---

[1] تریاق القلوب صفحہ ۹۵۔ [2] مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۵۸

"خلقِ عظیم بڑی بھاری کرامت ہے۔" (ملفوظات جلد ا صفحہ ۱۴۰)

اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت مولوی صاحب خلقِ عظیم کے عالی مقام پر فائز تھے

سادگی، انکسار، تحمل، چشم پوشی اور ہمدردیِ خلائق تو آپ کے وہ نمایاں اور منفرد اوصاف تھے۔ جو پہلی جھلک میں ہی ہر چھوٹے، بڑے، بوڑھے، جوان، مسلم، غیر مسلم، غرضیکہ ہر شخص کو آپ کا گرویدہ اور والہ وشیدا بنا دیتے تھے۔

ایک مرتبہ دو انگریز افسر قادیان آئے۔ حضرت مولوی صاحب اُن دنوں رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" (انگریزی و اردو) کے مدیر تھے۔ مغربی دُنیا میں آپ کے مضامین کی دُھوم مچی ہوئی تھی۔ دونوں انگریز جب حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خانصاحب کی کوٹھی سے شمالی جانب سے گذرے تو قریب ہی آپ اپنی بھینس چرا رہے تھے۔ آپ کا گریبان کھلا ہوا تھا۔ اور نہایت سادہ لباس میں ملبوس تھے۔ ان افسروں میں سے ایک نے آپ سے پوچھا کہ ہمیں "ریویو آف ریلیجنز" کے ایڈیٹر سے ملنا ہے۔ آپ نے فرمایا چلئے میں آپ کو اُن کے مکان پر لے چلتا ہوں۔ پھر اپنے ہمراہ لاکر اپنی بیٹھک میں بٹھا کر فرمایا۔ آپ تشریف رکھیں مَیں انہیں بلا لاتا ہوں۔ مقصد یہ تھا کہ چائے وغیرہ تیار کریں۔ باتوں باتوں میں تعارف بھی ہو جائے گا۔ لیکن انہوں نے اصرار کیا کہ ہمیں اُن کے گھر پر ہی لے چلیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا "ریویو کا ایڈیٹر تو مَیں ہی ہوں"۔ یہ سُن کر دونوں افسر بے حد حیران ہوئے اور بے ساختہ اُن کے مُنہ سے نکلا کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ اس رسالہ کا ایڈیٹر کوئی انگریز ہو گا۔[1]

جلسہ سالانہ کے مبارک ایّام تھے۔ آپ ایک نو دس سالہ عزیز کو ساتھ لے کر سٹیج کے پاس پہنچے اور جوتوں کے قریب خالی جگہ دیکھ کر بیٹھ گئے۔ بچّہ کو یہ امر ناگوار گذرا اور اُس نے پوچھا کہ دوسرے لوگ تو آگے بڑھ بڑھ کر اپنی جگہ تلاش کرتے ہیں۔ آپ کیوں جوتوں میں بیٹھ گئے۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا۔ "بیٹا مَیں نے تو سب کچھ جوتوں میں ہی رہ کر حاصل کیا ہے"۔[2]

دُنیائے روحانیت کے اس لطیف نکتہ کی وضاحت حضرت حافظ سیّد مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کے ایک چشم دید واقعہ سے خوب ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر ان گنت رحمتیں ہوں۔ باغ میں کسی تقریب پر تشریف لے گئے۔ غالباً جمعہ یا عید کا موقعہ تھا۔ حضور کی گرگابی باہر پڑی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد مَیں نے دیکھا کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب تشریف لائے۔ آپ عموماً آخیر میں آکر جوتوں کے

---

[1] "سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحب" صفحہ ۱۹۰ - [2] ایضاً صفحہ ۱۹۵

پاس ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ وہیں بیٹھے جہاں آپ کی گرگابی پڑی تھی۔ جلدی سے آپ نے اپنا عمامہ اتارا جو دودھ کی طرح سفید تھا اور نہایت محبت سے اُس کے پلّو سے حضور کے جوتوں کی گرد صاف کرنے لگے۔ صاف کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ آپ انتہائی ذوق و شوق اور محبت کے بھرپور جذبہ سے اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔"[1]

حضرت مولانا شیر علی صاحب کی سیرت، شفقت علیٰ خلقِ اللہ کے واقعات سے لبریز ہے۔ میاں غلام محمد صاحب ٹیلر کا بیان ہے کہ :-

"ماہِ دسمبر کی شدید سردیوں کا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولوی صاحب نماز فجر سے فارغ ہو کر گھر جانے کے لئے مسجد کی سیڑھیوں سے اُتر رہے تھے۔ آپ کے پیچھے پیچھے مَیں بھی آ رہا تھا۔ سیڑھیوں کے وسط میں پہنچ کر مَیں نے دیکھا کہ بائیں طرف دیوار سے لگا ہُوا ایک مسافر کھڑا ہے۔ جب حضرت مولوی صاحب اُس کے پاس سے گزرے تو وہ کہنے لگا۔ مَیں ایک غریب مسافر ہوں۔ میرے پاس تن ڈھانکنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں مجھ پر رحم کریں۔

حضرت مولوی صاحب اُس وقت اٹلی کا ایک بالکل نیا کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے فوراً وہ کمبل اُتار کر اُسے دے دیا۔ اور خود اُسی حالت میں اپنے گھر تشریف لے گئے۔"[2]

حضرت مولوی صاحب کا دامنِ محبت و الفت اگرچہ بنی نوع انسان کے ہر طبقہ پر وسیع تھا مگر قوم کے بچوں، نونہالوں اور اپنے شاگردوں سے آپ کا سلوک غضنفرِ احمدیت حضرت مولانا محمد سرور شاہ صاحب کی طرح غیر معمولی اور مثالی تھا۔ جیسا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی فرماتے ہیں "اُن کے وجود میں طلباء کو نہ صرف ایک قابل ترین اُستاد مل گیا بلکہ شفیق ترین باپ بھی میسر آ گیا تھا۔ مَیں نے اکثر دیکھا ہے کہ اُن کے شاگرد جن میں یہ خاکسار بھی شامل ہے بسا اوقات اُن کے ذکر سے قلوب میں رقت اور آنکھوں میں آنسو محسوس کرتے ہیں۔"[3]

حضرت مولانا کے دل میں رحمدلی اور خدمت کا بحرِ بیکراں مَوجزن تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر جب کبھی قادیان سے باہر تشریف لے جاتے بالعموم آپ ہی کو اپنی جگہ امیر مقرر فرمایا کرتے تھے۔ ۱۹۲۴ء کے پہلے سفرِ یورپ کے موقع پر حضور نے آپ کو اپنی نیابت کا منصب عطا کرتے ہوئے تمام ہندوستان کی جماعتوں کا امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ :-

"مولوی شیر علی صاحب نہایت مخلص لوگوں میں سے ہیں اور حیا والے آدمی ہیں۔ انتظام کے لئے سختی

---

[1] "سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحب" صفحہ ۱۵۵ ۔ [2] ایضاً صفحہ ۲۷۸ ۔ [3] ایضاً صفحہ ۲ ۔

کی بھی ضرورت ہوتی ہے مگر میں دیکھتا ہوں وہ اُن میں نہیں۔ باوجود اس کے میں سمجھتا ہوں ، کی عدم موجودگی میں ایسے ہی آدمی کی ضرورت ہے کہ جو لوگوں کے دلوں کو رکھ سکے۔ بطور باپ کے ہوتا ہے اور اگر ایک باپ مرجاتا ہے تو خدا تعالیٰ روحانی بچوں کو دوسرا باپ دے دیتا ہے لیکن جب باپ ہو اور موجود نہ ہو تو دل بہت نازک ہوتے ہیں اس لئے نرم آدمی کی ہی ضرورت ہے"[1]

بنی نوع انسان سے ہمدردی کا یہ عظیم سارٹیفکیٹ اُس مقدس امام کا ہے جس کے "دل کے حلیم" ہونے کی شہادت خود عرش کے خدا نے دی۔

جہاں تک روحانیت اور پارسائی کا تعلق ہے حضرت مولانا کا شمار سلسلہ کے ان ممتاز بزرگوں کی صفِ اوّل میں ہوتا ہے جو عمر بھر تقویٰ کی انتہائی باریک راہوں پر گامزن رہے۔ اور جن کا نیک نمونہ آئندہ نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو ایک ایسی پاک جماعت عطا کی اور ایسے اصحاب دیئے جو اپنی مخصوص صفات میں "اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ" کے کامل نمونہ تھے لیکن حضرت مولوی شیر علی صاحب مرحوم میں مَیں نے جو رنگ للّٰہیت کا دیکھا اور جس قسم کی بےنفسی اُن کے وجود میں پائی وہ دوسری جگہ بہت کم نظر آتی ہے۔ دعاؤں میں انتہائی شغف، عبادات میں ایسی لذّت کہ گویا رُوح ہر وقت آستانۂ الٰہی کی طرف شوق کے ساتھ جُھکی جاتی ہے..... حضرت مولوی صاحب کا طریق یہ تھا کہ اکثر اپنی دعاؤں کو صرف سورہ فاتحہ اور دُرود تک محدود رکھتے اور انہی دو مبارک ترین دعاؤں میں وہ اپنے احباب کے سارے دینی و دنیاوی مقاصد کو ملحوظ رکھ لیتے تھے اور اس سوز و گداز کے ساتھ دُعا کیا کرتے تھے کہ جیسے ایک ہنڈیا چولہے پر اُبل رہی ہو۔"[2]

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس سے آپ کو ایک نہایت درجہ عاشقانہ تعلق تھا جو آپ کی ہر حرکت و سکون سے نمایاں ہو جاتا تھا اور جیسے نبض کی حرکت تنفّس کی پیروی کرتی ہے اسی طرح آپ سنّتِ نبوی کی پیروی کرتے تھے۔

چوہدری غلام رسول صاحب بی اے بی ٹی کا چشم دید واقعہ ہے کہ مسجد نور میں غالباً عصر کی نماز کے بعد ایک دوست باہر جانے کے لئے اپنے جوتے پہن کر دو چار قدم ہی چلے تھے کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے اُن کو واپس بلایا اور نہایت نرمی سے فرمایا:-

---

[1] "الفضل" ۲۲ جولائی ۱۹۲۴ء صـ۴ ۔ [2] سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ صـ۳۰۲ ۔

"سنّتِ نبویؐ یہ ہے کہ مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں مسجد سے باہر نکالا جائے اور پھر دایاں۔ آپ نے اِس کے برعکس کیا تھا۔" [1]

عشقِ نبویؐ کا لازمی تقاضا اطاعتِ امام ہے جیسا کہ خود سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِی فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ"۔ [2]

جو شخص میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کرتا وہ اُس امیر کی اطاعت نہیں کرتا بلکہ میری اطاعت کرتا ہے اور جو میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کرتا ہے وہ دراصل میری نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ مبارک آپ کی رُوح آپ کے دماغ بلکہ آپ کے جسم کے ذرّہ ذرّہ پر نقش تھا اور حضرت اقدس اور آپ کے خلفاء سے محبّت و شیفتگی اور ان کی والہانہ متابعت آپ کے ایمان کا جزوِ اعظم تھی اور آپ کی رگ رگ میں رچی بسی ہوئی۔ آپ اگرچہ فطری طور پر نہایت نرم مزاج اور رقیق القلب تھے۔ مگر جب آپ نظامِ خلافت سے وابستگی کی تلقین فرماتے تو آپ کی آواز میں ایک خاص شوکت و قوّت پیدا ہو جاتی اور آپ کے چہرہ پر ایک عجیب جلالی رنگ ٹپکتا تھا۔ قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر کے سفرِ ولایت ۱۹۲۴ء کے دوران لاہور کے ایک ہفت روزہ اخبار نے جماعت احمدیہ پر پیر پرستی کا الزام لگایا اور اس کی خوب تشہیر کی۔ جس پر حضرت مولوی صاحب نے ۱۵ اگست ۱۹۲۴ء کو مسجد اقصیٰ قادیان کے منبر پر خاص اِس موضوع پر ایسا معرکۃ الآراء خطبہ ارشاد فرمایا کہ سننے والوں پر نظامِ خلافت کی عظمت کا سکّہ بیٹھ گیا۔

حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ ۱۸۹۷ء سے ۱۹۴۷ء تک جماعت کے بہت سے اہم عہدوں پر فائز رہے مثلاً ہیڈ ماسٹر ناظم تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ پرنسپل تعلیم الاسلام کالج۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز اردو و انگریزی سیکرٹری انجمن ترقی اسلام۔ ناظرِ خاص۔ میر مجلس معتمدین۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ ناظر تعلیم و تربیت۔ ناظر تالیف و تصنیف۔ صدر مرافعہ ثانیہ بورڈ۔ ایڈیٹر تفسیر القرآن انگریزی۔ صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آپ کو امامِ وقت کی طرف سے جس شعبہ کی بھی قیادت سونپی گئی آپ نے کمال محنت و جانفشانی اور اخلاص اور قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُس میں زبردست رُوح پھونک دی۔ آپ یقیناً اُن اکابرِ جماعت کے ممتاز گروہ میں سے ہیں جنہوں نے احمدیّت کی بین الاقوامی عمارت کی بنیادی اینٹوں کو مضبوط و مستحکم کرنے میں اپنی جوانی سے لے کر بڑھاپے تک کی تمام صلاحیّتیں، استعدادیں اور طاقتیں صرف کر دیں۔ اور یہ اعجاز تھا حضرت اقدس سے اُن کی انتہائی محبّت اور کامل اطاعت کا۔

---

[1] "سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ" صفحہ ۱۷۱۔ [2] بخاری مصری کتاب الاحکام جلد ۴ صفحہ ۱۵۸

صوفیاء اور مشائخِ اُمّت نے "فنا فی الشیخ" کی اصطلاح رائج کی ہے جو بہت پیاری ہے۔ حضرت مولانا شیر علی صاحب "فنا فی الشیخ" ہی نہیں "فنا فی القرآن" اور "دست با کار و دل با یار" کے مصداق تھے۔ جہاں جہاں گئے قرآن کی نعمت کو سینہ سے لگائے رکھا۔ جس محکمہ میں رہے قرآن ہی کو اپنا پیشوا اور اپنی رُوح کی غذا سمجھا۔ آخری دَور میں تو قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر کے ارشاد پر خدمتِ قرآن کے لئے وقف ہو کر اسی راہ میں فدا ہو گئے۔ اس اعتبار سے آپ کو شہیدِ قرآن کہا جائے تو قطعاً مبالغہ نہ ہو گا۔

اس عدیم المثال عاشقِ قرآن کے قلم سے ایک درجن کے قریب تالیفات شائع ہوئیں جن میں سے آپ کی کتاب "قتل مرتد اور اسلام" شاہکار تسلیم کی جاتی ہے جس کے ہر صفحہ پہ انوارِ قرآنی آسمان کے ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ مَیں اس پُراز حکمت دستاویز کے ایک پُرمعارف اقتباس پہ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں :-

"جب ہم قرآن شریف پر نظر کرتے ہیں تو سب سے پہلی بات جو ہماری آنکھوں کے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآنِ شریف اسلام کو ایک سائنس اور فلسفہ کے رنگ میں پیش کرتا ہے۔ سب سے پہلی وحی ہی کو دیکھو جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پہ غارِ حرا میں نازل ہوئی۔ قرآنِ شریف کی اُن پانچوں آیتوں کو پڑھو جو سب سے اوّل بطور پیش خیمہ آسمان سے اُتریں۔ یہ پانچ آئتیں پانچ پھول ہیں جو اسلامی بہار کے آغاز میں کھلے ...... وہ پانچ آئتیں۔ وہ اسلام کا پہلا پیغام جو اہلِ دُنیا کے نام آسمان سے نازل ہُوا یہ ہے :-

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝

ان آیات سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ کیا یہی نہیں کہ اب ایک ایسا دین اُترنا شروع ہُوا ہے کہ جو ایک علم کے رنگ میں دُنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اور اس کی اشاعت قلم کے ذریعہ یعنی دلائل اور براہین کے ذریعہ ہو گی۔ نہ جبر و اکراہ کے ذریعہ۔ قرآن شریف کے سوا اور کون سی کتاب ہے جس کے جھنڈے پر قلم کا نشان ہے؟ اور اسلام کے سوا اَور کون سا دین ہے جس نے عِلم کو اپنا ماٹو (MOTTO) اور مقصود قرار دیا ہے۔ تمام دُنیا کے مذاہب میں یہ امتیازی نشان صرف اسلام نے اپنے لئے انتخاب کیا ہے۔" (کتاب "قتل مرتد اور اسلام" صے)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ٭ کوئی دین دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت ٭ اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

(درثمین اردو)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نتیجہ امتحان انصاراللہ سہ ماہی دوم ۸۱ء

امتحان انصاراللہ سہ ماہی دوم ۱۹۸۱ء میں مکرّم شیخ عبدالکریم صاحب پشاور اوّل اور مکرّم عبدالحق صاحب جنجوعہ کوئٹہ دوم قرار دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نمایاں کامیابی ان کے لئے مبارک کرے اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

حبیب اللہ خان
قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ

گیسٹ ہاؤس انصاراللہ کی توسیع

گیسٹ ہاؤس انصاراللہ کی توسیع کے لئے مندرجہ ذیل مزید احباب نے مبلغ تین صد یا اس سے زائد رقوم ادا فرمائی ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ دیگر مخیّر احباب بھی اس بابرکت تحریک میں حصّہ لے کر وَسِّعْ مَکَانَکَ کے الٰہی ارشاد کی تعمیل کا عملی مظاہرہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو اور اپنے بے پایاں فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

(۱)۔ مکرم چوہدری کرم دین صاحب مرحوم منجانب پسر مکرم چوہدری محمد اسحاق صاحب لاہور۔ ۳۰۰ — ۰۰

(۲)۔ مکرمہ راج بی بی صاحبہ مرحومہ 〃 〃 〃 〃 〃 ۳۰۰ — ۰۰

(۳)۔ چوہدری حبیب اللہ صاحب مرحوم منجانب پسر مکرم چوہدری محمد شریف صاحب خالدؔ مغربی جرمنی ۵۰۰ — ۰۰

(۴)۔ چوہدری محمد شریف صاحب خالدؔ زعیم اعلیٰ فرینکفورٹ مغربی جرمنی ۱,۰۰۰ — ۰۰

(۵)۔ عبدالعزیز صاحب کھوکھر منجانب پسر عبدالقیوم صاحب کھوکھر مغربی جرمنی ۱,۰۰۰ — ۰۰

(۶)۔ خواجہ محمد گل صاحب منجانب پسر خواجہ سلیم مجید صاحب مغربی جرمنی ۱,۰۰۰ — ۰۰

(۷)۔ مکرم عنایت علی صاحب مغربی جرمنی۔ ۱۰۰۰ — ۰۰ (۸)۔ مکرم محمد عارف خانصاحب مغربی جرمنی۔ ۳۰۰ — ۰۰

(۹)۔ ملک محمود عالم صاحب مونگھیری سابق فورمین روہڑی سمنٹ ورکس حال سکھر۔ ۳۰۰ — ۰۰

(۱۰)۔ عائشہ بی بی صاحبہ مرحومہ اہلیہ محمد عثمان صاحب مرحوم منجانب پسر نصیر اللہ صاحب درّانی دارالذکر لاہور ۳۱۳ — ۰۰

(۱۱)۔ شیخ محمد سعید صاحب سب انجنیئر بوریوالہ ضلع وہاڑی ۳۱۲ — ۰۰

(۱۲)۔ صوفی غلام محمد صاحب عاصی چک ۲۷/۸ کاچیلو ضلع تھرپارکر ۳۱۰ — ۰۰

(۱۳)۔ چوہدری محمد علی صاحب ولد اللہ دتہ صاحب موسے والا ضلع سیالکوٹ۔ ۳۰۰ — ۰۰

(۱۴)۔ راجہ سیف علی صاحب مرحوم چینگا سنگھیال منجانب پسر راجہ محمد یوسف صاحب سگنل چک کھوسکی ضلع بدین۔ ۳۰۰ — ۰۰

(قائد مال مجلس انصاراللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

درس قرآن کریم

مکرم مولانا عبدالمالک خانصاحب
ناظر اصلاح وارشاد ربوہ

دُرود شریف کی برکات

إن اللہ و ملٰئکتہٗ یصلّون علی النبیّ. یا ایّھا الّذین اٰمنُوا صلّوا علیہ و سلّموا تسلیمًا۔ (احزاب رکوع ؎)

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر دُرود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی ہمیشہ اس نبی کریم پر دُرود بھیجتے رہو۔

سورہ احزاب کی اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرنے سے قبل میں کچھ الفاظ کی تشریح بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

سب سے پہلے آیت موصوفہ میں لفظ "اللہ" کا ذکر ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ذاتی نام ہے جو اُس کی تمام صفات کا مرجع ہے خدا تعالیٰ نے اس لفظ سے عربی زبان کو مشرف کرکے اسے دیگر زبانوں پر فضیلت بخشی ہے۔ کیونکہ کسی اور زبان میں اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ایسا لفظ نہیں جو اُس کی ذات کے لئے بطور علم ہو۔ دوسری زبانوں میں جتنے نام اللہ تعالیٰ کے لئے پائے جاتے ہیں وہ سب کے سب صفاتی نام ہیں "اللہ" کا لفظ غیر مرکّب اور مفرد ہے جو ازل سے خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے بطور عَلَم کے ہے چنانچہ کلام اللہ کے آغاز ہی میں فرمایا الحمدُ للہ ربّ العالمین کہ تمام محامد ایک ذات کے لئے ہیں جس کا نام اللہ ہے جو ربّ العالمین اور دیگر صفات حَسنہ سے متصف ہے۔ لفظ "اللہ" کے ساتھ کبھی "م" مشدّد کا اضافہ کیا جاتا ہے جیسے ہم اللّٰھمّ کہتے ہیں اور یہ "م" اللہ کے ساتھ مل کر جمع کے معنے پیدا کرتا ہے اور حروف تہجّی میں اس حرف کی یہی خاصیت ہے اور اس طرح اللّٰھمّ کہنے سے خدا تعالیٰ کی جمیع صفاتِ حسنہ کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ جب دُعا کرنے والا اللّٰھمّ کہتا ہے تو گویا خدا کے دربار میں وہ اُس کے تمام صفات حَسنہ کے ساتھ اُس کو پکار رہا ہوتا ہے اگرچہ صفاتِ حسنہ کا اس نے صریح ذکر نہیں کیا ہوتا۔ لیکن "م" مشدّد کا اضافہ کرکے اُس نے اس مقصود کو حاصل کر لیا ہے۔ اور قرآن کریم میں جہاں بھی یہ لفظ ایسے رنگ میں استعمال ہوا ہے وہ ایسے مواقع پر آیا ہے جو خاص اہمیّت کے حامل ہیں۔ اسی لئے دُرود کی دُعا کو اللّٰھمّ سے شروع کیا جاتا ہے جو اُس کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

واضح رہے کہ اس آیت مذکورہ میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں۔ اوّل یہ کہ خدا اور فرشتے النبیؐ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ دوسرے مومنوں کو حکم دیا گیا کہ تم سب اس نبیؐ پر متواتر درود اور سلام بھیجا کرو۔

صلوٰۃ کے معنے

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ جب صلوٰۃ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو اُس کے معنے اُس وقت صرف رفع درجات

امامت عظمت ۔ رفع ذکر اور عطاءِ خیر کثیر کے ہوتے ہیں ۔ قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ لفظ "صلوۃ" سے خدا تعالیٰ کی وہ خاص رحمت مراد ہوتی ہے جو اس نے قربانیوں سے وابستہ کر رکھی ہے چنانچہ اُن مومنوں کے بارے میں جن سے خدا تعالیٰ دوسرے مومنوں سے ممتاز کرنے کے لئے جان و مال اور ثمرات کی قربانی کا امتحان لیتا ہے اور جسے وہ ثابت قدمی سے برداشت کرتے ہیں کی بابت فرماتا ہے اولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ " کہ ان لوگوں پر اُن کے ربّ کی طرف سے صلوٰۃ کی قسم کی رحمتیں خصوصاً نازل ہوں گی ۔ اور اس کے علاوہ بھی اُن پر رحمت ہوگی ۔ پس صلوٰۃ کی برکت کا نزول خدا کی طرف سے سچّی اور حقیقی قربانیوں کی شرط سے وابستہ ہوتا ہے اور جب خدا نے فرمایا کہ وہ النبیؐ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نسل انسانی کے لئے وہ عظیم الشان قربانی پیش کی کہ جس کے نتیجہ میں زمین و آسمان کا خدا اُس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم پر اپنی رحمتوں کا انعام نازل فرماتا ہے چنانچہ سیدنا حضرت اقدس براہین احمدیہ میں فرماتے ہیں ۔

"وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک میں ملایا"
(روحانی خزائن جلد ۱ ص۱۷)

اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ اور اس النبیؐ کے ماننے والوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ یہ النبیؐ میرا محبوب ہے تم سب بھی اس پر درود اور سلام بھیجو ۔ اور فرشتوں کا درود اُس کی قبولیت کا پھیلانا ہے اور مومنوں کا درود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مقاصد کی تکمیل کی درخواست ہے ۔

یہ حقیقت ہے کہ النبیؐ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس لئے النبیؐ کہا گیا کہ آپ کی نسبت گزشتہ نبیوں نے خبر دی تھی اور آپ الٰہی نوشتوں میں وہ نبی کے نام سے ذکر کئے گئے ہیں چنانچہ یوحنا ۱/۲۱-۲۲ میں یہ درج ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح سے پوچھا :-

"کیا تو وہ نبی ہے " اس نے جواب دیا " نہیں "

مسیح سے یہ سوال اس لئے کیا گیا تھا کہ یہودی حضرت مسیح کی آمد کے علاوہ بھی ایک عظیم الشان نبیؐ کی آمد کے منتظر تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی استثناء باب ۱۸ کے مطابق آنے والا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ :-

"خداوند تمہارے لئے تمہارے بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا "

نیز عہد نامہ جدید میں اس النبیؐ کی بابت یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ حضرت ابراہیم کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے عرب میں ظاہر ہوگا ۔ چنانچہ الفاظ یہ ہیں " ہاجرہ کا کوہِ سینا عرب ہے " یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ سینا پر شریعت دی گئی تھی اسی طرح ہاجرہ کی جو نسل ہے اُسے عرب میں شریعت دی جائے گی ۔ اور وہ نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک سے پکڑ کر مجھے تشہد کی دعا اس طرح سکھائی جس طرح قرآن کریم کی نازل شدہ آیات کی تعلیم دیتے تھے اور وہ دُعا یہ ہے۔

التحیّات للّٰہ والصلوٰت والطیّبات السلامُ علیكَ ایّھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ السلامُ علینا وعلیٰ عباد اللّٰہِ الصالحین واشھد ان لا الٰہ الاّ اللّٰہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ۔

اسی روایت میں آتا ہے

فان اللّٰہ قد عَلَّمنا کیفَ نسلمُ

کہ خدا تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریق سکھایا کہ درُود کیسے بھیجیں۔ پس آپ نے فرمایا اللّٰھمّ صلی علیٰ محمدٍ و علیٰ اٰلِ محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انّك حمیدٌ مجیدٌ۔

اللّٰھمّ بارك علیٰ محمدٍ وعَلیٰ اٰلِ محمّدٍ کما بارکتَ علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰلِ ابراھیم انّكَ حمیدٌ مجیدٌ۔

اِس روایت سے ظاہر ہے کہ تشہّد کی دعا الہامی ہے۔ اور اس میں خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اور درود کا طریق خود سکھایا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیّہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر اَن گنت رحمتیں ہوں نے بھی اسی کی تصدیق فرمائی ہے۔ یہاں یہ بات مَیں واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ خدا نے قرآن کریم میں جو النّبیّ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ حدیث نبوی میں درود کا طریق سکھا کر خدا کے رسول نے بتادیا کہ اس میں آل محمد بھی شامل ہے کیونکہ نبیؐ امّت کا باپ ہوتا ہے پس جیسے قرآن نے النبیّ کہا حدیث میں صلی علیٰ محمدٍ وّ علیٰ اٰل محمدٍ کہا گیا۔ کیونکہ محمد نام ہے اور نبی درجہ ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ جو لوگ السلام علیك ایھا النبی کے خطاب کو یہ کہہ کر غلط قرار دیتے ہیں کہ حضور چونکہ فوت ہوچکے ہیں اس لئے وفات یافتہ کو اس طرح مخاطب کرنا درست نہیں اُن کا یہ خیال درست نہیں۔ کیونکہ وہ النبی وہ مقام ہے جو قیامت تک حضور کو حاصل رہے گا۔ آپ ایک زندہ نبی ہیں۔ اور حدیث معراج میں آتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے قرب کے جس مقام پر پہنچے اس کی بابت فرمایا لی مع اللّٰہ وقت لا یَسَعُنی فیہ نبیٌّ مُرسَلٌ ولا ملكٌ مقرّبٌ الیا وقت مجھے میسّر آتا ہے کہ مَیں خدا کے اس قدر قریب ہوتا ہوں کہ جہاں کوئی نبی مرسل اور نہ کوئی فرشتہ رسائی رکھتا ہے۔

معراج کے وقت جب رسول نے التحیات للّٰہ والصلوٰت والطیبات کہا تو اس کے جواب میں خدا نے آپ کو مخاطب کر کے السلام علیك ایھا النبی کہا اور نماز چونکہ مومن کا معراج ہے اُس کے اختتام پر تشہد میں اس درود اسلام کا رکھا جانا اِس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ مومن بندہ خدا کے سلام کو خدا کے رسول پر پہنچا رہا ہے۔

اور علی عباد اللہ الصالحین کہہ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی روحانی اولاد کو شامل کر لیا گیا ہے۔

حکمِ ربّانی کی تعمیل کا طریق

صلوٰۃ کے معنوں کو مدّنظر رکھ کر ہم اس حکم ربّانی کی تین طور پر تعمیل کر سکتے ہیں۔

۱۔ صلوٰۃ کے معنے حسن ثناء یعنی بہترین تعریف کے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے سورہ احزاب میں اس آیت کو نازل فرما کر یہ اشارہ فرمایا۔ ہے کہ دشمنانِ اسلام تو یہ نہیں چاہتے کہ ہمارا رسول قوموں میں مقبول ہو۔ لیکن اے مومنوں میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم دنیا میں پھیل جاؤ اور ہمارے رسول کی حمد و ثناء کثرت سے پھیلا دو اور اس کے محامد کی خوب تبلیغ کرو تا ہمارا رسول قوموں میں مقبول ہو اور مقامِ محمود پائے۔ اور جب تم ہمارے رسول کی حمد و ثناء کے لئے نکلو گے تو ہم اور ہمارے فرشتے تمہارے ساتھ ہوں گے۔ تم کامیاب ہوں گے اور دشمن شرمندہ و ناکام ہو گا۔ جس طرح آج جنگ احزاب میں وہ ناکام ہوا ہے اور پھر کبھی حملے کا سوال پیدا نہیں ہو گا۔ کیونکہ معمورہ عالم کے گوشہ گوشہ سے یہ آواز آرہی ہو گی۔ اللّٰھمّ صل علی محمّد و علی اٰل محمدٍ و بارك وسلّم انك حميدٌ مجيدٌ۔

۲۔ دوسرا طریق حکم ربّانی کے ماتحت درود بھیجنے کا یہ ہے کہ ہم نیک نمونہ اختیار کریں اور رسول کے پاک اخلاق اختیار کریں اور اپنی اولادوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی مقدس سیرت سے آگاہ کریں تا آل محمد اُن برکات سے نسلاً بعد نسلٍ متمتع ہوتی چلی جائے جو منشاءِ الٰہی ہے۔ کیونکہ حدیث نبوی ہے کہ باپ کی دعا بیٹے کے حق میں سنی جاتی ہے سو درود شریف کے حکم کی تعمیل میں ہم پر لازمی ہے کہ ہم اپنی اولاد کو سوانح مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے آگاہ کرتے رہیں اور یہ دعا کرتے رہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری اولاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔

۳۔ تیسرا طریق یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے مقاصد کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

درود شریف کی برکات

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم ایک دن جب صبح باہر تشریف لائے تو آپ کے چہرہ مبارک پر خاص طور پر اُس وقت خوشی کے آثار نظر آئے۔ صحابہؓ نے اس خوشی کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میرے ربّ کی طرف سے فرشتے نے مجھے بتایا کہ تمہاری امّت میں سے جو شخص تم پر ایک بار درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دس نیکیاں لکھے گا اور اُس کے دس گناہ معاف کر دے گا۔ اور اس کے دس درجات بلند کر دے گا۔

۲۔ ایک صحابی نے ایک دفعہ عرض کی حضور میں اپنی ساری دعائیں اور درود آپ کے لئے صرف کر دوں تو آپ نے فرمایا اگر تو ایسا کرے گا اذاً تکفی ھمّك و یکفر لك من ذنبك یعنی خدا تعالیٰ تیرے کاموں میں

مددگار ہوگا اور تیرے گناہ معاف کر دے گا۔

۳۔ حضورؐ فرماتے ہیں قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے ساتھ تعلق رکھنے والا وہ ہوگا جو سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔

۴۔ حضورؐ نے فرمایا بہترین دن جمعہ ہے اسی دن خدا نے آدم کو پیدا کیا۔ اسی دن وہ فوت ہوئے تم جمعہ کے دن بکثرت مجھ پر دُرود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے پیش کیا جاتا ہے۔

۵۔ حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے دن میں ایک ہزار مرتبہ مجھ پر دُرود بھیجا وہ اس زندگی میں جنّت اپنا مقام دیکھ لے گا۔

۶۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ، سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب تک دُعا کرتے ہوئے رسول پر درود نہ بھیجا جائے ہر ایک دُعا کے آسمان تک پہنچنے میں ایک حجاب حائل ہوجاتا ہے اور دُرود سے وہ دُعا قبولیّت کا درجہ پاتی ہے۔

کن کن مواقع پر دُرود پڑھا جائے

۱۔ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کا ذکر آئے۔

۲۔ ہر نماز میں تشہد کے بعد۔

۳۔ جب مسجد میں داخل ہو یا نکلو۔

۴۔ نماز جنازہ میں دُرود پڑھا جائے

۵۔ ہر اذان کے بعد

۶۔ جب دو مومن آپس میں ملیں اگر اُس وقت وہ دُرود پڑھیں تو یہ چیز بڑی برکت کا موجب ہوتی ہے۔

۷۔ تبلیغ اور وضو سے فارغ ہو کر۔ خطبہ عید۔ خطبہ جمعہ۔ خطبہ نکاح اور عمومی دعاؤں میں دُرود پڑھنا ضروری ہے۔

۸۔ استخارہ میں دُرود و تسبیح کرنی چاہیئے۔

۹۔ دُعائے قنوت میں دُرود پڑھنا چاہیئے۔

۱۰۔ جمعہ کے دن۔

۱۱۔ صدقہ کی توفیق نہ ہو تو درود پڑھا جائے۔

ہماری جماعت کے لئے درود کی برکات تو بے حد نمایاں ہیں کیونکہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیّہ کو جو کچھ مِلا اس کی بابت خود خدا نے آپ کو فرمایا۔ ھٰذا ما صلیتَ علی النبی۔

آؤ ہم سب مل کر حضور پر دُرود پڑھیں۔

اللّٰھمّ صلِّ علی محمّدٍ واٰلِ محمّدٍ و بارک
وسلّم انّکَ حمیدٌ مجیدٌ

درس حدیث

مکرم مولانا بشارت احمد صاحب بشیر

بدظنی کے نقصانات

ولاتقف ما ليس لك به علمٌ إنّ السمع والبصر والفؤاد كلّ اولئك كان عنه مسئولا ۔ (بنی اسرائیل)

جس بات کا علم نہ ہو اس کا پیچھا مت کرو کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان سب کے متعلق پوچھا جائے گا۔

یجری من الانسان مجری الدم ۔ فخشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئًا اوْ شرًّا ایّاکم والظنّ فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولاتجسسوا

(کتاب الادب سنن ابی داوٗد)

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلّم کا اسوۂ حسنہ قابل رشک ہے کہ دوسروں کو تقویٰ کی حدود پر قائم اور ابتلاء سے محفوظ رکھنے کا اس قدر اہتمام کیا کہ دور کے ا   کا بھی آپ نے سدِّباب کیا۔

عن ابی ھریرۃ : عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم "حسن الظنّ من حسن العبادۃ"

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کسی کے متعلق اچھا گمان کرنا بہتر عبادت بجالانے کے برابر ہے۔

عن علیّ بن حسین عن صفیۃ قالت کان رسول اللہ معتکفًا فاتیتہ ازورہ لیلًا فحدثتہ وقمت فانقلبت فقام معی لیقلبنی ..... فمرّ رجلان من الانصار فلمّا رأیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسرعا ۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رسلکما انھا صفیۃ بنت حُییٍّ ۔ قالا سبحان اللہ یا رسول اللہ ۔ قال انّ الشیطان ۔

اس آیت کریمہ کا یہ مطلب ہے کہ کسی پر بدظنّی نہ کرو اور بغیر تحقیق کے دوسروں پر الزام تک نہ لگاؤ۔ بدظنّی کے موجبات میں سے کان سب سے بڑا موجب ہے۔ اس لئے اس کا پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ اگر لوگ ایسی مجالس میں بیٹھے ہیں جہاں بدگوئی ۔ بدظنّی اور غیبت کا ذکر ہوتا رہتا ہے اور بغیر تحقیق کے دشمنی شروع کر دیتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر آنکھ کا ذکر

آیا ہے۔ بعض دفعہ انسان ایک واقعہ دیکھتا ہے اور اس سے غلط نتیجہ نکالتا ہے۔ اس کے بعد دل کا ذکر کیا ہے۔ یہ تیسرا درجہ انتہائی بدظنّی کا درجہ ہوتا ہے کہ وہ خود ہی اپنے دل میں ایک بات اور خیال لاتا ہے اور اسے وجہ بنا کر دوسروں کے درپے آزار ہو جاتا ہے۔

اس لئے اس آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر کوئی انسان کسی کی عزّت پر حملہ کرے گا یا کان دوسرے کی نسبت وہ بات سُنے گا جس کے سُننے کا اسے حق نہ تھا یا آنکھ اس بات کو دیکھنے کی کوشش کرے گی جس کے دیکھنے کا اسے حق نہیں یا دل ایسے خیالات سے آلودہ ہوگا جو دوسروں کی دل آزاری کا موجب ہوگا تو ان تمام امور کے متعلق باز پُرس ہوگی۔ قرآن مجید نے انسانی اخلاق کی اصلاح کے لئے جو تعلیم بیان کی ہے وہ نہایت ہی اعلیٰ اور پُر حکمت ہے۔ انسان اپنے فیصلوں کی بنیاد ظنّ پر نہ رکھے بلکہ تمام ذرائع سے تحقیق کر کے پھر فیصلہ کرے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا ایک مشہور قول ہے :-

"اگر کسی میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ ایمان کی تو اس کو کافر مت کہو۔"

اس پُر حکمت ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ اگر ننانوے دلائل اس کے کُفر کے ہوں اور ایک دلیل ایمان کی ہو تو بھی اسے کافر مت کہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ننانوے شرعی وجوہ کفر کی ہوں تب اسے کافر نہ کہو۔ کفر کے اسباب تو شریعت اسلامی نے بیان کر دیئے۔ اللہ کا انکار۔ ملائکہ کا انکار۔ کتب سماویہ کا انکار۔ انبیاء کا انکار۔ دُعا کا انکار۔ قضاء و قدر کا انکار۔ اور حشر بعد الموت کا انکار۔ ان کا منکر یقیناً کافر ہے۔ اگر کسی میں یہ وجوہ پائے جاتے ہوں پھر بھی اسے کافر نہ کہیں تو پھر کسی دہریہ کو بھی کافر نہیں کہا جا سکتا۔

بدظنّی ایک مہلک مرض ہے جو انسان کے اعمال کو پنپنے نہیں دیتی۔ سارے گناہوں کی جڑ بدظنّی ہے۔ بدظنی کرنیوالا درحقیقت دوسروں کے باطن میں تصرّف کرتا ہے۔ حالانکہ علیمٌ بذات الصدور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ ایک بدظنی تو خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے جس کا آخری انجام دہریہ پن ہے پھر انبیاء پر بدظنّی ہے جس کی مثالوں سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔ حضرت نوحؑ کو حکم ہوتا ہے کہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا کشتی بناؤ۔ لوگ آتے اور تمسخر کرتے کہ یہ کشتی جو میاں بنا رہے ہیں دراصل خشکی پر چلے گی نہ کہ پانی میں۔ یہ تمسخر کہاں سے پیدا ہوا۔ بدظنی سے بالآخر ایسے لوگوں نے اپنا انجام دیکھ لیا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے جب دعویٰ کیا تو معاندین نے کہا کہ یہ دعویٰ صرف اپنی دوکان چمکانے کی خاطر ہے۔ حدیث میں آتا ہے انا عند ظن عبدی بی کہ مَیں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق جو وہ مجھ پر رکھتا ہے معاملہ کرتا ہوں۔ جو شخص اپنے مولا پر اچھا گمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے اچھا معاملہ کرتا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام فرماتے ہیں وَلَمْ اکن بدعائک ربّ شقیًّا۔ اے میرے رب ایسا تو کبھی نہیں ہوا کہ مَیں نے تجھ سے دعا مانگی ہو اور مَیں محروم رہا ہوں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

جوشِ اجابتش کہ بوقتِ دُعا بود　　٭　　زاں گونہ زاریم نہ شنیدہ است مادرم

دُعا کے وقت اس کی قبولیّت کا جوش اتنا ہوتا ہے کہ میری زاری کے وقت میری ماں بھی اتنی متوجہ نہ ہوتی۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ فرمایا ہے یاایّھاالذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظّن ان بعض الظّن اِثمٌ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو۔ کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں۔ انّ بعض الظّن اِثمٌ کیا ہی بلیغ فقرہ ہے اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ دس گلاس شربت کے بھرے ہوئے ہوں۔ ان میں سے ایک نامعلوم گلاس میں زہر ہو تو عقل مند انسان سب گلاسوں سے پرہیز کرے گا۔ تو یہاں بھی یہی فرمایا کہ جب بعض ظن گناہ ہوئے تو پھر کسی ظن کو بھی گناہ سے خالی نہ سمجھا جائے۔

قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر حضرت مولانا نورالدین اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو ایک مرتبہ بدظنّی پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے (البدر ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء) فرمایا۔ بدظنّی سے بڑا نقصان پہنچا ہے۔ مَیں نے ایک کتاب منگوائی وہ بہت بے نظیر تھی مَیں نے مجلس میں اس کی خوب تعریف کی کچھ دنوں بعد وہ کتاب گم ہوگئی مجھے کسی خاص　　تو خیال نہ آیا مگر یہ خیال ضرور آیا کہ کسی نے چرالی۔ ایک دن جب مَیں نے اپنے مکان سے الماریاں اٹھوائیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ الماری کے پیچھے کتاب پڑی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھ پر دو معرفت کے نکتے کھلے ایک تو مجھے ملامت ہوئی کہ مَیں نے دوسرے پر بدگمانی کیوں کی دوسرے مَیں نے صدمہ کیوں اٹھایا۔ خدا کی کتاب قرآن مجید اس سے بھی زیادہ عزیز اور عمدہ میرے پاس موجود تھی۔ اسی طرح فرماتے ہیں کہ ایک نہایت عمدہ ٹوپی جس پر طلائی کا کام ہوا تھا۔ کسی نے مجھے تحفۃً بھجوائی۔ ایک اجنبی عورت ہمارے گھر میں تھی اسے اس طلائی کے کام کا بہت شوق تھا اس نے اس کے دیکھنے میں بہت دلچسپی لی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ٹوپی گم ہو گئی۔ مجھے اس کے گم ہونے کا کوئی صدمہ تو نہ ہوا کیونکہ وہ ٹوپی نہ میرے سر پر پوری آتی تھی اور نہ ہی میرے بچوں کے سر پر۔ مگر میرے عکس نے اس طرف توجہ کی کہ اس عورت کے پسند آگئی ہوگی۔ مدت ہوئی اس عورت کے چلے جانے کے بعد جب بستر کو جھاڑنے کے لئے کھولا گیا تو اس کی تہ میں سے نکل آئی۔ دیکھو بدظنّی کتنی مہلک بیماری ہے۔ اس نے محض اپنے فضل سے میری رہنمائی کی۔ اس بدظنّی کی جڑ ہے تجسس اور تاڑ بازی۔ اس سے پھر غیبت کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ گناہ بڑ کے درخت کے بیج کی طرح چھوٹا ہوتا ہے آخر میں بہت بڑا ہو جاتا ہے۔ جس کی بعض جڑیں ایک ایک میل تک چلی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں پر بدظنّی اور نکتہ چینی مت کرو۔ خدا کے نیک بندوں کے کام خواہ ہماری سمجھ میں نہ آئیں یا ہمیں بے جا نظر آئیں وہ سب خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوتے ہیں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادّی۔

بدگمانی سے بچنا ارشاد ربّانی کی تعمیل ہے۔ جتنا ہم حسن ظن اپنے امام۔ ان کے مقرر کردہ افسروں اور اپنے بھائیوں پر رکھیں گے اتنا ہی دین و دنیا کے حسنات سے حصّہ پائیں گے دوسروں کے حالات کو اپنے نفس پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔

؎ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ در ماند نوشتن شیر شِیر

پاکوں کے کام کو اپنے پر قیاس مت کرو۔ گرچہ لکھنے میں شیر (درندہ) اور شِیر (دودھ) ایک جیسے ہیں۔

قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر آتا ہے جس میں بعض نے حضرت امّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشا تھا جو واقعہ افک سے مشہور ہے۔ جس پر سورۃ النور بھی نازل ہوئی۔ اس میں یہ نہیں کہا کہ تم اپنے گمان کو کسی مومن یا مومنہ کے متعلق بُری طرف مت لے جاؤ بلکہ یہ فرمایا:۔

لولا اذا سمعتموہ ظنّ المومنون والمؤمنات بانفسھم خیرًا وقالوا ھذا افك مبین۔

جب تم نے یہ بات سُنی تھی کیوں مومن مَرد اور مومن عورتوں نے اپنے دل میں نیک گمان نہ کیا اور زبان سے یہ الفاظ نہ نکالے کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔

اس آیت شریفہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مومن کی فضیلت یہ ہے جب وہ کسی مومن کے متعلق بری بات سُنے تو فورًا بلا تردد کہے کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ اور مومن اپنے نیک یقین پر قائم رہے۔

آپس کا تنازعہ بدگمانی سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ بدگمانی کرنے والا دوسرے کے دل پر حملہ کرتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ظاہری حالات کو ظاہر تک ہی چھوڑ دیا جائے اور اس سے بڑھ کر دوسرے کے دل پر فتویٰ نہ لگایا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ستّار ہے۔ اپنے بھائی کی عیب پوشی کرو۔ عیب دری نہ کرو۔ کسی کی اصلاح بھی ضروری ہے اس لئے اسے ایسی جگہ سمجھاؤ جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دیکھتا سنتا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بدگمانی سے بچائے اور ظن المومنین خیرًا پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

"تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے۔ جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو۔ یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔"

(کشتی نوح)

مجلسِ انصار اللہ کرتو ضلع شیخوپورہ کا ایک کامیاب تربیتی اجتماع

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی تشریف آوری

۱۴، ۱۵ر مئی ۱۹۸۱ء کو مجلس انصار اللہ کرتو ضلع شیخوپورہ کے زیرِ اہتمام ایک بہت کامیاب تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے بھی ازراہِ نوازش شرکت فرمائی۔ پروگرام کے مطابق اردگرد کے کثیر دیہات سے احمدی احباب مرد و زن اور بچوں کے علاوہ بھاری تعداد میں دوسرے دوست بھی شریک ہوئے جن کی مجموعی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی۔

۱۴ر مئی کو بعد نمازِ عشاء پہلا اجلاس ہوا جو کہ رات کو ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ اس میں مکرّم غلام باری صاحب سیفؔ اور مکرّم مولوی منیر الدین احمد صاحب سابق مبلغ سویڈن نے جماعت احمدیہ کی بیرونی ممالک میں خدمتِ اسلام کی مساعی پر بڑی عمدگی سے روشنی ڈالی۔ مکرّم مولوی منیر الدین احمد صاحب نے سلائیڈز بھی دکھلائیں اور واضح کیا کہ کس طرح جماعت احمدیہ دُنیا کے مختلف ممالک میں مساجد، ہسپتال، سکول اور کالج قائم کرکے بنی نوع انسان کی بے لوث خدمات بجا لا رہی ہے۔ اس پروگرام میں آٹھ سو کے قریب دوست شریک ہوئے۔ اگلے روز بعد نماز فجر مربی سلسلہ مکرّم مولوی عبدالرشید صاحب تبسّم نے قرآنِ پاک کا درس دیا۔ جس کے بعد نو بجے صبح دوسرا اجلاس ہوا اس میں مکرّم ماسٹر مقصود احمد صاحب۔ مکرّم مولوی مبشر احمد صاحب کاہلوں پروفیسر جامعہ احمدیہ اور مکرم غلام باری سیفؔ صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ حکیم دین محمد صاحب نے اپنا منظوم پنجابی کلام پڑھ کر سُنایا۔ آخر میں صدر اجلاس مکرم مولوی عبدالرشید تبسم صاحب نے مختصر صدارتی تقریر فرمائی۔

پونے دو بجے سہ پہر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ نے تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے اصلاح وارشاد کے فریضہ کی اہمیّت واضح کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے لئے اپنے عملی نمونہ کو اسلام کے مطابق ڈھالنا ازحد ضروری ہے۔

اختتامی اجلاس اڑھائی بجے سہ پہر محترم صاحبزادہ صاحب کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ اس میں تلاوت اور نظم کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے بڑے ہی مؤثر انداز میں خطاب فرمایا آخر میں سوال و جواب کا پروگرام ہوا جو چار بجے سے ساڑھے پانچ بجے شام تک جاری رہا۔ سامعین نے مختلف سوالات کئے جن کے صدر محترم نے بڑے مدلّل اور مفصّل جواب دیئے جن کا حاضرینِ مجلس پر گہرا اثر ہوا۔ اس مجلس میں حاضری چھ صد مرد و زن پر مشتمل تھی جن میں ایک صد سے زائد دوسرے دوست اور معززین بھی شامل ہوئے۔

اس اجتماع میں شیخوپورہ کے علاوہ گوجرانوالہ اور سیالکوٹ اضلاع کے احباب بھی شامل ہوئے۔

(نصیر احمد شاہد - مربی سلسلہ احمدیہ از کرتو ضلع شیخوپورہ)

موضع پھاہیوالی ضلع شیخوپورہ میں ایک دلچسپ مجلس مذاکرہ

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کی تشریف آوری

بتاریخ ۱۰ ؍جون ۱۹۸۱ء موضع پھاہیوالی ضلع شیخوپورہ (چک ۷۹ نواں کوٹ) میں ایک دلچسپ مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس میں مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے صدر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ نے بھی بنفسِ نفیس شمولیت فرمائی۔

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف اس روز چار بجے خانقاہ ڈوگراں پہنچے جہاں پر مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب امیر ضلع نے ضلع شیخوپورہ کے عہدیداران کے ہمراہ آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ محترم میاں صاحب نصف گھنٹہ وہاں قیام کرنے کے بعد موضع پھاہیوالی روانہ ہو گئے۔

تلاوت قرآن مجید کے ساتھ پروگرام کا آغاز ہوا جس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ گرمی کی شدت کے باوجود سامعین نہایت دلچسپی اور دلجمعی کے ساتھ سوالات کے جواب سے محظوظ ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ پانچ بجے شام سے آٹھ بجے شب تک جاری رہا۔ آخر اس مجلس مذاکرہ میں کثرت کے ساتھ معززین علاقہ اور علاقہ کی جماعتوں کے احباب بھی شامل ہوئے۔ شیخوپورہ سے بہت سے احباب جماعت بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔ اور بڑی تعداد میں غیر از جماعت مستورات نے بھی استفادہ کیا۔

اس مجلس کو کامیاب بنانے میں امیر صاحب ضلع اور مربی صاحب کے علاوہ چوہدری خورشید احمد صاحب قمر۔ مولوی خورشید احمد صاحب۔ چوہدری ظفر احمد صاحب۔ مکرم غلام سرور صاحب نمبردار۔ اور چوہدری فضل احمد صاحب جلال آبادی نے خصوصی تعاون کیا۔ مجلس کے دوران تین گھنٹے تک خدام و اطفال دستی پنکھوں کے ذریعہ گرمی کی شدّت کو کم کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور اس مجلس کے بابرکت ثمرات و نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

(محمد احمد معتمد عمومی مجلس انصاراللہ)

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔" (کشتی نوح)

شمارہ ۹و۱۰ ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ جلد ۲۱

مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کے اراکین سے

سیّدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایمان افروز خطاب

الحمد للہ ثم الحمد للہ مورخہ ۳ ظہور بروز پیر مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کے انصار اللہ کے لئے سیّدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات اور ارشادات عالیہ سے مستفیض ہونے کا ایک زرّیں موقع پیدا ہوُا۔ سیّدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی اقامت گاہ واقع ڈیفنس سوسائٹی میں ضلع کراچی کے انصار اللہ کے درمیان ٹھیک ساڑھے پانچ بجے رونق افروز ہوئے تو اجلاس کی کاروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ تلاوت کے بعد حضور اقدس کی اتباع میں انصار اللہ نے عہد دُہرایا۔ ازاں بعد حضور نے مکرّم ناظم صاحب ضلع مجلس انصار اللہ کراچی مکرم نعیم احمد خان صاحب سے دریافت فرمایا کہ مجلس نے گذشتہ چھ ماہ میں کیا کام کیا ہے مکرّم ناظم صاحب نے مختصر طور پر مجلس کی مختلف کارگذاریوں کا ذکر کیا اور حضور وقفے وقفے سے اُن کی کارگذاری پر تبصرہ فرماتے ہوئے قیمتی ہدایات اور نصائح فرماتے رہے۔ ناظم صاحب نے بتایا کہ مساجد میں فجر کی نماز میں انصار اور دوسرے دوستوں کو کثرت سے شامل ہونے کی طرف توجہ دلائی گئی اور اس سلسلے میں مسلسل دَورے کئے جاتے رہے۔ جنتم صاحب تربیّت نے اس کے لئے خصوصی پروگرام بنایا تھا۔ حضور نے مختلف حلقوں کی تعداد اور مساجد کے باہمی فاصلوں کے متعلق دریافت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہو۔ دہاں تک کے لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی قریبی مسجد یا نماز کے مرکز میں پہنچ کر نماز باجماعت کی ادائیگی کا فریضہ انجام دیں۔

حضور نے انصار کو اپنی صحت کا خاص خیال رکھنے کی طرف بھی متوجہ کیا۔ اس سلسلے میں سائیکل کی سواری کے متعلق فرمایا کہ یہ بہت اچھی ورزش ہے جس سے صحت درست رہتی ہے۔

اس سے پہلے حضور نے قرآن کریم پڑھنے اور اس کے علوم سے زیادہ سے زیادہ بہرہ ور ہونے کی ضرورت پر زور دیا۔ حضور نے فرمایا کہ کسی چیز کی قدر اس کی معرفت سے ہوتی ہے۔ جتنی کسی کی معرفت ہوگی اُتنی ہی اُس کے دل میں اللہ تعالیٰ۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم اور قرآن کریم سے محبّت پیدا ہوگی۔ حضور نے حضرت بانی سلسلہ احمدیّہ کی کُتب کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ دوسرے علُوم میں دسترس حاصل کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا کہ دُنیا کی تمام چیزیں انسان کے لئے مسخّر کی گئی ہیں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ اپنے ان خادموں سے پوُری طرح فائدہ اٹھائیں۔

حضور کا یہ ایمان افروز خطاب کوئی سوا گھنٹہ جاری رہا اور انصار احباب ایک محویت اور وجد کی کیفیّت میں اپنے امام ہمام کے ارشادات سے مستفیض ہوتے رہے۔ اس کے بعد حضور نے دُعا کرائی اور اندرونِ خانہ تشریف لے گئے۔ اس سے پہلے جب حضور جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کے مرکزی عہدیداران کا حضور سے تعارف کرایا گیا اور حضور نے انہیں مصافحہ کا شرف بخشا۔ الحمد للہ۔

(آفتاب احمد بسمل منتظم اشاعت مجلس انصار اللہ ضلع کراچی)

صدر محترم کے دورہ ضلع سیالکوٹ کی روئیداد

"اصلاح و ارشاد کے فرائض اسی حکمت سے ادا کریں جس طرح زمیندار کھیتی باڑی کے کام کو سرانجام دیتا ہے"

"یہ انتہائی ضروری ہے کہ زعماء اپنی مجالس کے بنیادی کوائف صحیح اکٹھے کریں"

مورخہ ۲۹ ہجرت/مئی ۱۳۶۰ ہش/ ۱۹۸۱ء کی صبح رائے پور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے اردگرد کے تینتیس پینتیس دیہات کے احمدی احباب، مرد، زن، بچے بوڑھے سب کے سب اُن کچے پکے راستوں اور پگڈنڈیوں پر ایک ہی طرف —— رائے پور —— کی طرف رواں دواں تھے۔

کیونکہ آج اس دُور افتادہ علاقہ کے دور دراز دیہاتوں کے احمدیوں کے درمیان حضرت اقدس کے پوتے اور حضرت المصلح الموعود کے بیٹے صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ بنفسِ نفیس ان کے درمیان چند گھنٹے گذارنے اور ملاقات کرنے اور مجلس کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لئے تشریف لا رہے تھے۔ جب مجلس مرکزیہ کی گاڑی پکی سڑک سے اُتر کر تین میل کا کچا راستہ طے کرکے صدر محترم کو لے کر رائے پور پہنچی تو سینکڑوں کی تعداد میں اردگرد کے دیہات کے احمدی احباب سفید سفید کپڑوں میں ملبوس سروں پر صافے اور پگڑیاں باندھے خوش آمدید کہنے کے لئے جمع ہو چکے تھے۔

رائے پور پہنچنے کے بعد صدر محترم نے انتہائی مصروف وقت گذارا۔ سب سے پہلے علاقہ کی مجالس انصار اللہ کے زعماء اور عہدیداروں کے ساتھ ایک ورکنگ سیشن منعقد کیا اور مجالس کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور ہدایات دیں۔ دو بجے سے تین بجے تک خطبہ جمعہ اور نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ سوا تین سے سوا چار بجے تک ضلع سیالکوٹ کی احمدیہ کالجئیٹ ایسوسی ایشن کے عہدیداروں اور طلباء سے ملاقات کی۔ اور ساڑھے چار سے ساڑھے چھ بجے تک مجلس سوال و جواب کی ایک دلچسپ نشست منعقد ہوئی۔

زعماء کے اجلاس میں سب سے پہلے ناظم انصار اللہ ضلع سیالکوٹ مکرم بابو قاسم الدین صاحب نے صدر محترم کی خدمت میں علاقہ کی مجالس سے متعلق بنیادی کوائف پیش کئے۔ صدر محترم نے ان کوائف کا مطالعہ و موازنہ کرنے کے بعد زعماء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ محترم ناظم صاحب ضلع نے جو کوائف مہیا کئے ہیں وہ بنیادی طور پر حقائق پر مبنی نہیں ہیں۔ عموماً جماعت اور مقامی مجالس کے اراکین کی تعداد ۴ اور ایک کی نسبت سے لے کر دس اور ایک کی نسبت تک پہنچتی ہے لیکن جن مجالس میں یہی نسبت بیس اور ایک بلکہ پچیس اور ایک دکھائی گئی ہو وہ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں لہذا سب سے پہلے زعماء کو اپنی مجالس کے تجنید سے متعلق جملہ کوائف درست اور صحیح درج کرنا ہوں گے۔ ورنہ مجلس کی تمام رپورٹیں اور ساری

کارکردگی مفروضوں پر مبنی ہوگی۔

صدر محترم نے فرمایا کہ اسی طرح اگر چندہ مجلس کے بارہ میں اعداد و شمار کا جائزہ لیں تو یہ بھی غلط ثابت ہوتے ہیں۔ فی زمانہ کم از کم آمدنی / اُجرت تین صد روپیہ ہے۔ لیکن یہاں مہیا کردہ اعداد و شمار کا تجزیہ کیا ہے تو پتہ چلا کہ کمانے والے انصار کی اوسط آمدنی ۸۰/- روپے فی کس بنتی ہے۔ جو ہرگز درست اور قابل قبول نہیں۔ لہٰذا ایسے اعداد و شمار اپنی رپورٹوں میں درج نہ کریں۔ فی الحال یہ غلطی عمداً نہیں کی گئی بلکہ بے احتیاطی سے ایسا ہوا ہے۔ لہٰذا آئندہ زیادہ احتیاط کے ساتھ مجالس کو اعداد و شمار تیار کرنا ہوں گے۔ اگر کوئی عمداً ایسا کر رہا ہے تو یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ سے تو کوئی چیز چھپائی نہیں جا سکتی۔ یہ مالی قربانی کسی انسان کے لئے تو نہیں کی جاتی بلکہ اُس بے حد فضلوں اور رحمتوں والے خدا کی رضا کے حصول کے لئے کی جاتی ہے جس نے خود اپنے فضل سے ہمیں سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ پس خدا کے نام پر دیئے جانے والے چندوں میں اگر صحیح اعداد و شمار پر پردے ڈالے گئے ہوں تو یہ ایک نہایت مضحکہ خیز صورت بن جائے گی کہ جس ذات نے سب کچھ عطا کیا ہے اُس سے اُس کی عطاء کا حساب چھپایا جا رہا ہے۔ پس غفلت اور بے احتیاطی کے نتیجہ میں جو کچھ ہوا سو ہو چکا لیکن یہ غلطی اور گناہ آئندہ سرزد نہیں ہونا چاہئے۔ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ سے کنجوسی اور بخل کسی طرح بھی راس نہیں آتے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں دینے کیلئے آمدن کا جو حصّہ معیّن کر دیا گیا ہو وہ تو اسی کا ہو جاتا ہے اور اس پر بندے کو تصرّف کا حق نہیں رہتا۔ پس جو بھی عمداً اس میں تصرّف کرے اُسے یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کے نہ تو مال میں برکت رہتی ہے نہ جان میں نہ اولاد میں۔ پس ایسی بے ثمر زندگی بھی کیا زندگی ہے جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت عطا نہ ہو۔

جماعت کے مالی نظام سے کسی نہ کسی رنگ میں منسلک رہنے والے خوب جانتے ہیں کہ چندوں کے معاملہ میں غفلت کرنے والے یا دیانت کے معیار سے گر جانیوالوں کی زندگی عموماً طرح طرح کی مشکلات اور مصائب اور ذہنی پریشانیوں کا شکار رہتی ہے اور طمانیت قلب نصیب نہیں ہوتی پس خود اپنی ہی بھلائی کی خاطر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کرتے وقت صاف اور سیدھے ہو کر چلیں اور کوئی بل بیچ میں نہ رہنے دیں۔

زعماء سے خطاب جاری رکھتے ہوئے صدر محترم نے نگران حلقہ جات کے فرائض کی نشان دہی کی اور فرمایا کہ نگران حلقہ اس لئے مقرر کئے جاتے ہیں کہ مرکز کی نمائندگی کا حق ادا کریں اور جو امور چھان بین کے لائق ہوں موقع پر پہنچ کر ان کی چھان بین کریں۔ لیکن اگر نگران حلقہ فرضی رپورٹوں کو وصول کر کے اسی طرح آگے مرکز کو ارسال کر دیں تو پھر تو وہ محض ڈاکیہ کا کام سرانجام دے رہے ہوں گے۔ اگر آپ نگران حلقہ جات ہیں یا زعیم اعلیٰ یا ناظم ضلع ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ مجالس اور زعماء کے کام کی نگرانی کریں جو کوائف نیچے سے آئیں ان کی پڑتال کریں کہ آیا بنیادی کوائف مبنی برحقیقت ہیں یا نہیں۔

صدر محترم نے فرمایا یہ سارا بنیادی اہمیّت کا کام ہے اس کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ کام کے لئے ٹیم ورک ہو۔ اپنے مددگار بنائیں۔ کام ترتیب

سے اور بانٹ کر کریں۔ اس طریق کار کے فقدان سے ایک بھاری نقص پیدا ہوتا ہے اور یہ نقص آپ کے ضلع میں بہت نمایاں ہے۔

صدر محترم نے فرمایا۔ یہ امر لازمی ہے کہ مرکز کی ہدایات آگے مجالس اور ممبرانِ مجالس تک بروقت پہنچائی جائیں اور انہیں امانت سمجھ کر آگے پہنچایا جائے۔ عہدیدار چھوٹے ہوں یا بڑے سب امین ہیں۔ اگر آپ مرکز کی ہدایات آگے نہیں پہنچاتے تو امانت میں خیانت کے مرتکب ہونگے۔ لہذا زعماء کی جواب طلبی سے قبل اس بات کی ضمانت حاصل کرنا ضروری ہے کہ مرکزی لائحہ عمل سب ممبرانِ مجالس تک پہنچ چکا ہے یا نہیں؟

صدر محترم نے فرمایا کہ انصار جماعت کا ایک ایسا حصّہ ہیں جو اپنی عمر اور اثر و رسوخ اور ذمّہ داری اور تجربہ کی بناء پر خدمتِ دین کے لحاظ سے جماعت کی صف اوّل شمار ہونے چاہئیں۔ لیکن افسوس کہ ضلع سیالکوٹ میں صورتِ حال برعکس نظر آتی ہے اور باوجود اس کے کہ بہت ہی مخلص اور وقت کی قربانی دینے والے دُعاگو بزرگ آپ کے ضلع کے ناظم انصار اللہ ہیں۔ لیکن بحیثیت مجلس یہ ضلع بہت پیچھے ہے یہ امر قابل غور ہے۔ اللہ تعالیٰ بالعموم چالیس سال سے اوپر کی عمر والوں کو نبوّت سے سرفراز فرماتا آیا ہے اور ان پر ذمّہ داریوں کا سب سے زیادہ بوجھ ڈالتا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ الّا ماشاء اللہ پختگی اور سنجیدگی سے ٹھوس کام کی صلاحیّت اسی عمر میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے آپ جماعتی نظام میں اپنی اس اہم مرکزی حیثیّت کو سمجھیں اور یہ امر ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اگر آپ سرگرم عمل ہوں گے اور پورے جوش اور لگن کے ساتھ اپنی ذمّہ داریوں کو ادا کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی نسل بھی سرگرم عمل رہے گی اور ان کے حُسنِ عمل کا ثواب آپ کو بھی پہنچتا رہے گا۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے محترم صدر صاحب نے فرمایا کہ بنی نوع انسان کی خدمت اور نگرانی کا حق شعبہ اصلاح وارشاد کو سرگرم عمل کرنے سے ہی ادا ہو سکتا ہے اگر کوئی زعیم دو تین سال کے عرصہ میں بھی کوئی نیا احمدی نہیں بناتا ہے تو وہ خدا کی طرف سے عائد ہونے والے فرض کی ادائیگی میں غفلت کا مرتکب ہوتا ہے۔ زعماء کو چاہئے کہ دُعا کے ساتھ، فکر کے ساتھ، دُکھ اور غم سے دل کو جلا کر خدا تعالیٰ سے دُعا مانگیں۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ مَیں مضطر کی دُعا کو قبول کرتا ہوں۔ مضطر دل کی دُعا میں خدا برکت ڈالتا ہے اور ہر زعیم کی طرح ہر نگران حلقہ کا بھی فرض ہے کہ دیکھے کہ کیوں انصار نئے احمدی نہیں بنا رہے؟

صدر محترم نے فرمایا کہ زعماء زمیندارہ حکمت کے اصول کے تحت کام کریں اور جو سلوک آپ اپنی زمینوں سے زمیندارہ اصول کے تحت کرتے ہیں وہی سلوک احمدیّت کا بیج بونے کے لئے بنی نوع انسان سے کریں۔ زمین موجود ہو۔ بیج موجود ہو لیکن کام نہ ہو تو زمین میں جنگل اُگ آئے گا۔ خار دار جھاڑیاں اُگ آئیں گی۔ اسی طرح اگر اپنی بستیوں کے ماحول سے آپ نے غفلت برتی تو غلط فہمیاں تعصّب اور ایذا رسانی اور گالیوں کی خار دار جھاڑیاں ہر طرف اُگنے لگیں گی۔ زمیندارہ اصول یہ ہے کہ اگر زمین کسی کی طاقت سے زیادہ ہو تو وہ ابتداء میں اتنی ہی زمین زیرِ کاشت لاتا ہے جتنی آسانی

کے ساتھ سنبھال سکتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ سب سے پہلے آسان ہموار اور اچھی زمین کو اختیار کرتا ہے۔ اسی اصول پر آپ اپنے ارد گرد دیکھیں۔ اپنے گاؤں میں سے نسبتاً شریف لوگ جو مذہبی دلچسپی رکھتے ہوں اُن کو چُن لیں اور تبلیغ شروع کریں۔ تبلیغ سے جماعت کے خلاف غلط فہمیاں تعصّب اور جہالت دُور ہوگی اور رفتہ رفتہ سعید روحیں احمدیت کی طرف مائل ہونا شروع ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ

صدر محترم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو تم اپنے کھیتوں کی ہریالی کے لئے آسمان کی طرف بھی دیکھتے ہو کہ بارش برسے تو ہماری محنت کو پھل لگے۔ اوپر کی طرف دیکھنا تمہاری فطرت کے اندر داخل ہے۔ کچھ دنوں کے اندر اس علاقہ میں برسات شروع ہونے والی ہے جس سے تمہاری مونجی کی فصل ہری بھری ہو جائے گی تو اگر تم اپنی زمین کے لئے آسمان کی طرف بارش کے لئے دیکھتے ہو تو جماعت کی سرسبزی ہریالی اور ترقی کے لئے بدرجہ اولیٰ آسمان کی طرف نظر کرنی چاہیئے۔ پس خدا سے ہر آن دُعا کرو۔ کہ اے خدا ہماری تبلیغ میں آسمان سے برکت ڈال اور جماعت کو ترقی عطا فرما۔ اور اس کی سرسبزی میں اضافہ کر۔ آمین

یاد رکھو اس سارے علاقہ میں ایک عظیم انقلاب آ سکتا ہے جماعت کیلئے زمین ہموار ہے۔ ہمت کرو۔ کوشش کرو۔ اپنے فرائض پہچانو۔ اور زمیندارہ اصولوں کو جماعت پہ لاگو کرو۔ پھر آسمان کی طرف نظر اٹھاؤ اور رحمتوں اور فضلوں کی بارش کے لئے عاجزانہ دُعائیں کرو۔

صدر محترم نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں یہ رپورٹ کہ آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں کتنی بیداری پیدا ہوئی؟ کیا کچھ کیا؟ اور کیا نتیجہ برآمد ہوا براہِ راست مجھے لکھ کر بھیجیں اور جو حل طلب امور ہوں ان کا ذکر کر کے مشورہ مانگیں۔ اس بارہ میں انشاء اللہ مرکز بھی بروقت راہنمائی کرتا رہے گا یہ اَمر کبھی نہ بھلائیں۔ جو نگران ہیں اُن سے پوچھا جائے گا۔ مَیں نہ پوچھوں گا تو خدا پوچھے گا۔ لیکن دینی ذمہ داریوں میں آپ لازماً اسی طرح جواب دہ ہیں جس طرح مَیں ہوں۔

زعماء کرام سے اس موثر خطاب کے بعد صدر محترم نے اجتماعی دُعا کرائی۔ اسی شام ساڑھے چار سے ساڑھے چھ بجے تک کھُلی جگہ پر شامیانوں کے نیچے محفل سوال و جواب کا نہایت دلچسپ دَور چلا۔ درمیان میں مشرق سے کالی گھٹائیں اٹھیں اور آدھ گھنٹہ تک زور دار بارش ہوئی۔ خدام نے شامیانوں کے بانسوں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ حاضرین کے ساتھ صدر محترم بھی بارش میں شرابور ہو گئے۔ مگر دلچسپی کا عالم یہ تھا کہ محفل مسلسل جمی رہی۔ آدھ گھنٹہ کے بعد بارش تھمی تو دن کی تپش اور لُو ختم ہو چکی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی خنک ہوائیں چلنے کے نتیجہ میں جب ساڑھے چھ بجے اجلاس برخاست ہوا تو احباب کے بارش سے تر کپڑے اب خشک ہو چکے تھے۔ اور موسم نہایت خوشگوار صورت اختیار کر گیا۔ بہر حال شام سوا سات بجے رائے پور سے روانہ ہو کر رات پونے بارہ بجے ربوہ بخیریت پہنچ گئے۔ اس دَورہ میں خاکسار منور شمیم خالد قائد عمومی اور مکرم محمد اسلم صابر صاحب قائد تجنید کو صدر محترم کے ہمراہ سفر اختیار کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس یک روزہ تربیتی اجلاس کو کامیاب بنانے کیلئے مکرم بالو قائم الدین صاحب ناظم ضلع اور دیگر عہدیداران مجلس کے علاوہ علاقہ کے مربیانِ کرام اور مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب امیر ضلع سیالکوٹ نے بھرپور تعاون فرمایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

مجالس انصار اللہ ضلع سیالکوٹ کی ترقی پذیر سرگرمیاں

صدر محترم مجلس انصار اللہ مرکزیہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے ۲۲ مئی/ہجرت کو ضلع سیالکوٹ کی دو درجن سے زائد مجالس کا بمقام سمبڑیال اور مورخہ ۲۹ مئی/ہجرت کو رائے پور تحصیل پسرور کے مقام پر ۳۰ کے قریب مجالس کے عہدیداران سے ملاقات کی کام کا جائزہ لیا اور پھر زرین ہدایات سے نوازا صدر محترم کے اس دورہ کے نتیجہ میں پورے ضلع میں ایک نئی ہلچل اور سرگرمی دیکھنے میں آرہی ہے اور اسی سلسلہ میں مکرم نواب دین صاحب نگران حلقہ بھروکے کلاں ضلع سیالکوٹ اپنی رپورٹ محررہ ۲۰ جون ۱۹۸۱ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"صدر محترم کے دورہ سمبڑیال و رائے پور نے ہمارے دلوں میں یہ کیفیت پیدا کر دی ہے کہ ہم اپنی غفلتوں اور سستیوں کے باعث اس قابل نہ رہے تھے کہ آپ سے ملاقات کے بعد اپنے گھروں کو واپس جائیں اور نہ ہی اس قابل محسوس کیا کہ اپنے مقدس مرکز ربوہ میں داخل ہو سکیں سوائے اس کے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عہدیدار کہلا کر اپنے عہدہ کے مطابق کام کریں۔ اور اتنا کام کریں کہ ہماری گذشتہ کوتاہیوں کی بھی تلافی ہو اور آئندہ کے لئے بھی مثالی کام ہو۔ آپ سے عاجزانہ دعا کی التجا ہے کہ آپ از راہِ کرم ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و احسان سے ہم سب عہدیداروں کو مقبول کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار نے ان دنوں بھی حلقہ کی مجالس کا دورہ کیا اور (۱) ترسکہ (۲) میانوالی سندھواں (۳) منڈیکے گورایہ (۴) بھروکے (۵) موسے والا جانے کا موقع ملا۔ الحمد للہ۔ ان تمام مجالس کے بجٹ کم از کم جماعتی بجٹ کے مطابق بنا دیئے گئے ہیں۔ اور اس سے بجٹ میں بفضل تعالیٰ خاصا اضافہ ہوا ہے۔ مثلاً میانوالی سندھواں کا گذشتہ بجٹ انصار اللہ تقریباً ۲۰۰ سے بڑھ کر ساڑھے پانچ صد روپیہ ہو گیا ہے۔ آپ کے دورہ سمبڑیال کے موقع پر میانوالی سندھواں کے زعیم حاضر تھے انہوں نے بھی بہت تعاون فرمایا ہے جزاہم اللہ تعالیٰ۔ وقت اجازت نہیں دیتا کہ پوری رپورٹ لکھوں انشاء اللہ تعالیٰ کام کی رپورٹیں بھجوانے کا سلسلہ جاری رہے گا۔

اب سب سے اہم اور فکر پیدا کرنے والا کام اپنے عہد بیعت کو پورا کرنا ہے اس کے لئے آپ سے خصوصی درخواستِ دعا ہے۔"

دورہ مغرب ۱۴۰۰ھ

نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف نے سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یورپ، شمالی امریکہ اور مغربی افریقہ کے تیرہ ممالک کے طویل تبلیغی و تربیتی دورہ کی مفصل روئیداد نہایت خوبصورت کتاب کی شکل میں، یادگار تاریخی تصاویر سے مزین کر کے شائع کی ہے۔ یہ مصور کتاب نہ صرف ہر احمدی کے مطالعہ میں آنی چاہیئے بلکہ دوسرے دوستوں کو پڑھانی چاہیئے۔

قیمت فی نسخہ -/۲۵ روپیہ ہے لیکن جو مجالس ۲۰ کتب کا آرڈر دیں گی ان کو دفتر مرکزیہ ۱۵ روپیہ فی نسخہ مہیا کرے گا۔

بیرونی دورہ سے کامیاب مراجعت پر مجلس عاملہ مرکزیہ کی طرف سے

مکرّم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب کے اعزاز میں تقریب استقبالیہ

مورخہ ۹ ظہور/اگست ۱۳۶۰ ہش/۱۹۸۱ء شام چھ بجے دفتر انصار اللہ کے ہال میں مکرّم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ کے اعزاز میں مرکزی مجلس عاملہ کی طرف سے ایک تقریب استقبالیہ زیرِ صدارت مکرّم جناب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ منعقد ہوئی۔ جس میں قائدین۔ نائب قائدین و کارکنانِ دفتر مرکزیہ کے علاوہ چیدہ چیدہ بزرگان سلسلہ بھی شریک ہوئے۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلامِ پاک سے ہوا جو مکرّم محمد اسلم صاحب صابر قائد تجنید نے کی۔ بعدہٗ صدر محترم نے انصار اللہ کا عہد دہروایا۔ عہد کے بعد مکرم منور شمیم صاحب خالد قائد عمومی نے مجلس مرکزیہ کی طرف سے مکرّم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ جس میں آپ کو بہتّر دنوں میں نو ممالک میں پچاس سے زائد مجالس انصار اللہ کے قیام کے لئے دن رات انتھک طریق پر کام کر کے دَورہ کے مقاصد کو ممکنہ انسانی حد تک کامیاب بنانے پر آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

استقبالیہ ایڈریس کے جواب میں مکرّم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب نے اپنے مختصر مگر نہایت جامع انداز میں اپنے دَورہ کے کوائف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ صدر محترم کی ہدایات کے مطابق بیرونی ممالک میں انصار اللہ کی تنظیم کو مستحکم اور فعال بنانے کی خاطر ان ممالک میں تمام انصار کی تجنید، ان کے پتہ جات، خاندانوں کے کوائف، بچوں کی تعداد اور ان کی تعلیمی و تربیتی کیفیت کے علاوہ بجٹ کی تیاری اور عہدیداران کا تقرر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تجنید کے سلسلہ میں یہ امر بھی پیشِ نظر رکھا گیا کہ آئندہ دو تین سال میں کتنے خدام انصار اللہ میں شامل ہو جائیں گے۔ خدام و انصار اللہ کے مشترکہ اجلاسوں میں تربیتِ اولاد، اصلاح وارشاد اور مجلس کے مالی استحکام کے لئے بجٹ کی تشخیص اور مختلف چندوں کی فراہمی کی بھی کوشش کی گئی۔ نماز باجماعت اور اس کے لئے اگر جماعتی انتظام نہ ہو سکے تو گھروں میں نماز باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کرنے کی بھی تحریک کی گئی۔ محترم چوہدری صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں مختلف اعداد و شمار پیش کر کے دَورہ کی مجموعی کامیابی کا نقشہ حاضرین کے سامنے پیش کیا۔

تقریر کے آخر میں مکرّم نائب صدر صاحب نے فرمایا کہ یہ میرا پہلا تجربہ تھا بہت سے خدشات دل میں پیدا ہوئے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا فضل ہر مرحلہ پر شاملِ حال رہا اور اس طویل سفر کے تمام مراحل معجزانہ رنگ میں طے ہوتے رہے۔ آپ نے فرمایا "میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کامیابی حضرت سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور صدر

محترم کی ہدایات و راہنمائی اور آپ سب دوستوں کی نیک خواہشات کے نتیجہ میں حاصل ہوئی۔ آخر میں آپ نے دُعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ میری ان حقیر کوششوں کو قبول فرمائے اور اگر میری کسی کمی یا غلطی سے کوئی نقص رہ گیا ہو تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اسے دُور فرمائے۔ استقبالیہ ایڈریس میں میرے بارہ میں جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے اس کے لئے مَیں آپ سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

محترم نائب صدر صاحب کی تقریر کے بعد جناب صدر محترم نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ "محترم چوہدری صاحب نے اپنے دَورہ کے جو بہت ہی مختصر تاثرات بیان کئے ہیں ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ سارا کام کتنا مشکل اور محنت طلب تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کام ہوا ہے اس میں مکرم چوہدری صاحب کی محنت کی عادت کا خاص دخل ہے۔ آپ نے مرکز کی ہدایات کی روشنی میں نہایت مختصر وقت میں ٹھوس طریق سے تفصیلی پروگرام بنایا اور پھر اس کے مطابق دن رات انتھک طریق پر کام کیا کہ اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ مکرم چوہدری صاحب کے دَورہ میں تفریحی مقامات کا جو پروگرام تجویز کیا گیا تھا ان میں سے بھی بعض پر وہ عمل نہیں کر سکے۔ صدر محترم نے فرمایا کہ بہت سے ابتدائی کام جو مختلف مقامات کی مجالس میں ان کے پہنچنے سے قبل مکمل ہو جانے چاہئیں تھے وہ بنیادی کام خود چوہدری صاحب موصوف کو وہاں پہنچ کر سر انجام دینے پڑے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مکرم چوہدری صاحب کے دَورہ کے نتیجہ میں بیرونی ممالک میں انصار اللہ کی تنظیم کے استحکام اور ترقی کے لئے ایک ٹھوس بنیاد قائم ہو گئی ہے اور اس دَورہ کے نتیجہ میں باہر سے جو تاثرات موصول ہو رہے ہیں وہ بھی بڑے حوصلہ افزا ہیں۔ اور ساتھ ہی کام کا یہ پھیلاؤ اور یہ ترقی ہمارے کندھوں پر ذمہ داری کا بوجھ بھی ڈال رہی ہے۔ کیونکہ اَب مرکز کی ذمّہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور اَب جبکہ یہ کام خدا تعالیٰ کے فضل سے پھیل گیا ہے تو اس کی نگرانی ایک قائد بیرون کے لئے بہت مشکل ہو جائے گی۔ اب یقیناً کام سنبھالنے کے لئے جدید ذرائع اختیار کرنے پڑیں گے۔

صدر محترم نے اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک بہت تکلیف دہ تاثر یہ سامنے آیا ہے کہ بیرونی ممالک کے انصار میں تبلیغ کرنے کی پہلی والی عادت نہیں رہی۔ وہ تبلیغ کا سارا بوجھ مبلّغین کرام پر ڈال رہے ہیں۔ تربیّتِ اولاد کی کمی کی وجہ بھی یہی ہے اور اس کمی کا نتیجہ یہ ہے کہ والدین اور ان کی اولاد کے درمیان ایک خلیج حائل ہو رہی ہے اور یہ خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے گو بعض مقامات پر اس کا احساس بیدار ہے مگر بعض جگہ پر تو احساس تک بھی نہیں۔ اس سارے مسئلہ پر عملی جد و جہد کے علاوہ دعاؤں کی بھی از حد ضرورت ہے۔

صدر محترم کے نہایت مؤثر صدارتی خطاب کے بعد مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب قائد تحریک جدید نے خاص اس تقریب کے لئے کہی گئی اپنی نظم خوش الحانی سے سُنائی۔ اور اکل و شرب کے پروگرام کے بعد اجتماعی دُعا کے ساتھ جو مکرم صوفی غلام محمد صاحب نے کرائی یہ تقریب استقبالیہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

زعماء نوٹ فرمائیں!

حضرت المصلح الموعود کا آخری کارنامہ یعنی تفسیر صغیر انشاء اللہ سالانہ اجتماع کے موقع پر مرکز میں دستیاب ہوگی۔ قیمت -/۴۷ روپیہ فی نسخہ۔ زعماء مجالس میں اعلان کر دیں۔

استقبالیہ ایڈریس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب محترم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ ۔ آج سے ٹھیک تین ماہ قبل ۹ مئی ۱۹۸۱ء کو بالکل اسی جگہ اور عین اسی وقت ہم اراکین مجلس مرکزیہ نے جن دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ آنمکرم کو یورپ اور شمالی امریکہ کے ممالک میں مجلس انصار اللہ کی تشکیل و تنظیم کے اہم اور نازک مگر اہمیت کے لحاظ سے نہایت دور رس نتائج کے حامل اسی عالمی دورہ پر روانہ کیا تھا ۔ الحمد للہ خدا تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل سے ان دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا جس کے نتیجہ میں ان پورے دو ماہ بارہ دن کے اس عالمی دورہ میں آپ نے لگاتار انتھک جدوجہد اور لگن اور ممکنہ انسانی حد تک دورہ کے مقاصد کے حصول کیلئے مسلسل بغیر کہیں آرام کئے پاپڑ اور ڈالے کام کیا اور شاندار کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد آج پھر ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں ۔ ہم آپ کو اس کامیاب و کامران مراجعت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے خوش آمدید کہتے ہیں ۔

جناب نائب صدر ! جب ہم آپ کے دورہ کے ذریعہ پیدا ہونے والے نتائج پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمارے دل خدا تعالیٰ کے حضور شکر و امتنان کے جذبات سے معمور ہو جاتے ہیں کہ واقعی دریائے چناب، دریائے رائین ، دریائے ٹیمز کے پلوں کے نیچے سے اور نیاگرہ جھیل کے اوپر سے بہت زیادہ پانی بہہ چکا ہے اور دورہ سے قبل کے مقابلہ میں آج مجلس انصار اللہ کی عالمی حیثیت پہلے سے کہیں بڑھ کر ٹھوس، پائیدار ، مستحکم اور ثمر آور ہو چکی ہے اور انشاء اللہ اس کے شیریں پھل سے آنے والی نسلیں مستفیض ہوتی رہیں گی اور وقت کے ساتھ ساتھ اس تنظیمی دورہ کی تاریخی حیثیت ثبت ہوتی رہے گی ۔

جناب نائب صدر صاحب ! آپ ایسے ایسے ملکوں میں بھی تشریف لے گئے جہاں مجلس کے وجود کی ضرورت کا احساس بہت کم تھا ۔ آپ نے ان ممالک میں نہ صرف موقع و محل کے مطابق اس ضرورت کا احساس اجاگر کیا بلکہ آپ نے لگاتار سفر کے ان بہتر ۷۲ دنوں میں پچاس کے قریب (معین طور پر ۴۸) مجالس کے قیام کے ساتھ وہاں کی تجنید اور دوسرے کوائف اکٹھے کر کے مجالس کو مستحکم بنیاد مہیا کرنے کی خاطر فرداً فرداً ہر رکن انصار اللہ سے چندہ مجلس از خود لکھوانے کی بھرپور سعی کی اور آپ اپنی اس کوشش میں بہت حد تک کامیاب رہے آپ کی یہ کامیابی اور بھی درخشاں ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان ممالک کے ماحول، حالات اور انتہائی مادیت کے شکار معاشرہ میں رہنے والوں کو جب آپ نے دین کی ذمہ داریوں کی طرف بلایا تو بعض کے لئے اس قسم کا مطالبہ کہ مجلس کی تشکیل کرو اور پھر چندہ مجلس "تعمیر گیسٹ ہاؤس" میں وعدہ دو ۔ ماہنامہ انصار اللہ لگواؤ ۔ اور سالانہ بجٹ بناؤ اور اس کے مطابق ادائیگی کرو وغیرہ وغیرہ ۔ یہ سب ایسی باتیں تھیں جو ان مختلف ملکوں کے ماحول و حالات میں وہاں آج تک نہ اس انداز میں کسی نے کہیں اور نہ کسی نے سُنی تھیں ۔ لیکن آپ نے نہایت حکمت و دانائی اور صبر و تحمل سے

ایسے انصار کو سمجھایا اور کامیابی سے سمجھایا اور انہیں قائل کیا۔ اور یہ دوست قائل بھی ہوئے کہ واقعی انصاراللہ کی تنظیم کی موجودگی ضروری ہے بلکہ سرگرم موجودگی نہایت اہم اور ناگزیر ہے۔ اور یہ کہ اس سلسلہ میں اب تک جو سستی غفلت اور کوتاہی ہو چکی ہے اس کا ازالہ جتنی جلدی ممکن ہو بہتر ہے۔ آپ نے ہر ممکنہ کوشش سے انصاراللہ اور ان کے خاندان اور بچوں کے کوائف ان کی تعلیمی اور تربیتی حالت، دینی معلومات اور سب سے بڑھ کر یہ بھی جائزہ لیا کہ ان ترقی یافتہ مگر انتہائی غلط راہ اور مادیت زدہ ماحول کے حامل معاشروں میں احمدی بچے اپنے اصل سے دور تو نہیں جا رہے۔ آپ کے اس جائزہ سے یہ تکلیف دہ بات بھی سامنے آئی کہ تقریباً پچاس ۵۰ فیصد نئی احمدی نسل ان ملکوں کی سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی زبان اردو سے بہت دور جا چکی ہے اور آپ نے انصار کو اس پہلو سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی اور پابند کیا کہ اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اردو زبان بولنے لکھنے سے غافل نہ رکھا جائے کیونکہ وہ وقت جلد آنے والا ہے جب مہدی کی زبان اردو بھی عالمی حیثیت اختیار کر جائے گی۔ انشاء اللہ

جناب نائب صدر محترم! میں آپ کے اور یہاں موجود احباب کے درمیان زیادہ دیر حائل رہنا نہیں چاہتا اور ہم سب آپ کے دورہ کی کہانی آپ ہی کی زبانی سننا چاہتے ہیں۔ واقعی آپ نے دورہ کا حق ادا کر دیا ہے۔ بلکہ ہم سب کی توقع سے بڑھ کر۔ خدا کے فضل سے قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر ایدہ اللہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں آپ اپنے مقاصد میں بہت نمایاں طور پر کامیاب و کامران رہے۔ نوے ۹۰ فیصد مجالس کے عہدیداران کی تقرری، ۸۶ فیصد مجالس کی کم و بیش سو فیصد تجنید اور ۸۰ فیصد مجالس کے سالانہ بجٹ بنوانا جن کی تاحال موصول شدہ اطلاعات کے مطابق مجموعی رقم تین لاکھ کے قریب بنتی ہے اور ابھی بعض بڑی مجالس مثلاً لندن اور کینیڈا اور بعض امریکہ کی مجالس کے بجٹ ابھی آنا ہیں انشاء اللہ امید ہے کہ سال کے اختتام تک صرف ان نو ممالک کا بجٹ پاکستان کی تمام مجالس کے بجٹ کے لگ بھگ ہو جائے گا۔ یہ سب صورت حال مجلس مرکزیہ پر ایک نئی ذمہ داری عائد کر رہی ہے۔ اور دورہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے نئے حالات میں مجلس مرکزیہ کی عالمی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجلس مرکزیہ کو اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں نبھانے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک بار پھر ہم مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب کو خوش آمدید کہتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ اپنے پہلے کامیاب عالمی دورہ کی کامیابیوں اور کامرانیوں کی داستان حالات و واقعات اور تجربات کی روشنی میں بتائیں کہ یہ کیسے ہوا۔ گئے آپ مغرب کی طرف تھے اور آئے مشرق کی طرف سے۔ پوری دنیا کا چکر لگا کر۔ کامیاب و کامران۔ الحمد للہ۔

ہم ہیں گوش بر آواز

اراکین مجلس انصاراللہ مرکزیہ

عہدیداران اور دستور اساسی کی دفعہ نمبر ۲۰

"ناظمین اضلاع، نیز زعمائے اعلیٰ اور زعماء کی مرکزی اجتماع میں حاضری ضروری ہو گی۔ سوائے اس کے کہ وہ صدر مجلس سے قبل از وقت رخصت لے لیں۔"

خدمتِ خلق کا ایک پُراثر واقعہ

منگھو پیر کراچی کے ایک غیر از جماعت دوست ح۔ح۔ب۔ م۔ اپنے ایک احمدی ہمسایہ (جو کہ مجلس انصاراللہ کے ایک حلقہ کے زعیم ہیں) کے خدمتِ خلق کے مثالی کردار سے متاثر ہوکر اپنے ایک نہایت مؤثر خط میں اپنے جذبات و احساسات کا یوں اظہار کرتے ہیں :-

"میرے پانچ بچے، بیوی اور گھر کا تھوڑا بہت اثاثہ ہے۔ مَیں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی اس بات کی ضمانت دے کہ آج کے بعد کوئی بھوکا نہ رہے۔ کسی ضرورت مند کی ضرورت نہ رُکے کسی مریض کی جان دوا نہ ملنے سے نہیں جائے گی۔ تو مَیں اپنا سب کچھ اس کے لئے یک مُشت قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔۔۔۔ اور اگر کسی فرد یا فرقے کے دل میں ایسا جذبہ ہے کہ وہ کھانے سے پہلے اپنے پڑوسی سے معلوم کرے کہ اس نے کھانا کھایا یا نہیں یا اس کی کوئی بنیادی ضرورت تو نہیں رُکی ہوئی تو وہ فرقہ چاہے کسی نام سے پکارا جائے مگر میری طرف سے سچا ہے"۔

"ہو سکتا ہے کہ میرا خیال غلط ہو مجھے احمدی جماعت کے ایک شخص سے واسطہ پڑا جسے مَیں خضر کا مرتبہ دیتا ہوں۔ جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اور انسانی معاملات میں فرشتہ صفت انسان ہے۔ اس شخص کی عملی زندگی سے میں متاثر ہُوا ہوں کہ نہ صرف احمدیہ فرقے کے لوگوں کی قدر و منزلت میرے دل میں پیدا ہو گئی ہے بلکہ مَیں خود بھی احمدی ہونے میں فخر محسوس کروں گا۔ خدا نے چاہا تو ایک دن ایسا ہو گا کہ مَیں احمدی ہو جاؤں گا۔ جلد انشاء اللہ"۔

"چند پریشانیاں ایسی ہیں جن کی وجہ سے مَیں احمدی ہونے میں تاخیر کر رہا ہوں۔ دُعا فرمائیں کہ وہ پریشانیاں اللہ تعالیٰ حل فرمائے اور مَیں راہِ حق پر گامزن ہو جاؤں مجھے اپنے احمدی ہمسایہ م۔ ح صاحب کی زندگی پر رشک آرہا ہے کاش میری زندگی بھی اُن جیسی ہو جائے۔ مجھے م۔ ح صاحب کی اجازت نہیں پھر بھی مَیں ایک آنکھوں دیکھا واقعہ حلفیہ تحریر کرتا ہوں۔ جس میں ذرہ برابر بھی جھوٹ ہو تو خدا مجھے کبھی معاف نہ کرے"۔

"میرے ایک دوست ٹھیکیدار سعید احمد صاحب غیر از جماعت ہیں۔ چھ۶ ماہ سے اُن کا کاروبار بند پڑا ہے۔ ان کی بیگم کے ہاں ولادت ہوئی اپریشن سے جس کے اخراجات نے سعید صاحب کی کمر توڑ دی۔ اور وہ بہت پریشان ہو گئے۔ میرے پاس م۔ ح صاحب آئے تو وہ شخص بیٹھا ہُوا تھا اور بڑا افسردہ تھا۔ چونکہ اس کے پاس اتنے پیسے بھی نہ تھے کہ وہ بچوں کو کچھ کھلا سکے جبکہ بیمار بیوی کے علاج کے لئے ادویات کا خرچہ بھی بہت زیادہ تھا"۔

"خدا نے م۔ ح صاحب کو غیب سے فرشتہ بنا کر بھیجا۔ سلام دُعا کے بعد مَیں نے م۔ ح صاحب سے اس شخص کی پریشانی بیان کی اور قسم خدا کی مَیں دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ شخص بھی دوسرے سرمایہ داروں کی طرح صرف "اللہ رحم کرے" کہہ دے گا۔ مگر احمدی م۔ ح صاحب اپنی جیب میں سے -/۴۸۵ روپیہ نکال کر اس ضرورت مند کے سپرد

کر دیئے کہ جا تُو اپنا کام نکال۔ اللہ مددگار ہے۔ مَیں گھی خریدنے کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ اَب گھر والوں کو مَیں سمجھا لوں گا۔ مَیں نے کہا کہ رمضان کے دن ہیں آپ کو گھر گھی لے کر جانا ہے۔ کم رقم دیدیں۔ مگر م۔ ج صاحب نے کہا کہ اب ایک پائی بھی جیب میں بچانا حرام ہے۔ اللہ ہو اکبر۔"

"اور پھر م۔ ج صاحب وہاں سے آنکھوں میں آنسو لئے واپس چلے کہ یا خدا تو مجھے اتنا دیتا کہ مَیں اس شخص کی ضرورت ایسی پوری کرتا کہ دوبارہ نہ محسوس ہوتی۔ مجھے اس واقعہ نے اس قدر متاثر کیا کہ مَیں دل سے احمدی ہو گیا ہوں اور آج مَیں اپنے آپ کو احمدی جماعت کا ادنیٰ سا رکن محسوس کرتا ہوں۔ خداوند کریم مجھے اپنے احمدی ہمسایہ جیسا جذبے والا دل عطا فرمائے اور دُعا فرمائیں کہ حضرت اقدس کے ارشادات پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

"میرے چند دوست جو آئے دن مجھ سے احمدی فرقے کے سلسلہ میں مجھ سے بحث کرتے تھے وہ اس سچے واقع کو سُنکر دنگ رہ گئے۔ جناب ربانی صاحب۔ جناب محمد عمران صاحب۔ جناب حافظ محمد فاروق صاحب۔ حاجی حافظ محمد حبیب اللہ صاحب تک جو کہ سخت مخالف تھے۔ آج مکرّم م۔ ج صاحب کے کردار سے از حد متاثر ہیں اور تہہ دل سے جماعت احمدیّہ کی قدر کرتے ہیں۔"

ماہنامہ انصاراللہ کے خصوصی ایڈیشن کا ضمیمہ قیادت عمومی نے ترتیب دیا۔

خوش آمدید مجلس انصاراللہ کے سفیر

(استقبالیہ نظم بموقع مراجعت باسعادت محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ۔ از ممالک بیرون۔)

اللہ کا ہے شکر جو ہے قادر و قدیر
پھر ہمنشین بزم ہے مجلس کا اک سفیر
رہبر تھی تیری شمعِ خلافت کی روشنی
تیرا قدم قدم پہ رہا خود خدا نصیر
آیا ہے کامیاب و ظفر مند ہو کے تُو
لاریب تُو مقاصد مجلس کا ہے ظہیر
ہر مُلک سے ہمیں یہی آتی رہی صدا
گفتار دلنشین ہے کردار بے نظیر
نازاں ہیں تجھ پہ اے مرے اللہ کے حمید
ہم جو درِ خلافتِ حقّہ کے ہیں فقیر
تیرے لئے رہیں گے دُعا گو ہمارے دل
ہر کام میں عطا ہو تجھے برکتِ کثیر
کوشش تری ہر ایک ہو مقبولِ بارگاہ
اجرِ عظیم دے تجھے وہ خالقِ کبیر
شبّیر اپنے دوستوں کا ترجمان ہے
خوش آمدید مجلس انصار کے سفیر

(مکرم شبیر احمد صاحب)

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک خواہش اور سالانہ اجتماع انصار اللہ

مجلس انصار اللہ کا ۲۴ واں سالانہ اجتماع اپنی پاکیزہ روایات کے ساتھ مورخہ ۳۰۔۳۱ اخاء/اکتوبر و یکم نبوت/نومبر ۱۳۶۰ ہش ۱۹۸۱ء کو مرکز سلسلہ میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ

انصار اللہ کے اس اجتماع کی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے :۔

- "میری خواہش ہے کہ پاکستان میں مجالس خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی کوئی مجلس ایسی نہ رہے جس کا کوئی نہ کوئی نمائندہ اپنے اپنے اجتماع میں شامل نہ ہو۔"
- "میرے دل میں خواہش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کی تربیت کے لئے ضروری ہے کہ خدام اور انصار کے اجتماعات میں ان کی تمام مجالس شرکت کریں۔ چاہے ایک مجلس سے ایک ہی نمائندہ کیوں نہ آئے مگر آئے ضرور۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ نبوت/نومبر ۱۳۵۸ ہش ۱۹۷۹ء)

تمام ناظمین، زعماء اعلیٰ اور زعماء سے درخواست ہے کہ سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کے احترام میں سالانہ اجتماع میں مجالس کی سو فیصد نمائندگی کے لئے بھرپور کوشش فرمادیں اور واقعتاً کوئی ایسی مجلس نہ رہے جس کی نمائندگی اجتماع میں نہ ہو۔

اس مقصد کے حصول میں اگر کسی مجلس کو مالی مشکلات محسوس ہوں تو از راہ کرم ایسی مجلس کے بارہ میں فوری طور پر صدر محترم کو آگاہ فرمادیں۔

(قائد عمومی — مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

پروگرام سالانہ اجتماع

(منعقدہ ۳۰۔۳۱ اخاء/اکتوبر و یکم نبوت/نومبر ۱۳۶۰ ہش ۱۹۸۱ء)

اجلاس اول — ۳۰ اخاء/اکتوبر ۱۳۶۰ ہش/۱۹۸۱ء بروز جمعۃ المبارک

۳۰۔۳ تا ۴۰۔۳	تلاوت قرآن کریم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۴۰۔۳ تا	دعا۔ عہد و افتتاحی خطاب	سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں درخواست کی جائے گی۔
۴۵ منٹ	ورزشی و تفریحی مقابلہ جات۔	
	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام	

اجلاس دوم

۳۰-۷ تا ۴۰-۷ رات	تلاوت قرآنِ کریم	مکرم قاری عاشق حسین صاحب
۴۰-۷ تا ۵۰-۷ ،،	نظم	،، آفتاب احمد صاحب
۵۰-۷ تا ۰۰-۸ ،،	درس قرآن کریم	،، مرزا طاہر احمد صاحب
۰۰-۸ تا ۱۰-۸ ،،	درس حدیث	،، مولوی غلام باری صاحب سیف
۱۰-۸ تا ۲۰-۸ ،،	درس ملفوظات	،، مرزا انس احمد صاحب
۲۰-۸ تا ۳۵-۸ ،،	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم	،، مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر
۳۵-۸ تا ۵۰-۸ ،،	سیرت حضرت مہدی علیہ السلام	،، مولوی دوست محمد صاحب شاہد
۵۰-۸ تا ۳۰-۱۰ ،،	لیکچر و نمائش تصاویر	زیر انتظام مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر

---

۳۱ اخاء ۱۳۶۰ ہش / اکتوبر ۱۹۸۱ء بروز ہفتہ

۱۵-۴ تا ۰۰-۵ صبح	نماز تہجد	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۰۰-۵ تا ۳۵-۵ ،،	نماز فجر	،، ،، ،، ،، ،،

اجلاسِ اوّل

۳۵-۵ تا ۵۰-۵ ،،	درس قرآن کریم	مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب
۵۰-۵ تا ۰۵-۶ ،،	درس حدیث	،، محمد احمد صاحب جلیل
۰۵-۶ تا ۳۰-۶ ،،	درس ملفوظات	،، مولوی فضل الٰہی صاحب انوری
۵ منٹ	وقفہ برائے اعلانات	
۳۵-۶ تا ۱۵-۷ ،،	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم	
	ا- آپ کی زندگی میں جہاد مسلسل	،، مولوی سلطان محمود صاحب انور
	ب- صبر و استقامت	،، مولوی بشارت احمد صاحب بشیر
	ج- تعلق باللہ اور قبولیت دعا کے واقعات	،، مولوی محمد شفیع صاحب اشرف
۱۵-۷ تا ۴۵-۸ ،،	وقفہ برائے ناشتہ وغیرہ	

اجلاس دوم

۸-۴۵ تا ۸-۵۳ صبح	تلاوت قرآن کریم	مکرم محمد اسلم صاحب صابر
۸-۵۳ تا ۹-۰۰ "	نظم	" رانا محمد یوسف صاحب
۹-۰۰ تا ۹-۳۰ "	سیرت صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم	
	ا۔ شوق جہاد کبیر	" مولوی نسیم سیفی صاحب
	ب۔ تربیت اولاد	" مولانا عبدالمالک خانصاحب
۹-۳۰ تا ۱۰-۰۰ "	صد سالہ جوبلی فنڈ کے شیریں ثمرات اور ہماری ذمہ داریاں	" چوہدری ظہور احمد صاحب
۱۰-۰۰ تا ۱۱-۰۰ "	"ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار" زیر اہتمام مکرم سید احمد علی صاحب (چار نو مبائعین اپنے واقعات بیان کریں گے)۔	
۱۱-۰۰ تا ۱۲-۵۰ "	مجلس شوریٰ	صدر محترم
۱۲-۵۰ تا ۳-۰۰ شام	طعام۔ نماز ظہر و عصر۔	

اجلاس سوم

۳-۰۰ تا ۳-۰۸ "	تلاوت قرآن کریم	مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری
۳-۰۸ تا ۳-۱۵ "	نظم	" عبدالشکور صاحب ملتان
۳-۱۵ تا ۳-۳۰ "	درس قرآن کریم	" مولانا عبدالمالک خانصاحب
۳-۳۰ تا ۴-۰۰ "	سیرت صحابہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ	" صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب " مولوی دوست محمد صاحب شاہد
۴-۰۰ تا ۴-۲۰ "	سوال و جواب زیر اہتمام مولوی فضل الٰہی صاحب انوری	(۱) مکرم مولانا عبدالمالک خانصاحب۔ (۲) مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب (۳)۔ " سید احمد علی شاہ صاحب۔ (۴) " مجیب الرحمٰن صاحب
۴-۲۰ تا ۵-۰۰ "	ا۔ اجلاس ناظمین و زعماء اعلیٰ و قائدین مرکزیہ	
	ب۔ ورزشی مقابلہ جات	
۵-۰۰ تا ۷-۳۰ "	وقفہ برائے نماز مغرب۔ عشاء و طعام	
۷-۳۰ تا ۷-۳۸ "	تلاوت قرآن کریم	مکرم قاری محمد عاشق صاحب
۷-۳۸ تا ۷-۴۵ "	نظم	" محمد اسلم صاحب صابر
۷-۴۵ تا ۸-۰۵ "	انصار اللہ کی عالمی ذمہ داریاں	" چوہدری حمید اللہ صاحب
۸-۰۵ تا ۸-۱۵ "	قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا	" مرزا عبدالحق صاحب
۸-۱۵ تا ۱۰-۳۰ "	تقریری مقابلہ جات	زیر انتظام قائد صاحب تعلیم۔

(۱)۔ حضورؑ کی مکّی زندگی۔ (۲) حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت قرآن۔ (۳) برکات خلافت۔ (۴) تربیتِ اولاد۔ عنوانات مقرر کر کے اعلان کیا جائے اور علاقائی سطح پر نمائندے حصّہ لیں۔ علاقوں کی تشکیل قائد صاحب تعلیم کریں گے ——— منصفین :۔ مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل۔ (۲) مکرم مولوی

سلطان محمود صاحب انور۔ (۳) مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب۔ (۴) مکرم اللہ بخش صاحب صادق۔ (۵) مکرم محمد بشیر صاحب شاد۔

— شب بخیر —

یکم نبوت ۱۳۶۰ہش/ نومبر ۱۹۸۱ء — بروز اتوار

۴-۱۵ تا ۵-۰۰ صبح	نماز تہجد	مکرم صوفی غلام محمد صاحب
۵-۰۰ تا ۵-۳۵ "	نماز فجر	" " " "

اجلاس اوّل

۵-۳۵ تا ۵-۵۰ "	درس قرآن کریم	مکرم مولوی چراغ الدین صاحب
۵-۵۰ تا ۶-۰۵ "	درس حدیث	" صوفی بشارت الرحمٰن صاحب
۶-۰۵ تا ۶-۲۰ "	درس ملفوظات	" مرزا غلام احمد صاحب
۶-۲۰ تا ۶-۳۵ "	احمدیت کا مستقبل اور ہمارے فرائض	" شیخ مجیب الرحمٰن صاحب
۶-۳۵ تا ۶-۵۰ "	آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج	" مسعود احمد خان صاحب
۶-۵۰ تا ۷-۰۵ "	تقریر (سیرت حضرت نواب محمد علی خان صاحب)	" صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب
۷-۰۵ تا ۷-۲۰ "	ذکر حبیب (زیر انتظام مکرم قائد صاحب تعلیم)	
۷-۲۰ تا ۷-۳۵ "	" " " " "	
۷-۳۵ تا ۸-۴۵ "	ناشتہ وغیرہ	

اجلاس دوم

۸-۴۵ تا ۸-۵۰ "	تلاوت قرآن کریم	مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر
۸-۵۰ تا ۹-۰۰ "	نظم	" چوہدری شبیر احمد صاحب
۹-۰۰ تا ۹-۴۵ "	سوال و جواب —	مجیب: (۱) مکرم مرزا طاہر احمد صاحب (۲) مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب۔ (۳) مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد (۴) مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب۔ (۵) مکرم ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب۔
۹-۴۵ تا ۱۱-۱۵ "	خطاب صدر محترم	
۱۱-۱۵ تا ۱۱-۲۰ "	تلاوت قرآن کریم	مکرم حافظ مسعود احمد صاحب
۱۱-۲۰ تا ۱۱-۳۰ "	نظم "	" چوہدری شبیر احمد صاحب " ثاقب زیروی صاحب
۱۱-۳۰ تا —	تقسیم انعامات و اسناد خوشنودی و خطاب و عہد و دعا	سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

شائع کردہ: ——— قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

نئی رُوح - نئی زندگی اور ولولۂ تازہ سے ہمکنار کرنیوالا!

مجلسِ انصاراللہ مرکزیہ کا ۲۴واں سالانہ اجتماع

۳۰-۳۱ اخاء و یکم نبوت ۱۳۶۰ہش / ۳۰-۳۱ اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۸۱ء جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار کو انابت الی اللہ۔ دُعاؤں اور ذکر الٰہی کے زندگی بخش ماحول میں اپنی مخصوص روایات کے ساتھ مرکز سلسلہ ربوہ میں منعقد ہوگا انشاء اللہ۔

سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از راہِ شفقت اپنے انفاس قدسیہ سے اس اجتماع کو برکت دیں گے۔ پس اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جوق در جوق تشریف لائیے۔ انصار تو آئیں گے ہی ـــــ خدام و اطفال بھی کثرت سے اجتماع میں شامل ہو کر امامِ وقت کے ارشادات سے مستفیض ہوں۔

اے ابراہیمی طیور! اپنی رُوح کو ایک نئی جِلا بخشنے کے لئے انصاراللہ کے سالانہ اجتماع کے رُوح پرور ماحول میں چند زندگی بخش لمحات گذارنے کے لئے تشریف لائیں اور اپنی زندگیوں میں آنے والے ان قیمتی مواقع سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور اپنے بچّوں کو بھی ان انمول مواقع سے مستفیض کیجئے!

خاکسار مرزا طاہر احمد - صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ